۴۸۶
۹۲

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ

۶ جز ۶ رکوع

یعنے وعدہ کیا اللہ نے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے انکے لیے بخشش ہے اور ثواب عظیم ہے

ضروریات دین

کا

مکمل اور بے نظیر رسالہ

حمایت الاسلام

جو

معتبر کتب فقہ کا عطر ہے

الموسوم بہ اسم تاریخی

چشمۂ فیض محمدی

۱۳۳۲ھ

مرتبہ احقر العباد سید پیر محمد حیدرآبادی

در مطبع نظام دکن واقع بازار عیسیٰ میاں ... الطبع شائع شد
۱۳۳۲ھ
تعداد طبع (۱۰۰۰)
قیمت اعلیٰ ...

تقریظ از عالیجناب فیض انتساب سلطان الواعظین مولانا مولوی محمد عبد القادر صاحب رضا صوفی
واعظ مسجد چوک سرکار عالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ تعالیٰ و نصلی علیٰ نبیہ الکریم

میں نے کتاب حمایت الاسلام المسمیٰ بہ اسم تاریخی چشمۂ فیض محمدی کا مطالعہ بفرمایش مولف کتاب مولانا مولوی سید پیر محمد صاحب من اولہ الیٰ آخرہ کیا۔ بیشک مولف صاحب نے بڑی محنت شاقہ سے بغواصی بحار کتب مطولہ اس انمول موتی کو دستیاب فرمایا ہے۔

اسمیں بعض ایسے مسائل بھی مولف صاحب نے درج فرمائے ہیں جو اہل علم کو بھی بعد تلاش چیدہ چیدہ مقامات پر کتب متداولہ میں مل سکتے ہیں۔

مسائل ضروریہ متعلقہ نماز و زکوٰۃ و روزہ و حج و نکاح طلاق وغیرہ کا حق بیان و ادا کما ینبغی مولف نے ادا کر دیا ہے طلبائے مدارس و علی الخصوص مسلمانان دیہات کیلئے یہ کتاب بنسبت مسائل ضروریہ دینیہ در حقیقت ایک جید فقیہ معلم دینیات کا کام دیگی۔ بلا رو رعایت بصداقت و دیانت یہ میری رائے ہے کہ اس کتاب کو نہ صرف نصاب تعلیم دینیات میں شامل کر دیا جائے بلکہ اس کا ایک ایک نسخہ تمام ممالک محروسہ کے مساجد میں اور ہر ہر قریہ میں متعدد نسخہ جات تقسیم کرائے جائیں تاکہ مسلمانان دیہات اسکو دستور العمل دین قرار دیکر اور اپنے دین کو آراستہ کرکے نجات و برات کا سامان مہیا کریں کہ انکی دوسری دائمی زندگی کی خوشی اور چین و آرام کا ذریعہ و وسیلہ بن جائے فقط

تقریظ عالیجناب مولانا مولوی محمد عبدالحق صاحب مدرس عربی و دینیات مدرسہ فوقانیہ انگریزی بلدہ سرکار عالی فارغ التحصیل مدرسہ عالیہ نظامیہ سرکار حیدرآباد دکن

عالیجناب مولوی سید پیر محمد صاحب کی مولفہ کتاب (حمایت الاسلام الموسوم بہ اسم تاریخی چشمۂ فیض محمدی) ناچیز نے بغور وخوض مطالعہ کیا واقعی مولوی صاحب موصوف نے نہایت محنت و دیدہ ریزی کے ساتھ بغرض رفاہ عام مسلمانان ضروری مسائل فقہ کو معتبر کتب فقہ احناف سے اس کتاب میں جمع کیا ہے - آپ کی محنت شایقین علم دین کے نزدیک لایق قدر اور قابل داد ہے -

ایک مختصر باب العقاید بڑھانے کی بندہ نے استدعا کی جسے لایق مولف نے منظور فرمایا اور چند ضروری عقیدے کتب مشہورہ مثل عقاید نسفی وغیرہ سے لکھدئیے جسکی تصدیق کئے بغیر کوئی فرد بشر مومن نہیں ہو سکتا جسکی وجہ سے یہ کتاب مکمل اور طالبین علم دین کیلئے باعث ازدیاد علم و یقین ہو گئی - اب میں اپنے ناچیز معلومات کی بنا پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ بالیقین کتاب (حمایت الاسلام چشمۂ فیض محمدی) رسائل دینیات علی گڈہ و نیز کتاب کشف الحجاب وغیرہ کتب درسیہ مدارس سرکاری سے کیا بلحاظ مسائل فقہ اور کیا بلحاظ ترتیب و زبان زیادہ سہل و آسان اور نفع رساں ہے اور اس قابل ہے کہ بجائے موجودہ کتاب کے سرکاری امتحان مڈل کے نصاب میں داخل کی جائے فقط

تقریظ عالیجناب مولانا مولوی سید شاہ محمد رضا صاحب قادری شطاری ابوالقاسم شیخ الادب مدرسۂ عالیہ نظامیہ سرکار عالی

بیشک عالیجناب مولوی سید پیر محمد صاحب نے اردو خوان طالبان فقہ و احکام ضروریہ اسلام پر بڑا ہی احسان فرمایا کہ ایک کتاب سلیس قریب الفہم بڑی جد و جہد اور محنت شاقہ اٹھا کر ترتیب دی اور مختلف کتب متفرقہ سے مختلف ضروری احکام فقہی کو جمع کیا (فجزاہ اللہ خیر الجزاء)

اور مجھ سے جناب مولف صاحب نے خواہش کی کہ یہ ناچیز بھی اسکو اول سے آخر تک دیکھے اور اپنی ناچیز رائے کا اظہار کرے۔

لھذا میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے کتاب مستطاب ہذا اول سے آخر تک دیکھی لہذا یہ مناسب ہوگا یہ کتاب

حمایت الاسلام الموسوم باسم تاریخی **ضمیمۂ فیض محمدی**

بجائے دیگر کتب مشروط امتحان کے داخل نصاب سرکاری کی جائے فقط

فہرست رسالہ حمایت الاسلام چشمہ فیض محمدی

۱۳۰۴ھ

کتاب الصلوٰۃ

کتاب الزکوٰۃ

کتاب الحج

کتاب الصوم

کتاب النکاح

کتاب الطلاق

کتاب العقیقہ

احکام عقیقہ

کتاب الختنہ

کتاب الذبیحہ

کتاب الفرائض

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین و الصلوۃ والسلام علے سید المرسلین محمد ن المصطفیٰ احمد المجتبیٰ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین و علی آلہم و ازواجہم و اصحابہ و تابعہ اجمعین ؕ

قولہ تعالیٰ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ۱۴ اجسز ۸ رکوع

یعنے اور اگر گنو تم نعمتیں اللہ کی نہ گن سکوگے اس کو تحقیق اللہ البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

غور کرو تو خدا تعالیٰ کی بیمثال اور لاقیمت نعمتیں بیحد و حساب پائی جاتی ہیں جو شاہ و گدا۔ ادنیٰ۔ اعلیٰ۔ عام۔ خاص۔ زاہد۔ فاسق۔ دوست۔ دشمن سب کو مفت اور برابر تقسیم ہوی ہیں۔ چنانچہ انسان کے تمام اعضاء حواس خمسہ ازواج اولاد۔ صحت۔ خواب۔ خور۔ پانی۔ ہوا۔ گرمی۔ سردی۔ چاند۔ سورج۔ زمین۔ آسمان۔ شجر۔ حجر وغیرہ ماکولات و میوہ جات میں ذایقہ۔ اور زبان کو اس کا احساس حسن اور گل و گلزار میں بہار مرغوب اور بصارت کو اُس کا احساس۔ ان نعمتوں کے علاوہ مومنین کو نعمت ہائے عقبیٰ یعنے کلمہ۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ بھی عطا فرمائی ہیں۔

غور کرنے والے کو ہر برگ درخت اور ہر ذرہ اور ہر سانس میں خداتعالیٰ کی قدرت اور نعمت کا ظہور نظر آتا ہے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

(قطعہ سعدی رح)

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند تا تو نانی بکف آری و بہ غفلت نخوری

ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نبری

اگر خداتعالیٰ کی مفت عطا کی ہوئی نعمتوں کے منجملہ کوئی نعمت سعی و کوشش اور قیمت سے حاصل ہوئی ہوتی تو اُس کی بڑی قدر کیجاتی۔ لیکن جو لاقیمت نعمتیں مفت و بیدریغ عطا ہوئی ہیں۔ ہم اُن کی قدر اور معطی کا شکر نہیں کرتے حالانکہ ہر نعمت کیلئے شکر واجب ہے سعدی رح "ہر نفسیکہ فرو میرود ممد حیات ست وچوں برمی آید مفرح ذات پس در ہر نفسے دو نعمت موجود است و بر ہر نعمتے شکرے واجب" یعنے جو سانس کہ اندر جاتی ہے وہ مدد دینے والی ہے حیات کو اور جب وہ باہر آتی ہے فرحت بخشتی ہے ذات کو پس ہر ایک سانس میں دو نعمت موجود ہیں اور ہر ایک نعمت کیواسطے شکر واجب ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات عظیم کا شکریہ بھی ادا کرنا ضروری ہے کہ جنھوں نے تمام دنیا کے مومنین کو ظلمات کفر سے نکال کر نور ایمان سے مُشرف فرمایا اور (۲۳)[۱] سال کی مدت میں تا قیامت دین و دنیا کے تمام ضروریات کی پوری تعلیم فرمادی اور اپنی امت کے گنہگار بندوں کی شفاعت کا وعدہ فرمایا۔

---

[۱] آنحضرت صلعم کی عمر شریف (۶۳) سال کی ہوئی۔ مگر آپ نے دعواے نبوت اور تبلیغ کا کام چالیس سال کی عمر مبارک سے شروع فرمایا۔ جس کی مدت (۲۳) سال ہے۔

عرض مولف

کمترین سید پیر محمدؐ صیغہ دار معتمدی مالگزاری سرکار عالی صیغہ عطیات ساکن متصل مسجد افضل گنج حیدر آباد دکن نے بہ سعی تمام دینی اور ضروری قابل حفظ ضروریات کو فقہ کی معتبر کتب کے مختلف مقامات سے نہایت اختصار کے ساتھ بطور خلاصہ لیکر یہ رسالہ مرتب کیا ہے تاکہ شایقین کو ان ضروریات کے حفظ کرنے میں آسانی ہو اور چونکہ سہو اور خطا سے بچنا محال ہے اس لئے ناظرین باتمکین سے عرض ہے۔ کہ جہاں کہیں راقم کی سہو اور خطا نظر آے۔ براہ کرم اُس کی اصلاح فرمائیں۔ اور مفید امور سے مستفید ہو کر مولف کے حق میں دُعاے خیر فرمائیں۔

اس تالیف کو اس وجہ سے ناز و فخر حاصل ہے کہ اعلحضرت سکندر شوکت ظل سبحانی گیہان خدیو کوہ شکوہ آفتاب آسماں ارسطو زماں حاتم دوراں صاحب السیف والقلم رافع الجور و الظلم قدر قدرت قضا صولت دار الحکومت فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک ہز اگزالٹڈ ہائینس نواب **میر عثمان علی خاں** بہادر جی سی یس۔ آئی۔ جی۔ بی۔ ای۔ آصف جاہ سابع سریر آراے سلطنت دکن صانہا اللہ عن الشرور والفتن لازالت شموس اقبالہ بازغتہ الی یوم القیامتہ کے جیسے رحمدل رعایا پرور عالم و علم دوست ہمایون عہد و میمنت مہد میں زیب و زینت پائی ہے اس مقدس و مبارک عہد حکومت میں دین و دنیا کے بہت سے ضروری امور کی اصلاحیں ہو چکی اور ہو رہی ہیں۔ لغویات و منہیات شرعیہ کا انسداد ہوا۔ غربا

ومساکین وعلما وفضلا وطلبا ومدارس کے نام بڑی بڑی تنخواہیں جاری ہوئیں علم کا شاندار دروازہ کھل گیا۔ یعنے جامعہ عثمانیہ کا قیام اور کانفرنس جیسے علمی جلسہ کا انعقاد ہوا اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کی عزت افزائی ہونے لگی بمصارف زر کثیر مساجد میں واعظین مقرر فرمائے گئے۔ گھر گھر دینیات کے چرچے ہونے لگے۔ مقدس مقامات میں کسبیوں کا راگ رنگ موقوف کر دیا گیا۔ رمضان شریف کی عزت وحرمت کا کامل انتظام فرمایا گیا۔ محرم الحرام میں خلاف شرع کھیل تماشوں کی موقوفی کے ساتھ بارہ روز کی عام تعطیل کا حکم بایں سبب شرف صدور لایا کہ مجالس عزا کی شرکت سے لوگ بہرہ ور ہوسکیں اور ہزاروں رفاہ عام کے کام مثلاً آرایش بلدہ وجدید شفاخانۂ افضل گنج وعمارات سٹی ہائی اسکول وعثمانیہ عدالت العالیہ وسیکڑوں جدید مدارس وقیام دارالتراجم وکلیہ جامعہ عثمانیہ ونیز متعدد تالاب کی تعمیر میں بیدریغ کروڑہا روپیہ صرف ہورہا ہے جس میں کئی کئی فوائد مستتر ومضمر ہیں اور مدارس میں بالالتزام شعبۂ دینیات کا حکماً انتظام فرمایا گیا ہے اور حضرت رسالتمآب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد ومعراج النبوت کی تعطیل میں ایک ایک یوم کا اضافہ فرمایا گیا۔ اور خلفائے راشدین کے اعراس کی جدید تعطیلات کا حکم بھی اسی مبارک عہد میں صادر ہوا۔ ان ایام متبرکہ ومقدسہ میں مساجد بقعہ نور بنی رہتی ہیں۔ اور اعلیحضرت ظل سبحانی ان فضیلت کی راتوں میں خود شرکت حاصل فرماتے ہیں۔ غرض ہر کوچہ بازار ودیار وامصار ممالک محروسہ سرکار عالی سے ہی نہیں بلکہ بیرونجات ملک میں بھی آپ کے فیوض وبرکات کی بو مہک رہی ہے۔ جو زمانہ گزشتہ میں ایسے پرفیض آثار وعلامات کہیں نظر نہیں آتے تھے۔ حال ہی کا واقعہ ہے کہ مکہ معظمہ ومدینہ منورہ

کے باشندوں کی خستہ حالی و غربت کا حال سماعت فرما کر پینتیس ہزار روپیہ اُن لوگوں پر تقسیم کرنے کے لیے ایک قابل اعتبار اور متبرک فرد کے ذریعہ یہاں سے بھجوایا۔ اور بعض اضلاع میں قلت آب کی حالت بچشم خود ملاحظہ فرما کر وہاں کی آبرسانی کے لیے پندرہ لاکھ روپیہ منظور فرمایا۔ یہ ہیں ہمارے سرکار کے احکام اور یہ ہیں برکات عہد عثمانی اب خداوند ذوالجلال سے دُعا ہے کہ یا اللہ یا غفور الرحیم!! اے مقاصد و مرادوں کے برلانے والے!! ہمارے بادشاہ جمجاہ حضور پر نور شاہ دکن کو ہر امر میں کامیاب اور ہر دلی مقصد میں بامراد فرما آمین اور شہزادگان بلند اقبال و شہزادیان والاشان کو اپنے محترم والد کے زیر سایہ عمر طبعی کو پہنچا

رہے مہر جبتک فلک پر درخشاں ۔ رہے عہد نواب عثمان علیخاں

آمین ثم آمین

یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ عالیجناب فیضماب سلطان الواعظین مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب صوفی واعظ مسجد چوک۔ و عالیجناب مولانا مولوی محمد عبدالحق صاحب مدرس عربی و دینیات مدرسہ فوقانیہ انگریزی بلدہ سرکار عالی و فارغ التحصیل مدرسۂ نظامیہ سرکار عالی و مولانا مولوی رشید محمد صاحب قادری شطاری شیخ الادب مدرسۂ نظامیہ سرکار عالی نے اپنے عزیز و قیمتی وقت کو اس کتاب کے ملاحظہ و تصحیح میں جو صرف فرمایا ہے۔ اس کے شکریہ کی ادائی میں یہ ناچیز قاصر ہے فقط

کتاب العقاید

عقیدہ ۱ اللہ ایک ہے وہ کسی کا محتاج نہیں اس نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ کوئی چیز اس کے مانند نہیں۔ وہ سب سے نرالا ہے۔ اسی نے تمام عالم کو پیدا کیا وہی سب کار کھوالا ہے۔

عقیدہ ۲ وہ زندہ ہے ہر چیز پر اس کو قدرت ہے۔ کوئی چیز اُس کے علم سے پوشیدہ نہیں وہ سب کچھ دیکھتا ہے سنتا ہے جو چاہے کرتا ہے۔ کلام فرماتا ہے۔ وہی پوجنے کے قابل ہے۔ کوئی اس کا ساجھی نہیں۔ اپنے بندوں پر مہربان ہے بادشاہ ہے وہ سب عیبوں سے پاک ہے وہی اپنے بندوں کو سب آفتوں سے بچاتا ہے وہی مارتا اور جلاتا ہے وہی عزت دیتا اور ذلیل کرتا ہے۔ ہدایت اور گمراہی اسی کی طرف سے ہیں۔ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔

عقیدہ ۳ مخلوق کی صفتوں سے وہ پاک ہے اور قرآن و حدیث میں جو بعض جگہ اللہ کا ہاتھ اور منھ وغیرہ آیا ہے۔ یا تو اُن کے معنی اللہ کے سپرد کر دیں کہ وہی اس کی حقیقت جانتا ہے ہم ایمان لانے میں یہی بہتر ہے یا اُس کے کچھ مناسب معنی لگا لئے جائیں جس سے وہ سمجھ میں آجاوے۔

عقیدہ ۴ عالم میں جو برا بھلا ہوتا ہے سب کو اللہ تعالیٰ اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اپنے جاننے کے موافق اس کو پیدا کرتا

ہے اور تقدیر اسی کا نام ہے۔ بری باتوں کے پیدا کرنے میں بہت سے بھید ہیں جنھیں ہر شخص نہیں جان سکتا ہے۔

عقیدہ ۵ بندوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور ارادہ دیا ہے جس سے وہ گناہ اور ثواب کے کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں مگر بندوں کو کسی کام کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ گناہ کے کام سے اللہ تعالیٰ ناراض اور ثواب کے کام سے خوش ہوتا ہے۔

عقیدہ ۶ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ایسے کام کرنے کا حکم نہیں دیا جو بندوں سے نہ ہو سکے۔

عقیدہ ۷ کوئی چیز خدا کے ذمہ لازم نہیں جو کچھ مہربانی کرے اس کا فضل ہے

عقیدہ ۸ بہت سے پیغمبر اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوے بندوں کو سیدھی راہ بتلانے آئے اور وہ سب گناہوں سے پاک ہیں۔ گنتی اُن کی پوری طرح اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے اُن کی سچائی بتلانے کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں ایسی نئی نئی مشکل مشکل عادت کے خلاف باتیں ظاہر کیں جو اور لوگ نہیں کر سکتے ایسی باتوں کو معجزہ کہتے ہیں۔

ان میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام تھے اور سب کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی درمیان میں ہوے جنمیں حسب ذیل انبیا بہت مشہور ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام۔ ابراہیم علیہ السلام۔ اسحاق علیہ السلام اسمٰعیل علیہ السلام۔ یعقوب علیہ السلام۔ یوسف علیہ السلام۔ داؤد علیہ السلام سلیمان علیہ السلام۔ ایوب علیہ السلام۔ موسیٰ علیہ السلام۔ ہارون علیہ السلام

زکریا علیہ السلام یحییٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام۔ الیاس علیہ السلام الیسع علیہ السلام۔ یونس علیہ السلام۔ ادریس علیہ السلام۔ لوط علیہ السلام ہود علیہ السلام۔ شعیب علیہ السلام۔ صالح علیہ السلام۔ ذوالکفل علیہ السلام

عقیدہ ۹ پیغمبروں میں بعض کا رتبہ بعض سے بڑا ہے۔ سب میں زیادہ مرتبہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ آپ کے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں آسکتا۔ قیامت تک جتنے آدمی اور جن ہونگے آپ سب کے پیغمبر ہیں

عقیدہ ۱۰ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکے سے بیت المقدس میں اور وہاں سے ساتوں آسمانوں پر اور وہاں سے جہاں تک اللہ کو منظور ہوا پہنچایا اور پھر مکے میں پہنچا دیا اس کو معراج کہتے ہیں۔

عقیدہ ۱۱ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات نور سے پیدا کرکے ان کو ہماری نگاہوں سے پوشیدہ کیا ہے۔ ان کو فرشتے کہتے ہیں ان کا مرد یا عورت ہونا کچھ نہیں تبلایا گیا۔ بہت سے کام اُن کے سپرد ہیں وہ کبھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے۔ ان میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں۔
حضرت جبرئیل علیہ السلام۔ حضرت میکائیل علیہ السلام۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام حضرت عزرائیل علیہ السلام۔

عقیدہ ۱۲ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوق آگ سے پیدا کرکے ہماری نظروں سے پوشیدہ کیا ہے۔ ان کو جن کہتے ہیں ان میں نیک و بد سب طرح کے ہوتے ہیں۔ ان کی اولاد بھی ہوتی ہے ان سب میں زیادہ مشہور شریر ابلیس

یعنے شیطان ہے۔

عقیدہ ۱۳ مسلمان جب خوب یاد آلہی اورعبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے تو وہ خدا کا دوست و پیارا ہو جاتا ہے ایسے شخص کو ولی کہتے ہیں ولی سے کبھی ایسی باتیں ظہور میں آتی ہیں جو اور لوگوں سے نہیں ہوسکتیں ایسی باتوں کو کرامت کہتے ہیں اور کرامت اولیاء حق ہے۔

عقیدہ ۱۴ کوئی شخص خدا کا کیسا ہی پیارا ہو جائے مگر جب تک ہوش وحواس درست ہیں شرع کا پابند رہنا فرض ہے نماز روزہ اور کوئی عبادت معاف نہیں ہوتی اور نہ گناہ کی باتیں اس کیلئے درست ہوتی ہیں

عقیدہ ۱۵ ولیوں کو بعض بھید کی باتیں سوتے یا جاگتے میں معلوم ہو جاتی ہیں۔ اس کو کشف والہام کہتے ہیں۔ الہام اگر خلاف شرع نہ ہو تو قابل قبول ہے ورنہ متروک۔ لیکن یہ دوسروں پر حجت نہیں ہوسکتا ہے

عقیدہ ۱۶ قران وحدیث کی مشکل و باریک باتیں ہر خاص و عام کی سمجھ میں نہیں آسکتیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے علمائے راسخین واہل الذکر سے پوچھنے اور اُن سے دین کے احکام معلوم کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ ایسے علماء متبحرین کو مجتہد کہتے ہیں اور مجتہد بہت ہوے ہیں جنمیں یہ چار سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام شافعی رح حضرت امام مالک رح حضرت امام احمد حنبل رح جس کو جس امام سے عقیدت ہو اُس کی پیروی اور تقلید کرے اور خاصکر اس زمانہ میں ہر کلمہ گو کو تقلید کرنا واجب ہے منکر تقلید شخصی خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے

عقیدہ ۱۷ کسی حلال کو حرام اور حرام کو حلال جاننا کفر ہے اور گناہ کبیرہ سے مسلمان کافر نہیں ہوتا۔

عقیدہ ۱۸ شرع شریف کے موافق تزکیہ قلب اور نفس کو سنوارنے کے طریقے ولی لوگوں نے اپنے دل کی روشنی سے سمجھ کر تبلائے ایسے لوگ شیخ کہلاتے ہیں یہ شیخ بہت ہوے مگر ان میں چار بہت مشہور ہیں غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رح حضرت شیخ خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

عقیدہ ۱۹ اللہ تعالیٰ نے بہت سی کتابیں آسمان سے جبرئیل علیہ السلام کی معرفت بہت سے پیغمبروں پر اتاریں تاکہ وہ اپنی اپنی امتوں کو دین کی باتیں تبلائیں۔ ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔ توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔ زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر۔ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتری اور قرآن مجید ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ قرآن شریف کے بعد کوئی کتاب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی یا رسول قیامت تک نہ بھیجا جائیگا۔

عقیدہ ۲۰ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جس جس مسلمان نے دیکھا اس کو صحابی کہتے ہیں اُن کی بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں ان سب سے محبت اور اچھا گمان رکھنا چاہئیے اگر کوئی لڑائی جھگڑا اُن کا سننے میں آوے اس کو بھول چوک سمجھے اُن کی برائی نہ کرے۔ صحابہ سے بغض و عداوت

رکھنا سخت گمراہی اور بے دینی ہے۔ نبیؑ کے بعد سب سے زیادہ لائق تعظیم خلیفہ اول ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اُن کے بعد خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اُن کے بعد خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ان کے بعد خلیفہ چہارم حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

عقیدہ ۲۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور بیبیاں سب تعظیم کے لائق ہیں اولاد میں سب سے زیادہ بڑا رتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اور بیبیوں میں حضرت خدیجہ اور حضرت عایشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رتبہ ہے۔

عقیدہ ۲۲ کسی سے غیب کی باتیں پوچھکر اس پر یقین کرنا کفر ہے۔ البتہ نبیوں کو وحی سے اور ولیوں کو کشف والہام سے اور عام لوگوں کو نشانیوں سے کوی بات معلوم ہوسکتی ہے۔

عقیدہ ۲۳ کسی کا نام لیکر کافر کہنا اور لعنت کرنا بڑا گناہ ہے۔ ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹوں پر لعنت ظالموں پر لعنت مگر جن کا نام لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے یا اُن کے کفر کی خبر دی ہے اُن کو کافر وملعون کہنا گناہ نہیں ہے (جیسے ابو جہل وابولہب وغیرہ)

عقیدہ ۲۴ جب آدمی مرجاتا ہے اگر گاڑا جاے تو گاڑنے کے بعد اور اگر نہ گاڑا جاے تو جس حال میں ہو اُس کے پاس دو فرشتے جن میں سے ایک کو منکیر دوسرے کو نکیر کہتے ہیں آکر پوچھتے ہیں کہ تیرا پروردگار کون ہے اور تیرا دین کیا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں اگر مردہ ایماندار ہو تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے پھر اس کے لیے ہر طرح کا آرام ہے اور نہیں تو

وہ سب باتوں میں کہتا ہے کہ مجھے خبر نہیں پھر اس پر بڑی سختی ہوتی اور عذاب کیا جاتا ہے یہ ساری باتیں مردہ کو معلوم ہوتی ہیں۔ ہم لوگ نہیں دیکھتے جیسا سوتا آدمی خواب میں سب کچھ دیکھتا ہے اور جاگتا آدمی اس کے پاس بیٹھا ہوا بےخبر ہوتا ہے

عقیدہ ۲۵ مردے کے لیے دعا کرنے سے کچھ خیرات دیکر بخشنے سے اسکا ثواب پہنچتا ہے اور اس سے اس کو بڑا فایدہ ہوتا ہے۔

عقیدہ ۲۶ قیامت کا آنا برحق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی نشانیاں اس کی تبلائی ہیں سب ضرور ہونے والی ہیں۔ چنانچہ کانا دجال نکلیگا اور دنیا میں خوب فساد مچائیگا اس کے مار ڈالنے کے واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اترینگے اور اسکو مار ڈالیں گے۔ یاجوج ماجوج بڑے زبردست آدمی ہیں وہ تمام زمین پر پھیل پڑینگے پھر وہ خدا کے قہر سے ہلاک ہونگے۔ ایک عجیب طور کا جانور زمین سے نکلے گا اور آدمیوں سے باتیں کریگا۔ مغرب کی طرف سے آفتاب نکلے گا۔ قرآن مجید اٹھ جائیگا۔ جب ساری نشانیاں پوری ہوجاوینگی تو قیامت کا سامان شروع ہوگا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام خدا کے حکم سے صور پھونکیں گے اس صور کے پھونکنے سے تمام زمین و آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے اور تمام مخلوق مرجائیگی اور جن کا اللہ تعالیٰ کو بچانا منظور ہو وہ اپنے حال پر رہینگے ایک مدت اسی پر گزر جائیگی جس کی تعین حدیثوں میں چالیس سال بھی آئی ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا دوسرا صور پھونکا جائیگا اور تمام عالم دوبارہ پیدا ہوجائیگا مردے زندہ ہونگے اور میدان حشر میں اکٹھے ہونگے۔ ہر شخص کا نامہ اعمال تولا جائیگا۔ اور حساب و کتاب ہوگا۔ بعضے بے پوچھے جنت میں جائینگے۔ امت کے

گنہگاروں کی سفارش حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما کر بخشوائینگے اور حوض کوثر کا پانی پلائینگے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ پلصراط پر چلنا ہوگا۔ نیک لوگ اس سے پار ہو کر جنت میں جائینگے اور بدکار اس پر سے دوزخ میں گر پڑینگے۔ نیکوں کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں اور بدوں کا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

عقیدہ ۲۷ دوزخ پیدا ہو چکی ہے اور اس میں سانپ بچھو اور طرح طرح کا عذاب ہے۔

عقیدہ ۲۸ بہشت بھی پیدا ہو چکی ہے۔ اور اس میں عمدہ آرام وچین اور طرح طرح کی نعمتیں ہیں۔ بہشتیوں کو کسی طرح کا ڈر اور غم نہ ہوگا۔ اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ نہ اس سے نکلیں گے اور نہ وہاں مرینگے۔

عقیدہ ۲۹ اللہ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دیدے اور بڑے گناہ کو محض اپنی مہربانی سے معاف کردے اور بالکل اس پر سزا نہ دے۔

عقیدہ ۳۰ جن لوگوں کا نام لیکر اللہ اور رسول نے ان کا بہشتی ہونا بتلا دیا ہے ان کے سوا کسی کے بہشتی ہونے کا یقینی حکم نہیں لگا سکتے البتہ اچھی نشانیاں دیکھ کر اچھا گمان رکھنا اور اللہ کی رحمت کے امیدوار رہنا ضروری ہے۔

عقیدہ ۳۱ بہشت میں سب سے بڑی نعمت خدائے تعالیٰ کا دیدار ہے جو بہشتیوں کو نصیب ہوگا اور اس کی لذت میں تمام نعمتیں ہیچ معلوم ہونگی۔

عقیدہ ۳۲ تمام عمر کوئی کیسا ہی برا یا بھلا کام کرے مگر جس حالت پر خاتمہ ہوتا ہے اسی کے موافق جزا و سزا ہوتی ہے۔

کتاب الاحکام الشریعت

احکام شریعت آٹھ ہیں

پہلا فرض۔ دوسرا واجب۔ تیسرا سنت۔ چوتھا مستحب۔ پانچواں حلال۔ چھٹا حرام ساتواں مکروہ آٹھواں مباح

(۱) فرض وہ ہے کہ دلیل قطعی سے بہ صیغہ وجوب ثابت ہوا ہو۔

فرض کی دو قسمیں ہیں۔ ایک فرض عین۔ دوسرا فرض کفایہ

(الف) فرض عین وہ ہے کہ ہر عاقل و بالغ پر اس کی ادائی فرض ہے۔

جیسا کہ نماز روزہ وغیرہ

(ب) فرض کفایہ وہ ہے کہ بعض کے ادا کرنے سے سب کے جانب سے اس کی ادائی ہو جاتی ہے جیسا کہ نماز جنازہ یعنے حاضرین میں سے بعض پڑھ لیں تو سب کی جانب سے اس کی ادائی ہو جاتی ہے۔

اگر کوئی بھی نہ پڑھے تو سب کے سب گنہگار ہوں گے۔

ف فرض کا انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے اور بیعذر اسکو ترک کرنے والا گنہگار

(۲) واجب وہ ہے کہ دلیل ظنی سے ثابت ہوا ہو دلیل ظنی وہ ہے کہ اسمیں کچھ شبہ ہو۔ اس کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہوتا لیکن بے عذر ترک کرنے والا گنہگار ہوتا ہے اور آخرت میں معذب جیسا کہ نماز وتر اور نماز عیدین وغیرہ۔

(۳) سنت وہ ہے کہ جس کام کو حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو یا جس کی ادای کے لیئے

حکم فرمایا ہو بے عذر اس کو ترک کرنے والا قابل ملامت ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت سے محروم۔

سنت موکدہ وہ ہے کہ جس کی ادائی کے لیے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہو اور آپ خود بھی ہمیشہ اس کو ادا فرمایا ہو جیسا کہ نماز فجر۔ ظہر۔ عشا کے ساتھ سنت پڑھنا۔ ان سنتوں میں سنت فجر اور ظہر کی سنت کے چار رکعت زیادہ موکدہ ہیں

غیر موکدہ وہ ہے کہ جس کی ادای کی نسبت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہو اور کبھی کبھی خود بھی اس کو ترک فرمایا ہو۔ جیسا کہ فرض عشا کے قبل چار رکعت سنت کا پڑھنا وغیرہ

(۴) مستحب وہ فعل ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مداومت کی ہے اور کبھی ترک بھی فرمایا ہے۔

ف مستحب۔ نفل۔ تطوع۔ یہ سب زیادتی کے معنی میں ہیں۔

(۵) حلال وہ ہے کہ اُس کو عمل میں لانا جائز ہے اور اس کو حرام جاننا کفر ہے۔

(۶) حرام وہ ہے کہ اُس کا ترک کرنا واجب ہے اور اس کا کرنا موجب عذاب ہے اور اس کو حلال جاننا کفر ہے۔

(۷) مکروہ وہ ہے کہ اس کا ترک کرنا ثواب ہے اور اس کا عمل میں لانا باعث کراہت ہے اس کی دو قسم ہیں ایک مکروہ تحریمی جو حرام کے قریب ہے بغیر عذر کے اُس کا عمل میں لانا باعث گناہ ہے۔ لیکن انکار اس کا موجب کفر نہیں ہے۔ اور دوسری مکروہ تنزیہی۔ یہ وہ فعل ہے جس کے نہ کرنے میں ثواب ہے اور کرنے میں عذاب نہیں

(۸) مباح وہ ہے کہ نہ اُس کے کرنے میں ثواب ہے اور نہ اس کے ترک کرنے میں عذاب

(اصول اور فرائض اسلام پانچ ہیں)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَہَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ)

(۱) پہلا کلمہ یعنے زبان سے گواہی دینا اس امر کی کہ نہیں کوئی معبود برحق سوائے خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول اور اُس کے بندے ہیں۔" اور دل سے اس کو یقین جاننا۔

(۲) دوسرا نماز پنجوقتہ - فجر - ظہر - عصر - مغرب - عشا پڑھنا۔

(۳) تیسرا زکوۃ مال صاحب نصاب ہو تو دینا یعنے جس کے پاس تقریباً (۷½) تولہ سونا ہو یا (۵۲½) تولہ چاندی ہو تو ہر سال اس کا چالیسواں حصہ للہ دینا۔

(۴) چوتھا (حج) یعنے طواف خانہ کعبہ دیگر ارکان کے ساتھ عمر میں ایکبار ادا کرنا

(۵) پانچواں رمضان شریف کے پورے روزے رکھنا۔

کلمات طیبات خمسہ

(۱) اول کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

یعنے پہلا کلمہ پاکی کا ہے - نہیں ہے کوئی معبود برحق سوائے خدا تعالیٰ کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے ہوئے خدا کے ہیں۔

(۲) دوم کلمہ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنے دوسرا کلمہ گواہی کا ہے۔ گواہی دیتا ہوں میں کہ نہیں ہے کوئی معبود حق سوائے خدا کے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں میں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے بندے اور رسول ہیں۔

(۳) سوم کلمہ تمجید سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ یعنے تیسرا کلمہ بزرگی کا ہے پاک ہے اللہ اور سب تعریف اللہ کے لیئے ہے اور نہیں ہے کوئی معبود حق سوائے اللہ کے اور اللہ بزرگ ہے اور نہیں ہے طاقت اور نہیں ہے قوت مگر خدا تعالیٰ کے لیئے جو بلند ہے اور بزرگ ہے۔

(۴) چہارم کلمہ توحید لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یعنے چوتھا کلمہ وحدانیت کا ہے نہیں ہے کوئی معبود حق سوائے خدا کے وہ ایک ہے اور نہیں ہے اس کا کوئی شریک اسی کیلیئے حقیقی ریاست ہے اور اُسی کے لیئے کل تعریف ہے جلاتا ہے اور مار ڈالتا ہے جاندار کو اُسی کے ہاتھ میں ہے کل خیر و برکت اور وہ ہر ایک چیز پر قدرت کاملہ رکھتا ہے۔

(۵) پنجم کلمہ ردِّ کفر اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ بِهٖ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ عَنْهُ وَتَبَرَّأْتُ مِنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالْمَعَاصِيْ كُلِّهَا اَسْلَمْتُ وَاٰمَنْتُ وَاَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

یعنے پانچواں کلمہ کفر کے رد کا ہے۔ یا اللہ بیشک میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے کہ تیرے ساتھ شریک کروں کسی چیز کو جان بوجھ کر اور مغفرت چاہتا ہوں اُس شرک سے کہ جس کو میں نہیں جانتا توبہ کیا میں نے اس شرک سے اور باز آیا میں کفر سے اور شرک سے اور سب گناہوں سے اور اسلام اور ایمان لایا میں نے اور کہتا ہوں میں کہ نہیں ہے کوئی معبود حق سوائے خدا کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔

صفات ایمان

ایمان مجمل اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِاَسْمَائِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ
یعنے ایمان لایا میں نے اللہ تعالی پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنے صفتوں کے ساتھ موصوف ہے اور قبول کیا میں نے اُس کے تمام حکموں کو۔

ایمان مفصل اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ حَقٌّ۔ یعنے ایمان لایا میں اللہ اور اُس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں پر اور یوم قیامت اور تقدیر الٰہی پر اور ایمان لایا میں اس بات پر کہ بھلائی اور برائی سب اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے اور مرنے کے بعد اُٹھنے پر

ف یعنے ایمان لایا اور زبان سے اقرار کیا اور دل سے سچ جانا کہ خدا تعالی ایک ہی ہے اور ایک ہی تھا اور ایک ہی رہیگا۔ تعریف کیا گیا ہے کمال کی صفتوں سے اور زوال ونقصان کی صفتوں سے پاک ہے اور اس کی حقیقت بیان کرنے میں نہیں آتی۔

اور تمام خلقت کا ظاہر و باطن اس کے علم سے ایک ذرہ برابر بھی پوشیدہ نہیں ہے
اور ایک تنکا بھی بغیر اُس کے حکم کے نہیں ہلتا۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے
اور ایمان لایا میں اس کے فرشتوں پر جو لطیف حساب ہیں اور مرد اور عورت کی
صفت سے پاک ہیں اور ہمیشہ خدا تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔
اُن کی پیدائش نور سے ہے اور وہ چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہیں اور
اُن کو فنا بھی ہے اور اُن میں چار فرشتے مقرب ہیں:۔
(۱) مہتر جبرئیل علیہ السلام (۲) مہتر میکائیل علیہ السلام (۳) مہتر اسرافیل علیہ السلام
(۴) مہتر عزرائیل علیہ السلام۔ تمام فرشتوں میں سے ایک کا بھی انکار کیا تو کافر
ہوتا ہے اور ایمان لایا میں اسکی کتابوں پر چنانچہ (۱) توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر
(۲) زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر (۳) انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر (۴) فرقان حمید
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں۔ ان کتابوں میں سے ایک کا بھی انکار کیا تو کافر
ہوتا ہے اور ہمارا عمل قرآن مجید پر ہے۔ اور ایمان لایا میں اس کے پیغمبروں
پر جو کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اور وہ چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک
ہیں اور بعض کو بعض پر فضیلت ہے اگر ان میں سے ایک کا بھی انکار کیا تو کافر
ہوتا ہے۔ اور ایمان لایا میں نے قیامت پر اور اس کے نشانیوں پر اس کا
اور اس کی نشانیوں کا ظاہر ہونا برحق ہے اس کا انکار کیا تو کافر ہوتا ہے۔
اور ایمان لایا میں قدر پر کہ قدر کی نیکی اور بدی حق تعالیٰ سے ہے لیکن نیکی سے
راضی ہے اور بدی سے راضی نہیں اس کا بھی انکار کیا تو کافر ہوتا ہے۔ اور
ایمان لایا میں بعثت پر یعنے مرنے کے بعد حشر میں جی اٹھنے پر اور اس روز حساب لیا جا کر جزا سزا ملنے

کتاب الطہارت

احکام نجاست

نجاست دو قسم کی ہے۔ ایک نجاست غلیظہ۔ دوسری نجاست خفیفہ نجاست غلیظہ وہ ہے کہ جس چیز کا نجس ہونا آیت یا حدیث سے ثابت ہوا ہو۔ اور دوسری آیت یا حدیث اس کے مخالف نہ ہو (نورالہدایہ)

اور اس کے سوائے جو ہے وہ نجاست خفیفہ ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کپڑے اور بدن کی نجاست کو پانی یا گلاب یا سرکہ وغیرہ تیل اور دودھ کے سوا جو چیز پانی کی طرح بہنے والی ہو اس سے دھو کر پاک کرنا جایز ہے۔ لیکن تیل سے پاک نہیں ہوتی احسن المسائل وغیرہ

لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پانی کے سوائے نجاست پاک نہیں ہوتی۔ آدمی اور اُن جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت حرام ہے۔ جیسا کہ گدھا۔ بلی۔ چوہا وغیرہ اور پاخانہ منی۔ خون۔ شراب اور مرغی اور بطخ اور مرغابی کی بیٹ وغیرہ نجاست غلیظہ ہے اور نجاست غلیظہ جسم یا کپڑے پر مقدار درہم سے کم معاف ہے اور برابر ہو تو دھونا فرض ہے (منیۃ المصلی)

ف نجس چیز پانی کی طرح رقیق ہو تو قدر درم سے ہتیلی کے گڑھے کے برابر اور کثیف ہو تو قدر درم سے وہ مقدار مراد ہے جس کا وزن ساڑھے تین ماشہ ہے (احسن المسائل)

ف اگرچہ بقدر درم نجاست لگ جاے تو اُس سے نماز درست ہے لیکن کراہت تحریمی کے ساتھ اور اس کا دھونا واجب ہے اور اگر اس سے کم مقدار میں لگی ہو تو اُس سے کراہت تنزیہی کے ساتھ نماز درست ہوتی ہے اور اس کا دھونا مسنون ہے (مالابد) اور گھوڑا۔ بکرا۔ گاے۔ بھینس وغیرہ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے اُن کا پیشاب۔ گوبر۔ لید۔ مینگنی اور طایران حرام کی بیٹ نجاست خفیفہ ہے۔ نجاست خفیفہ جسم یا کپڑے کے چوتھای حصہ سے کم لگی ہو تو معاف ہے۔ یعنے ہاتھ پیر یا کوی اور عضو یا آستین یا کلی یا دامن وغیرہ کے چوتھائی حصہ سے کم ہو تو معاف ہے لیکن کراہت کے ساتھ چوتھائی یا اس سے زیادہ حصہ کو نجاست خفیفہ لگ جائے تو معاف نہیں ہے اور چوتھائی کپڑے سے اُس کپڑے کا چوتھائی حصہ مراد ہے جتنے کپڑے سے نماز درست ہوتی ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا اندازہ طول اور عرض میں ایک بالشت کا کیا ہے (نورالہدایہ)

ف چوتھائی سے کم نجاست خفیفہ لگی ہو تو اُس کا دھونا بہتر ہے۔ اور اگر پیشاب کی چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر پڑجائیں جو دکھائی نہ دیتی ہوں تو معاف ہے اُس کا دھونا واجب نہیں ہے (نورالہدایہ)

ف جس کپڑے کو نجاست لگی ہو اس کو تین یا سات بار دھوکر خوب زور سے نچوڑنے سے پاک ہو جاتا ہے اگرچہ اُس کے بعد بھی اُس کا رنگ یا اثر باقی رہا ہو

ف اور اگر کوئی ایسی بڑی چیز ہو جو نچوڑی نہ جاسکتی ہو تو اس کو تین بار دھوکر خشک کرلینا کافی ہے اور خشک اس طرح ہونا چاہئے کہ اس کا پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے۔ مچھلی کا خون اور خچر اور گدھے کا لعاب نجس نہیں ہے

اور اگر کسی کپڑے کا آستر نجس ہو اور وہ سیا ہوا نہ ہو تو اُسپر نماز پڑھنا درست ہے

اور اگر بچھونے کا ایک جانب نجس ہو اور دوسرا جانب پاک ہو اور وہ بچھونا اتنا بڑا ہو کہ ایک طرف کے ہلانے سے دوسرا جانب نہ ہلے تو اُس پر نماز پڑھنا درست ہے اگر ہل جاے تو اس میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک درست ہے اور بعض کے نزدیک درست نہیں ہے۔

اور اگر پاک کپڑے کو نجس کپڑے کے ساتھ لپیٹ دیا جاے اور ناپاک کپڑے کی تری پاک کپڑے پر اس قدر آجاے کہ اس کو نچوڑنے سے پانی نہ ٹپکے تو اُس پر نماز پڑھنا درست ہے اور اگر ایک قطرہ بھی ٹپک جاے تو درست نہیں ہے۔ مٹی اور گوبر ملا کر لیپی ہوی خشک زمین پر تر کپڑا بچھا کر نماز پڑھنا درست ہے (نور الہدایہ) اور آدمی اور جانوران حلال کا جھوٹا اور پسینا پاک ہے اور گدھے اور خچر کا پسینا بھی پاک ہے۔ اور بلی اور چوہا وغیرہ خانگی جانوروں کا اور پرندگان حرام کا جھوٹا مکروہ ہے۔

اور سور اور کتا اور ہاتھی اور وہ چارپاے جن کا گوشت حرام ہے اُن کا جھوٹا نجس ہے سواے بلی وغیرہ کے (مالابد)

احکام و طریقہ استنجا

نجاست قُبل اور دبر کے دور کرنے کو (استنجا) کہتے ہیں۔ اور یہ سنت موکدہ ہے بول اور براز کے وقت قبلہ کی جانب منہ یا پیٹھ کر کے بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر غفلت سے اُس طرف بیٹھ جاے تو یاد آتے ہی بوجہ تعظیم و تکریم

قبلہ پھر جاوے۔ اور اگر اس وقت پھر جانا ناممکن ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔
اور قبلہ کی جانب پاؤں پھیلانا بھی مکروہ ہے اور بول و براز کے وقت
چاند اور سورج کے سامنے بیٹھنا بھی مکروہ ہے اور آب بستہ میں بول و براز
کرنا مکروہ تحریمی ہے اور آب رواں میں کراہت تنزیہی۔ لیکن عذر کی صورت
میں مکروہ نہیں ہے چنانچہ کشتی اور جہاز سے اترنا ممکن نہ ہونے کی صورت میں
اور نہر یا کنویں یا حوض یا چشمہ کے کنارے یا پھلے درخت کے نیچے یا
کھیت میں یا اُس سایہ میں جس سے لوگ فائدہ پاتے ہوں بول و براز کرنا
مکروہ تحریمی ہے لیکن جو سایہ آبادی سے دور ہو اس کے نیچے بول و براز
کرنا مکروہ نہیں ہے اور مسجد اور عیدگاہ کے آس پاس اور قبرستان میں
بول و براز مکروہ ہے۔ قبرستان میں کراہت کی وجہ یہ ہے کہ میت کو تکلیف
ہوتی ہے اور فقہانے تصریح کی ہے کہ جو قبرستان میں جدید راہ حادث
ہوی ہو اس میں چلنا حرام ہے تو بول و براز بطریق اولی ممنوع ہوگا۔
چوپایوں کے درمیان میں لوگوں کی راہ میں۔ چوہے سانپ یا چیونٹی کی
بل اور ہر سوراخ میں اور پست زمین پر بیٹھ کر بلند زمین کی طرف پیشاب کرنا
مکروہ ہے۔ اور وضو اور غسل کرنے کی جگہ بھی پیشاب کرنا مکروہ ہے۔
اور بول و براز کے وقت بات کرنا اور چھینک پر الحمد للہ کہنا یا چھینکنے والے
کے لیے دعا کہنا اور سلام کا جواب دینا۔ اور اذان کا جواب دینا اور بلا ضرورت
شرمگاہ اور بول و براز کو دیکھنا اور وہاں تھوکنا اور ناک جھاڑنا۔ اور
کھنکارنا۔ اور چپ و راست دیکھنا اور اپنے بدن سے فعل عبث کرنا۔ اور

آسمان کی طرف سر اٹھانا اور بہت بیٹھنا مکروہ ہے۔

ف بول و براز کے لیے برہنہ سر نہ جانا چاہیئے اور اس مقام میں ایسی انگوٹھی کو لیجانا مکروہ ہے جس پر خدا کا نام یا قران لکھا ہو۔

ف اور بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت یہ کہے (اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجْسِ الْخَبِیْثِ الْمُخْبِثِ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- یعنے یا الہی میں پناہ مانگتا ہوں شیطانوں اور اُن کے مادوں سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں ناپاک شریر پلید شیطان مردود سے۔

اور وہاں داخل ہوتے وقت بایاں پیر پہلے داخل کرے۔

اور دونوں پاؤں کشادہ کرکے بیٹھے اور بائیں پیر پر جھکا رہے۔

اور استنجا کرنا ایسی پاک چیز سے مسنون ہے جو نجاست کو دور کرنے والی ہو جیسے پتھر۔ ڈھیلا۔ لکڑی۔ پرانی کھال، دیوار اور زمین لیکن مکان غیر سے جائز نہیں بدوں کرایہ کے مکان کے۔ جاڑے کے موسم میں دُبر کی پاکی اس طرح کی جاوے، پہلا ڈھیلا پیچھے کی جانب سے آگے لاوے۔ اور دوسرا آگے سے پیچھے لیجاوے اور تیسرا پیچھے سے آگے لاوے۔ اور گرمی کے موسم میں اس کے بالعکس کرے۔

ف عورت ہر موسم میں پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے لاوے اور دوسرا آگے سے پیچھے اور تیسرا پیچھے سے آگے لاوے ۱۲

اور ڈھیلے سے پاک کرنے کے بعد پانی سے دھونا سنت ہے۔

ف بہتر طریقہ یہ ہے کہ بوقت استنجا بدن کو ڈھیلا کرے روزہ دار

نہ ہونے کی صورت میں پانی سے یہاں تک دھونا چاہیئے کہ استنجا کرنے والے کے دل میں اطمینان حاصل ہو جائے کہ مقام استنجا پاک ہو گیا اور اس مقام کی چکنائی دور ہو جائے اور وہمی شخص کے لیئے تین بار دھونا کافی ہے۔ پانی سے دھونے کے بعد مقام بول براز کو کپڑے سے پوچھ ڈالے۔ کپڑوں کو آب مستعمل سے بچائے۔

اور ہڈی اور کھانے کی چیز اور خشک لید اور خشک براز اور جلی ہوئی اینٹ اور ٹھیکری اور کانچ کوئلے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا درست نہیں مکروہ ہے۔

اور بعد فراغت یہ کہے (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ دَفَعَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ)

یعنے حمد (تعریف) ہے اس اللہ کو جس نے مجھ سے تکلیف دور کی اور مجھ کو سلامتی عنایت کی (از غایۃ الاوطار)

پانی کے مسائل

قولہ تعالیٰ (وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً لِّیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ) یعنے اور اللہ تعالیٰ اتارتا ہے پانی آسمان سے تاکہ پاک کرے تم کو اس سے) جو حوض یا چشمہ یا باولی دہ در دہ یعنے چاروں طرف دس دس گز شرعی یا سو گز مربع ہو یا اس سے زاید اور عمق اس کا اس قدر ہو کہ چلو بھر پانی اٹھانے سے اس کی تہ سے مٹی نہ اٹھے وہ پانی آب جاری یا دریا کا حکم رکھتا ہے۔ اس میں کوئی حیوان مرے یا کوئی نجس چیز گرے تو ناپاک نہیں ہوتا۔ (غایۃ الاوطار)

پانی کی ناپاکی کے تین علامات ہیں

تغیر[۱] مزہ - تغیر[۲] رنگ - تغیر[۳] بو - ہدایہ میں حدیث شریف ہے کہ فرمایا حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پاک ہے نہیں نجس کرتی اس کو کوئی چیز مگر جب بدل جاوے رنگ یا بو یا مزہ ۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے ۔

اگر کسی ناپاک چیز کے اس میں گر جانے یا مل جانے سے ان تینوں علامات میں سے ایک بھی پیدا ہو تو وہ پانی ناپاک ہو گا ۔ اور اگر کسی پاک چیز کے اس میں ملنے سے اس کا کوئی وصف بدل جاوے مثلاً خاک یا درخت کے پتے یا صابون یا زعفران تو وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا ۔ اور پانی رکھے رکھے بدبودار ہو جائے تو وہ بھی ناپاک نہیں ہوتا اور برف کا پانی بھی پاک ہے ۔ لیکن بحر الرائق میں قنیہ سے منقول ہے کہ اگر زعفران کے پانی سے کپڑے وغیرہ کا رنگنا ممکن ہو تو طہارت اس سے جائز نہیں ہے جیسے شربت خرما سے جائز نہیں ہے (غایۃ الاوطار)

آب جاری یعنے بہتے ہوے پانی میں کوئی نجس چیز پڑ جاے ۔ اور اس پانی کا اثر یعنے رنگ ۔ بو ۔ مزہ نہ بدلے تو وہ پانی پاک ہے ۔

ف واضح ہو کہ آب جاری میں علماء کا اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک آب جاری وہ ہے کہ گھانس اور تنکے وغیرہ کو بہا لیجاے ۔ شرح وقایہ میں بھی یہی ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ آب جاری وہ ہے کہ لوگ اسکو جاری سمجھیں (غایۃ الاوطار)

اور اگر حوض دہ در دہ سے کم ہو اور اس میں ایک طرف سے پانی آتا اور دوسرے طرف سے نکلتا جاتا ہو تو اُس حوض کے ہر طرف میں وضو جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (نور الہدایہ)

اس پانی سے طہارت بلا کراہت درست ہے جو قصداً دھوپ میں رکھا گیا ہو (غایۃ الاوطار)

درخت اور پھل کے نچوڑے ہوئے پانی سے طہارت اور وضو جائز نہیں ہے۔ اگر مطلق پانی نہ ملے تو تیمم کرنا چاہیئے (غایۃ الاوطار)

کوئیں کے مسائل

کوئیں میں کوئی ایسا جانور مرجائے جس سے خون جاری نہیں ہوتا مثلاً مچھر۔ مکھی۔ مچھلی۔ آبی مینڈک۔ کیکڑا وغیرہ یا اگر اس میں اونٹ یا بکری کے دو مینگنیاں یا کبوتر یا چڑیا کی بیٹ گرجاے تو وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا اور تین مینگنیوں کے گرنے میں اختلاف ہے۔

اور جنگلی مینڈک جس میں خون سائل ہوتا ہے اور جس کے انگلیوں کے درمیان میں بط کے مانند پردہ نہیں ہوتا اس کے پانی میں مرجانے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔ (غایۃ الاوطار)

ف فرماے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تمہارے پانی میں مکھی گر پڑے تو چاہیئے کہ اس کو ڈبو کر نکال ڈالے اس واسطے کہ ایک پر میں اس کے مرض اور دوسرے پر میں شفا ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری رح نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے خون کے حیوان کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا (نور الہدایہ)

واضح ہو کہ اس حکم کی بنا پر اگر مکھی سالن میں گرجائے تو اس کو ڈبو کر

نکالنا چاہیئے۔

اگر چڑیا۔ چوہا یا اُس کے مانند کوئی اور جانور کوئیں میں گر کر مر جاوے تو اُس کو نکال کر بلافصل بیس ۲۰ ڈول سے تیس ۳۰ ڈول تک پانی نکالنے سے وہ پانی پاک ہو جاتا ہے۔ (غایتہ الاوطار)

اگر کبوتر یا مرغی یا بلی یا اُس کے برابر کوئی جانور مر جاوے تو چالیس ڈول نکالنا واجب ہے اور ساٹھ ڈول مستحب (غایتہ الاوطار)

اگر کوئیں میں نجاست گر جاوے یا آدمی یا بکرا یا کتا یا اُس کے مانند کوئی جانور مر جاوے یا اگر کوئی جانور چھوٹا ہو یا بڑا کوئیں میں گر کر پھول یا پھٹ جاوے تو تمام پانی نکالنا واجب ہے۔ اگر تمام پانی نکالنا ممکن نہ ہو تو اسقدر پانی نکالا جاوے جس قدر اس کوئیں میں ہو۔ اور پانی کی مقدار معلوم کرنے کے لیئے دو مرد متقی کے قول پر جن کو پانی کا خوب اندازہ معلوم ہو عمل کرنا چاہیے اسی قول پر فتوی ہے اور یہ قول باحتیاط ہے اور دوسرا ضعیف اور آسان یہ ہے کہ دوسو سے تین سو ڈول تک پانی نکالیں۔ یہ قول محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے جبکہ انھوں نے دیکھا کہ بغداد کے کوئیں (۳۰۰) ڈول سے زیادہ نہ تھے جب یہ فتوی دیا۔ لیکن یہ قول ضعیف ہے اس لیے کہ نجاست کے سبب حکم شرع یہ ہے کہ تمام پانی نکالا جاوے تو عدد مخصوص پر اختصار کرنا طاہر ہو جانے میں بلادلیل بھی کیونکر مقبول ہو بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے مخالف اس کے منقول ہے۔

(غایتہ الاوطار)

اور اگر کسی کنوئیں میں سے پانی بہتا ہو تو وہ پاک ہے اگرچہ قلیل ہی جاری ہو۔

جس کوئیں سے جس قدر پانی نکالنا واجب ہے اس قدر پانی زمین میں سما جاوے تو وہ پانی پاک ہو جاویگا اور اگر خشک ہو جانے کے بعد پھر پانی آنے سے ناپاک نہ ہوگا۔ اور اگر پانی نکالا نہیں گیا اور خشک بھی نہیں ہوا اس میں اور نیا پانی آیا تو ناپاک رہے گا۔

اور جو جانور کبوتر اور چوہے کے درمیان میں ہو اور مرغی اور بکرے کے درمیان میں ہو وہ چھوٹے جانور کے حکم میں داخل رہے گا۔

تین سے پانچ چوہوں تک ایک بلی کے مانند ہیں (۴۰) ڈول نکالنے میں اور دو بلیاں اور چھ چوہے ایک بکرے کے برابر ہیں تمام پانی خالی کرنے کے حکم میں اور کنجشک اور کبوتر اور باز کی بیخال کوئیں میں گرے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

پیشاب کی چھینٹیں سر سوزن کے موافق اور ناپاک غبار کے گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

اور تاتار خانیہ میں لکھا ہے کہ چوہا کوئیں میں گر کر زندہ نکلے تو (۲۰) ڈول اور بلی اور کوچہ گرد مرغی اور بے وضو اور بے غسل آدمی کے لیئے چالیس ڈول نکالنا مستحب ہے (غایتہ الاوطار)۔

ف واضح ہو کہ ڈول اوسط درجہ کا ہونا چاہیئے جو شہر میں مستعمل ہو اور جس میں ایک صاع یعنے تین سیر پانی سمائے اور اگر اس سے بڑا ڈول ہو تو

حساب کرکے برابر کرلیں اور ڈول پھٹا ہو تو کوئیں سے نکلنے تک اگر آدھا پانی بہہ جاتا ہو تو درست نہ ہوگا۔ اگر آدھے سے کم گرتا ہو تو جائز ہوگا۔

اگر ڈول بہت بڑا بتیس یا چالیس ڈول کے برابر ہو تو ایک یا دو ڈول نکالنا کفایت کرتا ہے (غایتہ الاوطار)

اگر کسی کوئیں میں کوی مرا ہوا جانور پایا جاے اور اس کے گرنے کا وقت معلوم نہ ہو تو اگر پھولا پھٹا ہے تو اس پانی کو تین رات اور تین دن سے ناپاک خیال کرکے تین روز کی نماز کا اعادہ کرنا چاہیئے۔ اور اگر جانور پھول نہ جاے تو ایک رات اور ایک دن سے پانی کو ناپاک تصور کریں۔ اور جن چیزوں کو وہ پانی پہنچا ہو پاک کریں (غایتہ الاوطار)

ف جانوران خانگی مثل بلی چوہا۔ نیولہ۔ سپلک اور پرندگان حرام گوشت یعنے کوا چیل۔ شکرہ کوچہ گرد مرغی اور نجس کہانے والی گای کا جھوٹا مکروہ ہے (در مختار)

ف سور۔ کتے۔ ہاتھی اور دوسرے حرام گوشت چوپایوں کا جھوٹا نجس ہے (مالابد)

ف شراب پینے والے کا جھوٹا پینے کے وقت ناپاک ہے اور اگر اس کی مونچھیں دراز ہوں تو شراب پینے کی مدت کے بعد بھی وہ پانی پیوے تو ناپاک ہے (غایتہ الاوطار)

ف ایسے شخص کا جھوٹا جس کا منہ خون آلودہ ہو ناپاک ہے (سراج الوہاج)

ف آدمی مرد ہو یا عورت کافر ہو یا مسلمان پاک ہو یا ناپاک اس کا

جھوٹا پاک ہے (غایۃ الاوطار)

ف اجنبی عورت کا جھوٹا مرد کے لیئے اور اجنبی مرد کا جھوٹا عورت کیلیئے طلب لذت کے لیئے مکروہ ہے (کذا فی النہر الفایق)

احکام غسل

قولہ تعالیٰ (وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا) یعنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ اور اگر ہو تم حالت ناپاکی میں اپنے کو پاک کرو تم۔

حدیث شریف (قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ)

یعنے فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرنا نصف ایمان ہے۔

غسل بفتح غین لغت میں میل کے دور کرنے کو کہتے ہیں اور بضم غین تمام بدن کے دھونے کو کہتے ہیں (غایۃ الاوطار)

غسل کی چار قسمیں ہیں - فرض - واجب - سنت - مستحب -

اسباب مندرجہ ذیل میں غسل کرنا فرض ہے

(۱) منی ذکر سے جھٹ گی اور لذت سے خارج ہو۔

(۲) احتلام واقع ہو یعنے خواب میں جماع کرنا یا خواب نہ دیکھا جائے۔ یا یاد نہ ہو اور کپڑے پر منی کی نشانی یا تری پائی جائے۔ اور اگر خواب میں جماع کریں اور لذت حاصل ہو لیکن کچھ تری ظاہر اور منی خارج نہ ہو تو غسل کرنا واجب نہیں۔ عورت کے لیئے بھی یہی حکم ہے (غایۃ الاوطار)

(۳) سر ذکر غائب ہو فرج یا دبر میں تو فاعل اور مفعول دونوں پر غسل کرنا فرض ہے۔

(۴) عورتوں کو خون حیض جاری ہو کر بند ہونے پر۔

ف خون حیض بند ہونے کی اقل مدت تین روز ہے۔ اور آخر مدت دس روز ہے۔ تین روز کے اندر خون بند ہو جائے یا دس روز سے زیادہ جاری رہے تو وہ استحاضہ ہے اور خون استحاضہ کا جاری رہنا مانع نماز و روزہ نہیں ہے۔

(۵) خون نفاس بند ہونے پر (خون نفاس وہ ہے جو عورت کو زچگی کے بعد جاری ہوتا ہے اور اس کی اقل مدت کچھ نہیں ہے ایک دو روز میں بھی بند ہو جاتا ہے اور اس کی آخر مدت چالیس روز ہے۔ چالیس روز سے زیادہ مدت تک خون جاری رہے تو وہ استحاضہ ہے۔)

ف واضح ہو کہ حالت حیض اور نفاس میں جماع کرنا حرام ہے اور حالت استحاضہ میں جائز ہے۔

قولہ تعالیٰ (وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ) یعنے نہ قریب ہو تم ان سے یہاں تک کہ وہ خوب پاک ہو لیں

قولہ تعالیٰ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ ۲ پ جز ۱۲ رکوع یعنے پس کنارہ کرو عورتوں سے حیض میں اور مت نزدیک جاؤ انکے یہاں تک کہ پاک ہوں پس جب نہا لیں پس جاؤ ان کے پاس۔

خون حیض اور نفاس بند ہونے کے بعد بدون غسل عورت سے جماع کرنا اکثر ائمہ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بدون غسل کے بھی اس صورت میں وطی جائز ہے کہ "دس دن گزرنے کے بعد

حیض موقوف ہو اور اس کے بعد ایک نماز کا وقت گزر جائے" (مالابد)

اور حیض و نفاس کی حالت میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ معاف ہے اور اس کی قضا لازم نہیں ہے۔

ان ایام میں روزے رکھنا بھی ممنوع ہے لیکن بعد پاکی روزوں کی قضا واجب ہے۔

ناپاکی یعنے جنابت اور حیض و نفاس کی حالت میں بقصد قراءت قرآن پڑھنا اور چھونا مسجد میں جانا اور طواف کعبہ کرنا جائز نہیں ہے۔

بے وضو لڑکے کا مصحف کو چھونا مکروہ نہیں ہے۔

بے وضو قرآن کا لکھنا مکروہ نہیں ہے"

اسباب مندرجہ ذیل میں غسل کرنا واجب ہے

(۱) جبکہ تمام جسم کو نجاست لگ جائے

(۲) جبکہ کافر مسلمان ہو جائے۔

(۳) میت کا غسل دینا۔

اسباب مندرجہ ذیل کیلئے غسل کرنا سنت ہے

نماز جمعہ کیلئے۔ نماز عیدین کیلئے۔ احرام کیلئے۔ وقوف عرفات کیلئے۔

ف اگر جمعہ کے دن عید واقع ہو اور کسی شخص کو جنابت بھی ہو تو ایک بار نہانا سنت اور غسل فرض کو کفایت کرتا ہے اور اسی طرح انقطاع حیض کے بعد جماع یا احتلام

واقع ہو تو ایک غسل کفایت کرتا ہے۔ (غایۃ الاوطار)

اسباب مندرجۂ ذیل میں غسل کرنا مستحب ہے

(۱) مجنون کو بعد افاقہ (۲) صاحب غشی یا مست کو بعد ہوش (۳) پچھنے لگانے کے بعد (۴) شب برات یعنے شعبان کی پندرھویں رات میں (۵) شب عرفہ یعنے ذیحجہ کی نویں رات میں (۶) شب قدر میں (۷) مزدلفہ[1] میں ٹھہرنے کے روز (۸) منیٰ میں داخل ہونے اور قربانی کے دن جمرہ کو پتھریاں مارنے کے واسطے۔ سنگساری کیواسطے۔ یعنے یوم النحر کے بعد تین دن جمرات ثلثہ کی سنگساری جو ہوتی ہے ہر روز سنگساری کیلئے نہانا مستحب ہے۔ (۹) مکہ معظمہ میں داخل ہونے طواف الزیارت کے واسطے۔ اور ہر بار اس مکان مقدس میں داخل ہونے کیلئے (۱۰) مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے واسطے (۱۱) سورج گہن اور چاند گہن کی نماز کے واسطے (۱۲) طلب بارش کے واسطے (۱۳) آدمیوں کے مجمع میں جانے کے واسطے (۱۴) نیا کپڑا پہننے کے واسطے (۱۵) مردے کو نہلانے کیواسطے (۱۶) قتل کرنے کے واسطے خواہ بحد یا قصاص یا بظلم ہو۔ (۱۷) گناہ سے توبہ کرنے کے واسطے (۱۸) سفر سے آنے کے بعد۔

ف عورت کی فرج سے خون تین قسم کا جاری ہوتا ہے (۱) حیض (۲) نفاس (۳) استحاضہ۔ اور حیض نو برس کی عمر کے بعد جاری ہوتا ہے اور خون حیض عورت بالغہ کے رحم یعنے بچہ دان سے جاری ہوتا ہے۔ اور استحاضہ رحم کا خون نہیں ہے بلکہ رگ کے پھٹ جانے سے جاری ہوتا ہے۔ اور حیض بعد سن ایاس کے جاری نہیں ہوتا

[1] مزدلفہ ایک مکان ہے، عرفات اور منیٰ کے درمیان ہیں۔

ایاس کا معنے نا امیدی ہے۔ گویا اس سن میں حیض سے ناامیدی ہو جاتی ہے۔ اور سن ایاس بعض کے نزدیک ساٹھ سال ہے اور بعض کے نزدیک پچپن سال اس سن کے بعد خون جاری ہو تو وہ حیض نہیں ہے۔ مدت حیض میں خالص سفید رنگ کے سوا جو رنگ ہو وہ حیض ہے۔ علمانے چھ رنگ بیان کیا ہے۔ (۱) سرخ (۲) سبز (۳) سیاہ (۴) تیرہ (۵) خاکی (۶) زرد۔ اور حیض سے پاک ہونے کو (طہر) کہتے ہیں اور کم مدت طہر کی پندرہ دن ہے اور زیادہ کی حد نہیں ہے۔ اور طہر متخلل دو حیض کے درمیان کے پاکی کے دنوں کو کہتے ہیں۔

خون استحاضہ وہ خون ہے جو تین دن سے کم یا دس روز سے زیادہ جاری رہے عورت حاملہ کو خون جاری ہو یا بعد زچگی اسکی مدت چالیس روز سے زاید ہو جائے (نور الہدایہ)

فرائض غسل

(۱) غرغرہ کرنا (۲) ناک دھونا یہانتک کہ ناک کے اندر خشک پپڑی میں بھی پانی پہنچانا (۳) تمام جسم کا دھونا۔

ف عورت کو فرج خارج کا دھونا بھی فرض ہے (غایۃ الاوطار)

سنت ہائے غسل

(۱) دونوں ہاتھ دھونا (۲) جسم سے نجاست دور کرنا (۳) وضو کرنا (۴) تین بار جسم پر سے پانی بہانا (۵) نیت کرنا۔

نیت غسل

نَوَيْتُ اَنْ اَغْتَسِلَ مِنْ غُسْلِ (الْاِحْتِلَامِ) فَرْضًا اِمْتِثَالًا لِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى لِطَهَارَةِ لِلْبَدَنِ وَاسْتِبَاحَةً لِلصَّلٰوةِ وَرَفْعًا لِلْحَدَثِ۔

یعنے میں نے نیت کی ہے کہ احتلام کا غسل ادا کروں جو کہ فرض ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری کے لیئے بدن کی طہارت کے واسطے اور نماز سے فائدہ مند ہونے اور نماز کو اپنے پر مباح کرنے کے لیئے اور حدث کو دور کرنے کے لیئے۔

ف واضح ہو کہ اگر غسل احتلام کے سوا جنابت۔ یا حیض یا نفاس کے غسل کی ادائی کی ضرورت ہو تو بجائے (الاحتلام) کے الجنابۃ یا الحیض یا النفاس کہیں۔

اگر ایسی جگہ غسل کیا جاے جہاں غسل کا پانی جمع ہوتا ہو تو بعد غسل پاؤں دھو لینا چاہیئے۔

اگر عورت کے بال[1] گندھے ہوے ہوں اور بوقت غسل ان کو نہ کھولے تو جائز ہے۔ اور غسل کی ادائی ہو جاتی ہے لیکن بالوں کی جڑ میں پانی پہنچانا فرض ہے

---

[1] چنانچہ غایۃ الاوطار) میں لکھا ہے کہ (اور کفایت کرتا ہے ترکرنا اور بھگونا عورت کی گندھی چوٹی کی جڑ کا یعنے گندھے بالوں کا دھونا عورت پر فرض نہیں ہے جڑوں کا ترکرنا کفایت کرتا ہے تکلیف اور مشقت کی وجہ سے صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں وہ عورت ہوں کہ اپنے سر کی گندھی چوٹی خوب مضبوط کر کے باندھتی ہوں۔ کیا حیض اور جنابت کے غسل کے واسطے اس کو کھولا کروں فرمایا نہیں تجھ کو تو تین بار دونوں ہاتھوں میں پانی لیکر سر پر ڈالنا کفایت کرتا ہے۔ پھر اپنے اوپر پانی بہانا۔ اور پاک ہونا اور ابوداؤد میں ثوبان رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل جنابت کا سوال ہوا تو جواب دیا کہ مرد تو اپنے بال کھول ڈالے اور بالوں کو دھووے یہانتک کہ بالوں کی جڑ تک پانی پہنچے اور عورت پر تو بالوں کا کھولنا ضرور نہیں اسکو تین چلو بھر پانی سر پر ڈالنا کفایت کرتا ہے اور عورت کو کھلے بالوں کا دھونا بالاتفاق فرض ہے فقط جڑوں کا ترکرنا کافی نہ ہوگا۔ اور اگر گندھی چوٹی کی جڑ نہ بھیگے تو چوٹی کا کھولنا واجب ہے ہر طرح یہی قول صحیح ہے اور اگر سر کا دھونا عورت کو ضرر کرتا ہو تو سر کا دھونا چھوڑ دے اور مسح کرنا بھی غسل جنابت وغیرہ میں ساقط ہے۔ سر کو چھوڑ کے باقی بدن دھونے سے پاک ہو جاوے گی۔ بعضوں نے کہا کہ سر کو مسح کر لے اگر دھونا ضرر کرتا ہو اور نہ منع کرے اپنے زوج کو جماع سے اسکو اپنے شوہر کا روکنا جماع سے نہیں پہنچتا اور رفع ضرر کا علاج ہے

اگر مرد کے بال گندھے ہوئے ہوں تو اُن کو کھول کر تمام بالوں کا دھونا فرض ہے
اگر غسل کرنے والے کے ہاتھ میں تنگ انگوٹھی یا کان میں بالی ہو تو اسکو نکالنا یا ہلانا واجب ہے۔ اتنا ہلایا جائے کہ وہاں پانی پہنچ جانے کا گمان غالب ہو جائے
اور غسل کی سنتیں وضو کی سنتوں کے مانند ہیں چنانچہ نیت کرنا اور بسم اللہ کہنا۔ سوائے ترتیب کے اس لیئے کہ وضو کی ترتیب اور غسل کی ترتیب ایک جدا ہے
اور غسل کے مستحبات وضو کے مستحبات کے مانند ہیں۔ سوائے استقبال قبلہ کے اس واسطے کہ غسل اکثر برہنہ ہوتا ہے۔ اور منجملہ مستحبات کے یہ بھی ہیں کہ اعضائے غسل کا ملنا اور نیت زبان سے کرنا اور اونچی جگہ بیٹھ کر نہانا تاکہ پانی کی چھینٹیں بدن پر نہ پڑیں۔
اور غسل کے مکروہات وضو کے مکروہات کے مانند ہیں۔ یعنے منہ پر زور سے پانی مارنا اور ضرورت سے کم یا زیادہ پانی خرچ کرنا۔
ف شرع میں غسل کے لیئے ایک صاع پانی معین ہے۔
ف صاع چار مد کا ہوتا ہے مد تخمیناً تین پاؤ کا اور صاع پختہ تین سیر کا ہوتا ہے
ف اور جاری پانی میں اسراف نہیں ہے اسواسطے کہ وہ پانی تلف نہیں ہوتا
غسل میں سنت ہے دونوں ہاتھوں اور شرمگاہ کے دھونے سے شروع کرنا۔ اگرچیکہ پیشاب کی جگہ پر کچھ نجاست نہ ہو اور اگر بدن پر نجاست ہو تو پہلے اس کو دھونے سے شروع کرنا تاکہ باقی بدن پر نجاست نہ پھیلے اور وضو کے بعد اپنے تمام بدن پر تین بار پانی بہانا۔
ف صحاح ستہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس طرح منقول ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت فرماتے تھے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے
پھر نماز کے مانند وضو فرماتے پھر انگلیاں پانی میں ڈالتے اور ان سے بالوں کی جڑوں
میں خلال فرماتے ۔ یہاں تک کہ ساری جلد پر پانی پہنچ جانے کا ظن حاصل ہوتا
تب اس پر تین بار پانی بہاتے ۔ پھر باقی بدن کو دھوتے پھر دونوں پاؤں دھوتے
ف اور حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے صحاح ستہ میں مروی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل جنابت کے واسطے پانی لائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے دونوں ہاتھ دو بار یا تین بار دھوئے پھر اپنے دونوں ہاتھ ڈالے برتن میں ۔
پھر پانی ڈالا شرمگاہ پر اور بائیں ہاتھ سے اس کو دھویا پھر بایاں ہاتھ زمین پر
خوب رگڑا پھر وضو کیا ۔ نماز کے وضو سا ۔ پھر تین بار سر پر پانی ڈالا پھر باقی بدن
دھویا پھر اس مقام سے علیحدہ ہوکر دونوں پاؤں دھوئے　(غایۃ الاوطار)

وضو

قولہ تعالیٰ (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ
وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ (۶ جز ۶ رکوع)

یعنے اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب کھڑے ہو تم نماز کے واسطے پس دھو اپنے
موہوں اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں کو اور اپنے پاؤں کو
ٹخنوں تک ۔ حدیث شریف ۔ (قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوۃَ
لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَہٗ وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ ۔)

یعنے فرمائے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز نہیں ہے جسکو وضو
نہیں ہے اور وضو نہیں ہے اسکو جو آغاز میں بسم اللہ نہ کہے ۔

حدیث شریف۔ (قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰی طُہْرٍ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ)

یعنے فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی وضو پر وضو کرے لکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے واسطے دس نیکیاں۔

ف (بخاری ومسلم) میں ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کرنے سے اللہ تعالیٰ صغیرہ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور اس کے تمام بدن کے گناہ نکل جاتے ہیں اور مسنون طریقے سے وضو کرنے اور اس کے بعد کلمہ شہادت پڑھنے سے اس کے لیئے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

وضو میں جو اعضا دھوئے جاتے ہیں قیامت کے دن وہ اعضاء نہایت چمکدار اور روشن ہو جائینگے۔

ف با وضو رہنے سے آدمی شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے نماز کے لیئے با وضو مسجد میں جانے سے ہر قدم پر گناہ معاف ہوتے ہیں۔ وضو فرض ہے نماز کے لیئے خواہ فرض نماز ہو خواہ نفل۔ اور واجب ہے طواف کعبہ معظمہ کے لیئے۔ اور بعضوں نے کہا ہے۔ وضو واجب ہے مس مصحف کے لیئے۔

صورتہائے ذیل میں وضو کرنا مستحب ہے

بعد کذب۔ اور غیبت۔ اور قہقہہ اور ہر گناہ صغیرہ وکبیرہ اور مس ذکر۔ و مس عورت اور بعد بیداری اور وضو پر وضو اور بعد شعر خوانی جو حکموں

اور ہیج بوئی سے خالی ہو اور اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد - بعضوں کے نزدیک واجب ہے - اور میت کے غسل اور اس کے اٹھانے کے لیئے - اور ہر نماز کے وقت اور جماع کے وقت - جنابت کے غسل سے پہلے - اور کھاتے اور پیتے اور سونے کے وقت اور غصہ کے بعد - اور حدیث شریف کی روایت - اور علم کے درس کیلیئے اور اذان - اور اقامت کے لیئے - اور خطبہ پڑھنے کے لیئے - اگرچہ نکاح کا ہو - اور زیارت کے واسطے - اور کتب شرعیہ چھونے کے لیئے - اور وقوف عرفات اور سعی کے واسطے وغیرہ (غایۃ الاوطار)

وضو میں چار فرض ہیں

(۱) پہلا منہ دھونا پیشانی سے تھوڑی کے نیچے - اور دونوں کانوں تک -

(۲) دوسرا دونوں ہاتھ مع کہنیوں کے دھونا -

(۳) تیسرا مسح کرنا چوتھائی سر کا (غایۃ الاوطار وغیرہ)

(۴) چوتھا دونوں پیر مع ٹخنوں کے دھونا (امام زفر رحمۃ اللہ علیہ شاگرد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کہنیاں اور ٹخنے دھونا فرض نہیں ہے) (غایۃ الاوطار)

ف روایت کیا مسلم اور طبرانی اور ابو داؤد اور بغوی نے مغیرہ ابن شعبہ سے تحقیق کہ وضو فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسح کیا اپنی پیشانی کے اوپر اور عمامے کے اوپر اور موزوں کے اوپر - اور پیشانی آگے سے چوتھائی سر کے برابر ہوتی ہے اور روایت ابو داؤد اور حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دیکھا میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کرتے

تھے اور اُن کے سر پر عمامہ تھا پس لائے ہاتھ اپنا نیچے عمامے کے اور مسح کیا مقدم سر کو (مقدم) سر کے آگے سے چوتھائی سر کو کہتے ہیں۔

اور روایت کیا ایسا ہی بیہقی نے عطا سے اور شافعی نے ۔ آگے سے چوتھائی سر کا مسح کرنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور روایت کیا اس کو سعید بن منصور نے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح ہوا ہے کہ اکتفا کیا انھوں نے ساتھ مسح بعض سر کے ۔ روایت کیا اس کو ابن المنذر نے اور کسی صحابی سے انکار اس کا صحت کو نہیں پہنچا۔ (روایات مذکورہ فتح الباری شرح وقایہ و نور الہدایہ سے منقول ہیں) اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک یا دو بال کا مسح کرلیگا تو درست ہو جائیگا۔ مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تمام سر کا مسح فرض ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چوتھائی داڑھی کا مسح فرض ہے۔ اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تمام داڑھی کا مسح فرض ہے۔

ف واضح ہو کہ مسح فرض میں یہ شرط ہے کہ برتن سے نیا پانی لیکر تر ہاتھ کو اُس عضو پر جس کا مسح کرنا ہے پہونچانا اور کسی عضو کے مسح کرنے کے بعد جو تری باقی رہے اُس سے یا اعضائے مغسولہ یا ممسوحہ سے ہاتھ کو تر کرکے مسح کرنا جائز نہیں ہے

سنتہائے وضو

(۱) استنجا کرنا (۲) نیت کرنا (۳) بسم اللہ کہنا (۴) دونوں ہاتھ کلائی تک دھونا۔ (۵) مسواک[1] کرنا (۶) کلی کرنا (۷) ناک دھونا (۸) ہر عضو کو تین بار دھونا

[1] غایۃ الاوطار میں بحوالہ احادیث مسواک کے بہت سے فضایل کے منجملہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس نماز کی فضیلت جس کے واسطے مسواک کی گئی ہو اُس نماز پر جس کے واسطے مسواک نہیں کی گئی ستر درجے ثواب میں زائد ہے۔

(۹) ہاتھ اور پیر کے انگلیوں میں خلال کرنا۔ (۱۰) داڑھی میں خلال کرنا (۱۱) تمام سر کا مسح کرنا (۱۲) ہر عضو کو سیدھی جانب سے دھونا شروع کرنا (۱۳) کان کا مسح کرنا۔ (۱۴) ہر عضو کو پیاپے دھونا (۱۵) ترتیب سے کرنا۔ (نور الہدایہ و غایۃ الاوطار وغیرہ)

مستحبات یا آداب وضو

(۱) گردن کا مسح کرنا (۲) ہر عضو دھوتے وقت ادعیہ متعلقہ پڑھنا یا بسم اللہ کہنا (۳) قبلہ رو بیٹھنا (۴) ہر عضو دھوتے وقت اس پر ہاتھ پھیرنا (۵) ناک میں انگلی پھیر کر دھونا (۶) قبل از وقت کرنا (۷) انگشتری ہو تو اس کو پھیرنا۔ (۸) بات نہ کرنا (۹) اونچی جگہ بیٹھنا (۱۰) نیت دل اور زبان سے کرنا۔ (۱۱) ہر نماز کے لیئے تازہ وضو کرنا (۱۲) بعد فراغت وضو کا بچا ہوا پانی قبلہ رو کھڑے ہو کر پینا بعد ختم وضو یہ پڑھنا (اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (غایۃ الاوطار)

مکروہات وضو

چہرہ وغیرہ پر زور سے پانی مارنا۔ حاجت سے کم وبیش پانی خرچ کرنا۔ تین بار سے زیادہ دھونا۔ تین بار نئے پانی سے مسح کرنا۔ ناپاک مقام میں کرنا۔ مسجد میں کرنا۔ مگر مسجد میں برتن کے اندر وضو کرنا جائز ہے۔ اور وضو جائز ہے مسجد کے اس مقام میں جو وضو کرنے کے لیئے بنایا گیا ہو چنانچہ مسجد کے لب فرش وضو کے واسطے بنایا جاتا ہے۔ اور وضو کے پانی میں تھوکنا یا سونگھنا اگرچیکہ آب جاری ہو مکروہ ہے عورت کے وضو یا غسل سے بچے ہوے پانی سے وضو یا غسل کرنا منع ہے (غایۃ الاوطار)

مدارس میں وضو کے لئے رکھے ہوئے پانی کو زیادہ خرچ کرنا حرام ہے۔ (غایۃ الاوطار)
پانی میں اسراف مکروہ تحریمی ہے بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی میں حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک مُد سے وضو اور ایک صاع سے غسل فرماتے تھے اور بعضے روایات میں کم و بیش بھی آیا ہے۔
اور مُد اور من شرعی ایک ہی چیز ہے۔ مد تخمیناً تین پاؤ یعنے ۷۰ روپیہ بھار اور روپیہ گیارہ ماشہ کا ہوتا ہے۔ (غایۃ الاوطار)

وضو کی نیت

(نَوَیْتُ اَنْ اَتَوَضَّأَ لِلصَّلٰوۃِ تَقَرُّبًا اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی) یعنے میں نے وضو کا ارادہ کیا نماز کے لیئے۔ اللہ تعالیٰ سے نزدیکی حاصل کرنے کو (غایۃ الاوطار بحوالہ فتاوی عالمگیری)
بلا نیت کے وضو سے نماز تو ادا ہو گی مگر وضو کا ثواب بدون نیت کے حاصل نہ ہو گا۔ اور وضو کرنے والا نیت نہ کرنے سے گنہگار ہو گا۔ (غایۃ الاوطار)
دونوں ہاتھ پہونچوں تک دھوتے وقت (اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ یَدَیَّ عَنْ اِرْتِکَابِ الْمَعَاصِیْ وَالْمَلَاھِیْ) یعنے یا اللہ بچا میرے دونوں ہاتھوں کو گناہوں میں مرتکب ہونے سے اور بُرے کاموں سے بچالے کہنا۔ کلی کرتے وقت (اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ) یعنے یا اللہ میری مدد کر قرآن کی تلاوت اور اپنے ذکر اور شکر اور خوبی عبادت پر۔
ناک دھوتے وقت کہے (اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ) یعنے یا اللہ سونگھا مجھ کو بُو جنت کی۔

چہرہ دھوتے وقت کہے - (اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہُ اَوْلِیَآئِکَ) یعنے یا اللہ روشن کر منہ میرا جس دن تیرے دوستوں کے منہ روشن ہونگے۔

سیدھا ہاتھ کہنی تک دھوتے وقت کہے (اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا) یعنے یا اللہ میرے سیدھے ہاتھ میں میرا اعمال نامہ عطا فرما اور مجھ سے حساب لے تھوڑا سا۔

بایاں ہاتھ دھوتے وقت کہے (اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ) یعنے یا اللہ میرے بائیں ہاتھ میں میرا اعمال نامہ مت عطا فرما - اور نہ پشت کی طرف سے

سر کا مسح کرتے وقت کہے (اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِکَ) یعنے یا اللہ سایہ کر مجھ کو اپنے عرش کے سایہ کے تلے جس روز کہ کوئی سایہ نہ ہوگا سوائے تیرے عرش کے سایہ کے۔

کانوں کا مسح کرتے وقت کہے (اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ) یعنے یا الٰہی کرے مجھ کو ان میں سے جو سنتے ہیں بات اور اس میں سے بہتر کی پیروی کرتے ہیں۔

گردن کا مسح کرتے وقت کہے (اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ) یعنے یا اللہ آزاد کر میری گردن دوزخ سے۔

دونوں پاؤں دھوتے وقت کہے (اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ) یعنے یا اللہ ثابت رکھ میرا قدم پل صراط پر جس روز پاؤں لغزش کریں گے) (غایۃ الاوطار)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وضو میں جو کوئی ادعیۂ

مذکورہ پڑھے اُن کے وضو کے ہر قطرہ سے خدائے تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے اور وہ فرشتہ قیامت تک استغفار کرتا ہے اور وضو کرنے والے کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

وضو کے بعد سورۂ قدر پڑھنے میں ثواب عظیم ہے (غایۃ الاوطار)

اور مسلم میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد وضو جو کوئی کلمہ شہادت پڑھے خدا تعالیٰ اوسکے لیئے بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دیتا ہے جس دروازے سے چاہے بہشت میں داخل ہو۔ ترمذی کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے (اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ (غایۃ الاوطار)

اسباب شکنندہ وضو

(۱) پیپ (۲) خون جسم سے بہنا (۳) مذی (۴) وذی (۵) منی (۶) قطرۂ بول (۷) سنگریزہ (۸) براز (۹) کیڑا (۱۰) ہوا (۱۱) کچھ تری۔ شرم گاہ سے نکلنا۔ (۱۲) حقنہ کرنا (۱۳) منہ بھر کے قے ہونا (۱۴) بے ہوش ہونا (۱۵) دیوانہ ہونا (۱۶) ٹیکے سے سونا (۱۷) اُس نماز میں قہقہہ سے ہنسنا جس میں رکوع وسجود ہے (۱۸) عورت ومرد یا دو عورتیں یا دو مردوں کا بدن برہنگی میں باہمدیگر ملنا اگرچیکہ

ع۱ معجم طبرانی میں ابو العالیہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے تھے کہ ایک کم نظر آدمی آیا اور اس گڑھے میں گرپڑا جو مسجد میں تھا پس بہت لوگ جو نماز میں تھے ہنس پڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنسنے والوں کو فرمایا کہ وضو اور نماز کا اعادہ کریں قہقہہ وہ ہنسی ہے جسکو پاس کے لوگ سنیں اور جسکو خود سنے اور پاس کے لوگ نہ سنیں وہ ضحک ہے اس سے نماز ٹوٹتی ہے وضو نہیں ٹوٹتا شرح وقایہ - اور تبسم وہ ہنسی ہے جسمیں مطلق آواز نہ ہو بلکہ فقط دانت کھل جائیں اس کا حکم یہ ہے کہ نہ وضو اس سے جاتا ہے نہ نماز - نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت میں قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹیگا لیکن وہ نماز اور سجدہ باطل ہوگا (غایۃ الاوطار)

مذی خارج نہ ہو۔

مس ذکر سے یعنے ذکر کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا لیکن ہاتھ دھو لینا مستحب ہے۔ لیکن مس ذکر اور مس عورت کے بعد وضو کر لینا مستحب ہے۔ تاکہ باتفاق مجتہدین طہارت حاصل ہو خصوصاً امام کے لئے۔

عورت یا بے ریش لڑکے کو چھونے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور بواسیر والے کی مقعد جو باہر نکلی ہو اگر اُس کو اپنے ہاتھ سے اندر کر دیا تو اس کا وضو ٹوٹا اور اگر خود بخود اندر داخل ہو جاوے تو وضو نہیں ٹوٹا۔ لیکن اگر کچھ نجاست ظاہر ہو گئی ہو تو ناقص وضو ہے۔ اور اسی طرح اگر کیڑا تھوڑا سا نکلا اور پھر گھس گیا تو ناقص وضو نہیں ہے اگر وضو کرتے ہوے کسی عضو کے غسل یا مسح کرنے یا نہ کرنے کے نسبت شک پیدا ہوا اور شک کا ہونا اس کی عادت میں داخل نہ ہو تو اس کا اعادہ کر لے اگر شک کی عادت ہو تو اعادہ نہ کرے۔ اور اگر بعد وضو شک پیدا ہو تو خواہ اس کو شک کی عادت ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں اعادہ نہ کرے اور اپنے کو باوضو سمجھے۔ (غایۃ الاوطار)

ف مجتبیٰ[1] میں ہے کہ خون اور پیپ اور زرد آب اور زخم کا پانی اور آبلہ اور پھنسی اور آنکھ اور کان کا پانی بیماری کی جہت سے سب برابر ہیں۔ بنا بر قول اصح کے جو ناقص وضو نہیں چنانچہ قلیل قی یا خون طاہر ہے۔ مگر خون استحاضہ نہیں۔ اگر خون غیر سایل سے کپڑا ملوث ہو جاے تو جواز نماز کا مانع نہیں ہے جیسے اصحاب[2] القروح کے کپڑے بار بار خون بلا سیلان اور بلا تجاوز

---

[1] یہ امام زاہدی کی شرح قدوری کا نام ہے ۱۲۔ [2] پھوڑے پھنسی یا زخم والے لوگ ۱۲

کے نکلنے سے بھر جاتے تھے ۔مانع نماز نہیں ہے عذر کے سبب سے اگرچہ خون بکثرت ہو اسی پر فتویٰ ہے ۔ (غایۃ الاوطار)

تیمم

قولہ تعالیٰ ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝﴾ ۶ جز ۶ رکوع

(یعنی اور اگر ہو تم بیمار یا سفر کے اوپر یا آوے کوئی تم میں سے مکان ضرر سے یا صحبت کرو تم عورتوں سے پس نہ پاؤ تم پانی پس قصد کرو تم پاک مٹی کا پس ملو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو اُس سے نہیں ارادہ کرتا اللہ تاکہ کرے تمھارے پر کچھ تنگی ولیکن ارادہ کرتا ہے تاکہ پاک کرے تم کو اور تاکہ اپنی نعمت تمھارے پر پوری کرے تاکہ تم شکر کرو)

ف غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدائیتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ادائی نماز کے لیئے بے حد آسانی اور سہولیتیں فرمائی ہیں ۔ ناپاکی کی حالت میں بھی غسل کے لیئے پانی نہ پائیں یا بوجہ بیماری اور سفر وضو اور غسل کرنے میں حرج یا ضرر یا دشواری ہو تو غسل اور وضو دونوں کے معاوضہ میں ایک تیمم کے جیسی آسان چیز سے نماز پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی ہے اور اس کے ساتھ اپنی نعمتوں کا شکر کرنے کے لئے بھی حکم فرمایا ہے اس لئے ہر نعمت کے لئے

شکر واجب ہے۔

تیمم جائز ہونے کے اسباب

(۱) پانی[1] ایک میل کے فاصلہ کے اندر نہ ہو۔

(۲) کوئی مرض ایسا ہو کہ وضو کرنے سے ضرر اعضا یا خوف جان یا خوف تشنگی ہو

(۳) پانی کے پاس درندہ یا موذی جانور یا دشمن ہو جس سے ہلاکت کا خوف ہو

(۴) پانی بغیر سیڑیوں کی باولی میں ہو اور اپنے پاس ڈول رسی یا اور کوئی پانی کو حاصل کرنے کا سامان نہ ہو اور نہ کہیں سے مل سکتا ہو۔

(۵) پانی قیمت سے ملتا ہو اور اس قدر دام اپنے پاس نہ ہوں یا استطاعت نہ ہو

تیمم اس چیز پر کرنا جائز ہے جو جنس زمین سے اور پاک ہو۔ جیسے خاک پتھر۔ ریت۔ کنکر۔ گچ۔ سرمہ۔ ہڑتال وغیرہ اور چاندی اور سونا اور گیہوں اور جو پر تیمم جائز نہیں ہے اگر وہ گرد آلودہ ہوں تو جائز ہے لیکن راکھ اور چونے پر تیمم جائز نہیں ہے۔ (نورالہدایہ)

نجاست ڈالنے کی جگہ تیمم جائز نہیں ہے اگرچہ وہ خشک ہو گئی ہو اس لیے کہ قرآن شریف میں مٹی کے طیب ہونے کی قید ہے۔ (نورالہدایہ)

---

[1] ایک میل کا فاصلہ تین ہزار پانچسو گز سے چار ہزار گز تک ہوتا ہے اور اس میں اختلاف ہے یعنے ایک روایت میں مسافر کے جانب توجہ سے جس طرف مسافر جاتا ہے اس طرف ایک میل کے فاصلہ پر پانی ہو تو تیمم جائز ہوگا۔ اور دوسری روایت میں جائز نہ ہوگا بلکہ مسافر کی جانب غیر توجہ یعنے مسافر جس طرف نہیں جاتا ہے اس طرف پانی ایک میل کے فاصلہ پر ہو تو جائز ہے جانے اور آنے میں دو میل ہوتے ہیں (نورالہدایہ)

اور پانی کی تلاش فرض ہے اگر ایک میل کے اندر پانی ہونے کا قوی گمان ہو یا کوئی متقی آدمی خبر دے۔ لیکن تلاش میں نمازی کی ذات کو ضرر پہونچے یا سفر میں ساتھیوں میں سے کسی ایک کو بھی انتظار کرنے سے ضرر پہونچے تو عدم طلب جائز ہے (فتاویٰ عالمگیری)

فرایض تیمم

(۱) نیت (۲) خاک پاک (۳) دو ضرب پہلے ضرب میں دونوں ہاتھوں سے تمام منہ کو ملنا۔ اور دوسرے ضرب میں مع کہنیوں کے دونوں ہاتھوں کو ملنا۔ (مالا بد وغیرہ)

سنت ہائے تیمم

(۱) بسم اللہ کہنا۔
(۲) دونوں ہاتھوں کو ہتیلی کی جانب سے پاک مٹی پر مارنا۔
(۳) بوقت ضرب انگلیوں کو کشادہ رکھنا۔
(۴) بوقت ضرب ہاتھوں کو کسی قدر آگے اور پیچھے کھینچنا۔
(۵) بعد ضرب پشت کف سے جھٹکنا۔
(۶) وضو میں جس قدر منہ دھونا فرض ہے اس تمام حصہ کا مسح کرنا اور دونوں ہاتھ کا مع کہنیوں کے مسح کرنا۔
(۷) ترتیب سے کرنا۔
(۸) پے در پے کرنا۔ (غایۃ الاوطار وغیرہ)

چہرہ اور ہاتھوں کا پورا مسح کرنا چاہئیے۔ اگر انگوٹھی یا کنگن ہو تو اوس کو بوقت تیمم نکال ڈالے یا اس کو حرکت دے۔ کیونکہ مسح کرنے کا عضو ایک بال یا ناخن برابر باقی رہ جائے تو تیمم جائز نہ ہوگا۔ (غایۃ الاوطار)

اگر ایسا پانی ہو کہ اس کی طہارت میں شبہ ہو تو وضو اور تیمم دونوں

کرنا چاہیئے۔ (نور الہدایہ)

تیمم سے نماز پڑھنے والا کسی دوسرے شخص کے پاس پانی دیکھے اور اسکو پانی دینے کا گمان ہو تو نماز کو توڑکر پانی طلب کرے اگر وہ پانی نہ دے تو تیمم باقی رہا۔ اور اگر نماز تمام کرکے پانی طلب کرے وہ پانی دے تو وضو کرکے پھر نماز پڑھے۔ اگر نہ دے تو نماز تمام ہوگئی۔ (غایۃ الاوطار)

جنگل میں بطریق سبیل جو پانی رکھا گیا ہو وہ مانع تیمم نہیں ہے اور جبکہ یقین ہو کہ فقط پینے کیلئے ہی رکھا گیا ہے تو اُس پانی سے وضو کرنا حرام ہے اور اگر پانی بکثرت ہو اور قرینہ سے معلوم ہو کہ وضو کے لئے بھی ہے فقط پینے کے لئے ہی نہیں ہے تو اس صورت میں اس سے وضو درست ہے (غایۃ الاوطار)

ف اگر ایک شخص نے اپنے ساتھی سے پانی مانگا اور اُس نے نہ دیا تو تیمم سے نماز پڑھنا جائز ہے اگر بعد نماز دیا تو نماز کو پھر نہ پڑھے لیکن تیمم اُس کا ٹوٹ جائیگا (نور الہدایہ)

اگر اپنے رفیق سے پانی نہیں مانگا اور تیمم سے نماز پڑھی تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جائز ہوی لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست نہیں ہوی۔ (نور الہدایہ)

اگر جنازے کی نماز فوت ہونے کا خوف ہو تو باوجود صحت اور پانی موجود ہونے کے تیمم جائز ہے مگر ولی کو جائز نہیں اس واسطے کہ لوگ خود اسکا انتظار کرینگے۔ (نور الہدایہ)

اگر کسی نے جنازے کی نماز یا سجدۂ تلاوت کے واسطے تیمم کیا ہو تو اوس تیمم سے فرض نماز پڑھنا درست ہے (نور الہدایہ و غایۃ الاوطار وغیرہ)

اگر قرآن شریف چھونے یا مسجد میں داخل ہونے کے لئے تیمم کیا ہو تو اُس

تیمم سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ (نور الہدایہ و غایۃ الاوطار)

پانی پر قادر ہونے کے بعد تیمم باطل ہو جاتا ہے اور عین نماز میں پانی پر قادر ہو تو تیمم سے شروع کی ہوی نماز بھی باطل ہو جاتی ہے۔ (مالابد وغیرہ)

ف اسباب شکنندہ وضو سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور انکے علاوہ پانی میسر ہو جائے یا بیماری سے صحت حاصل ہو جائے یا منجملہ ان اسباب کے جن سے تیمم کرنا جائز ہوا تھا کوئی سبب اُٹھ جائے تو تیمم ٹوٹ جائیگا۔ (نور الہدایہ وغیرہ)

پٹی پر مسح

اگر نمازی کے اعضا زخمی یا پھٹے ہوں اور اُن کے دھونے سے ضرر ہوتا ہو تو اُس عضو کا مسح کرے اور اگر مسح سے بھی عاجز ہو تو اتنا عضو چھوڑ دینا اور اُس کے اطراف دھو لینا چاہیئے۔ (غایۃ الاوطار و نور الہدایہ)

پٹی پر مسح کرنا درست ہے اگرچہ کہ حدث کے وقت پٹی بندھی ہو اور پٹی کا کھولنا مسح کو باطل نہیں کرتا مگر جبکہ زخم اچھا ہو گیا ہو۔

اگر پٹی گر پڑے اور زخم اچھا ہو گیا ہو تو اُس جگہ کا دھونا واجب ہے اور اگر بغیر اچھا ہونے زخم کے پٹی گر جائے تو مسح باطل نہیں ہوگا۔ (غایۃ الاوطار و نور الہدایہ)

اگر عضو کے مسح پر قادر ہو تو پٹی پر مسح کرنا صحیح نہیں ہے۔ اور دھونا محل مکسورہ کا لازم ہے اگر سرد پانی سے دھونا ضرر کرتا ہو تو گرم پانی سے دھونا چاہیئے اگر گرم پانی سے دھونا بھی ضرر کرتا ہو تو اُس عضو کا مسح کر لے اور اگر نفس عضو کا مسح ضرر کرتا ہو تو اُس کی پٹی پر مسح کرے اگر پٹی پر بھی مسح کرنا ضرر

کرنا ہو تو بالکل ساقط ہو گیا یعنے نہ دھونا لازم رہا نہ مسح کرنا۔

اور مسح کے حکم میں جبیرہ[1] اور پھاہا اور پٹی اور وہ تندرست مقام جو ضرورت کے سبب پٹی کے نیچے آ گیا ہو سب داخل اور برابر ہے۔

ف پوری پٹی پر مسح کرنا اور مکرر مسح کرنا شرط نہیں ہے۔ صحیح تر قول میں پٹی کا ایک بار آدھی سے زیادہ مسح کرنا کفایت کرتا ہے اسی قول پر فتویٰ ہے (غایۃ الاوطار)

کِتابُ الصَّلوٰۃ

اوقات نماز

(۱) نماز فجر کا وقت طلوع صبح صادق سے تا طلوع کنارہ آفتاب (نور الہدایہ)

(۲) نماز ظہر کا وقت زوال آفتاب کے بعد سے ہر چیز کا سایہ سوا سایہ اصلی کے دوچند ہونے تک (نور الہدایہ)

(۳) نماز عصر کا وقت ہر چیز کا سایہ سوائے سایہ اصلی کے دوچند ہونے کے بعد سے غروب آفتاب تک۔ (نور الہدایہ)

ف زردی آفتاب کے بعد عصر کی نماز کراہت تحریمی کے ساتھ جائز ہے۔

(۴) نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب سے تا غروب شفق سرخ نزدیک صاحبین کے اسی پر فتویٰ ہے۔ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غروب شفق سفید تک اور کثرت سے تارے نمود ہونے کے بعد نماز مغرب کی ادائی مکروہ ہے اور نماز مغرب کی ادائی میں جلدی مستحب ہے۔ (نور الہدایہ)

---

[1] جبیرہ ان لکڑیوں کو کہتے ہیں جن سے ٹوٹی ہڈیاں باندھی جاتی ہیں۔

(۵) نماز عشا کا وقت غروب شفق سپید کے بعد سے طلوع صبح صادق تک ہے لیکن نصف رات گزرنے کے بعد نماز پڑھنی مکروہ ہے۔ اور وقت وتر عشا کی ادائی کے بعد سے تا طلوع صبح۔ (نور الہدایہ)

ف ابر کے دنوں میں عصر اور عشا کی جلدی مستحب ہے۔ اور دوسرے نمازوں میں تاخیر اور درمیان میں عصر اور مغرب کے نفل مکروہ ہے کیونکہ صحیحین میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ نماز صبح سے یہاں تک کہ طلوع ہووے آفتاب اور بعد عصر کے یہاں تک کہ غروب ہوے آفتاب اور تاخیر عشا کی تہائی رات تک مستحب ہے۔ اور تاخیر فجر کی روشنی تک مستحب ہے۔ (نور الہدایہ)

اور نماز ظہر گرمی میں تاخیر سے اور جاڑے میں جلدی پڑھنا مستحب ہے (نور الہدایہ)

فصل اذاں

"برائے نماز فرض پنجگانہ اذاں مردوں کے واسطے اونچے مکان میں سنت موکدہ ہے اس کے ترک کرنے میں مانند ترک واجب کے گنہگار رہوتا ہے۔ (غایۃ الاوطار)

ف اذاں بغیر انگلیاں کانوں کے سوراخ میں رکھنے کے کہنا بہتر ہے۔ اور انگلیاں رکھ کر اذاں کہنا بہت بہتر ہے۔ (غایت الاوطار)

ف کان میں انگلی رکھنے سے یہ فائدہ ہے کہ اس فعل سے آواز بلند ہوتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ دونوں کانوں میں انگلیاں رکھ لو کہ اس سے تمھارا آواز بلند ہوگا۔ دوسرا فایدہ یہ ہے کہ بہرا اور دور کا آدمی جس کو آواز سنائی نہیں دیتا۔ اس فعل کو دیکھ کر آگاہ ہو جاتا ہے

کہ اذان ہو رہی ہے۔

اور اقامت کہنے والے کو کانوں میں انگلیاں رکھنے کی ضرورت نہیں ہے اس لیئے کہ اقامت کی آواز اذان کی آواز سے پست ہوتی ہے۔

جماعت سے قضا نماز بھی پڑھی جاے تو اس کے لیئے اذان اور اقامت کہنا مسنون ہے۔ (غایۃ الاوطار)

اذان جائز ہے۔ اندھے۔ ولد الزنا۔ اور دہقان کی۔ (غایۃ الاوطار)

دو مسجدوں میں اذان کہنا مکروہ ہے اس صورت میں جبکہ موذن پہلی مسجد میں نماز پڑھ چکا ہو۔" (غایۃ الاوطار)

ف روایت کیا ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو کہ جب اذان دے تو ٹھیر ٹھیر کر دے۔ اور اقامت کہے تو جلد ہی جلدی کہے (از نور الہدایہ)

ف اذان اور اقامت کے درمیان اس قدر توقف چاہیئے کہ فارغ ہو جائے کھانے والا کھانے سے اور پینے والا پینے سے اور پاخانہ پھرنے والا قضائے حاجت سے لیکن مغرب کی اذان اور اقامت میں دیر نہ کرے۔ (نور الہدایہ)

بے وضو اذان کہنا درست ہے اس وجہ سے کہ اذان ذکر ہے نماز نہیں تاکہ اس کے واسطے طہارت شرط ہو۔ (نور الہدایہ)

لیکن جنب یعنے نہانے کی حاجت والے کی اذان مکروہ ہے (غایۃ الاوطار)

جو شخص مسجد میں جماعت سے نماز پڑھتا ہو اس کا اذان اور اقامت کو ترک کرنا مکروہ ہے۔ لیکن مسافر فقط اقامت کہے تو جائز ہے۔ (نور الہدایہ)

جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھے اگر اذان اور اقامت دونوں ترک کرے اور محلہ میں اذان اور اقامت ہوتی ہو تو جائز ہے (نور الہدایہ غایۃ الاوطار)

اگر قبل از وقت اذان کہی جائے تو وقت پر اس کا اعادہ کرے - لیکن ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صبح کی اذان قبل از فجر نصف شب کے بعد جائز ہے - (طحطاوی) مالابد -

الفاظ اذاں

اَللّٰہُ اَکْبَرُ - اَللّٰہُ اَکْبَرُ - اَللّٰہُ اَکْبَرُ - اَللّٰہُ اَکْبَرُ - اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ - اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ - اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ - اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ - حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ - حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ - حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح - اَللّٰہُ اَکْبَرُ - اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ)

فجر کی اذان میں (حَیَّ عَلَی الْفَلَاح) کے بعد (اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم) (الصلوٰۃ خیر من النوم) کہنا - اس لیئے کہ ایک وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتے تھے - حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دو بار کہا (الصلوٰۃ خیر من النوم) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اچھا ہے یہ کلمہ اس کو اپنی اذان میں شریک کرو - (نور الہدایہ)

اور اقامت یعنے تکبیر کے وقت (حَیَّ عَلَی الْفَلَاح) کے بعد (قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ) کہنا - (نور الہدایہ)

ف صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم موذن کو سنو تو کہو مثل اس قول کے جو وہ کہتا ہے

پھر مجھ پر درود پڑھو۔ اس واسطے کہ جو مجھ پر درود پڑھیگا حق تعالیٰ اس کے بدلے اُس پر دس بار رحمت کریگا۔ پھر اللہ سے میرے لیئے وسیلہ مانگو اس واسطے کہ وسیلہ ایک مرتبہ ہے بہشت میں جو شخص میرے لیئے وسیلہ مانگے گا تو میری شفاعت اُس کے لیئے واجب ہوگی۔ جواب دینے والا موذن سے پیشتر کلمات جواب نہ کہے بلکہ ہر کلمے کے تمام ہونے پر اُس کے جواب میں وہی کلمہ کہے جو موذن نے کہا۔ مگر حَيَّ عَلَى الصَّلٰوۃ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ کہے۔ (غایۃ الاوطار)

بعد اذان یہ دعا پڑھنا مسنون ہے جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص اذان کو سنکر کہے "اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ" تو اس کے واسطے میری شفاعت حلول کریگی۔ یعنے واجب ہوگی۔ کذا فی تیسیر الوصول الی الجامع الوصول۔

احکام نماز

قولہ تعالیٰ (اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ) یعنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے (قایم کرو تم نماز کو)

قولہ تعالیٰ (وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ) (۱۸ جزو ۱ رکوع)

یعنے اور وہ لوگ جو محافظت کرنے والے ہیں اپنے نمازوں پر یہ لوگ وہی وارث ہیں

علہ ترجمہ اے اللہ مالک اس دعاء کامل و نماز قایم کے عنایت کر محمد صلعم کو وسیلہ و بزرگی اور اٹھا انکو اس مقام محمود پر جس کا تو نے اُن سے وعدہ کیا ہے

جو ورثہ لیوینگے بہشت کا وہ اسمیں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

حدیث شریف (قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ اَقَامَھَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ)

یعنے فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ستون ہے دین کا جس نے نماز کو قایم کیا اس نے دین کو قایم کیا۔ اور جس نے نماز کو ترک کیا۔ اس نے اپنے دین کو منہدم کردیا۔

حدیث شریف (قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ شَیْءٍ عَلَمٌ وَعَلَمُ الْاِیْمَانِ الصَّلٰوۃُ) یعنے فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز کے واسطے ایک نشانی ہے۔ اور نشانی ایمان کی نماز ہے۔

حدیث شریف (قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ) یعنے فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نماز کو عمداً ترک کیا۔ تحقیق وہ کافر ہے۔

حدیث شریف (قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا فَرْقَ بَیْنَ الْاِسْلَامِ وَالْکُفْرِ اِلَّا الصَّلٰوۃَ) یعنے فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ نہیں ہے کوئی فرق درمیان میں اسلام اور کفر کے سوائے نماز کے۔

حدیث شریف۔ (قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَارِکُ الصَّلٰوۃِ مَلْعُوْنٌ)

یعنے فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک کرنے والا نماز کا ملعون ہے۔

اور فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مومن کے لئے معراج ہے۔

ف آفتاب کے طلوع اور غروب اور عین دوپہر کے وقت نماز اور سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ جائز نہیں ہے کیونکہ روایت ہے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مسلم

وغیرہ میں کہ تین ساعت ہیں کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع فرماتے ہمکو کہ نماز پڑھیں ہم ان وقتوں میں یا قبر میں رکھیں مردوں کو جبکہ آفتاب طلوع کرے یہاں تک کہ بلند ہو جائے اور جس وقت دوپہر ہو یہاں تک کہ زوال ہو آفتاب کا اور جبکہ ڈوبتا ہو یہاں تک کہ ڈوب جائے

اور (موطا) میں ہے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے ان ساعتوں میں۔ (نورالہدایہ)

اور آفتاب کے غروب ہونے کے وقت فقط اُس روز کی عصر کی نماز البتہ جائز ہے اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے پائی ایک رکعت نماز سے تحقیق کہ پائی اس نے ساری نماز۔ روایت کیا اس کو بہت سے علماء نے اسنادِ صحیح سے [illegible]

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نماز فجر طلوع آفتاب تک اور بعد نماز عصر غروب آفتاب تک نفل وغیرہ پڑھنے کو منع فرمایا ہے۔ (نورالہدایہ)

ف نماز شب معراج میں فرض ہوی ہجرت سے ڈیڑھ سال پہلے۔ معراج سے پہلے دو نمازیں پڑھی جاتی تھیں ایک آفتاب نکلنے سے پہلے اور دوسری اُس کے غروب سے پہلے۔ (غایۃ الاوطار)

ف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو نماز کا حکم کرو جبکہ وہ سات برس کے ہوں اور ترک نماز پر اُن کو مارو جبکہ وہ دس برس کے ہوں (نورالہدایہ) [illegible]

فائدہ نماز خدا یتعالی کی خاص نعمت ہے۔ اور رکوع۔ سجود۔ قعدہ۔ قیام وغیرہ ارکان اس کے اعضا ہیں اور صفائی باطن اور حضور قلب اُس کی جان ہے۔ پس ارکان نماز کو جیسا کہ چاہیے اچھی طرح ادا کرنے سے نماز مکمل اور اچھی صورت میں ادا ہوتی ہے

ورنہ ارکان نماز میں سے کسی رکن کو بعجلت ناقص طور پر ادا کرنے سے نماز بھی ناقص ہوتی ہے

ف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایک صاحب نے نماز پڑھتے ہوے دونوں سجدوں کے درمیان سیدھے بیٹھ کر کچھ توقف نہیں کیا۔ بلکہ ایک سجدے کے بعد کسی قدر سر اٹھا کر دوسرا سجدہ کیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "تو نے نماز نہیں پڑھی پھر پڑھ مرغ کی ٹھونک کا نام نماز نہیں ہے"

ہدایہ میں لکھا ہے کہ فرمایا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہ منع کیا مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں سے:۔

ایک یہ کہ چونچ ماروں مثل چونچ مارنے مرغ کے یعنے جلدی جلدی سجدے میں جاؤں اور پھر جلدی اٹھ کر کھڑا ہو جاؤں۔

دوسرا یہ کہ بیٹھوں مثل بیٹھک کتے کے۔

تیسرا یہ کہ پھاؤں میں پھپانا لومڑی کا۔ (از نور الہدایہ)

ف نماز اور رکوع و سجود میں جلدی کرنا اور بے خبر رہنا مکروہ ہے۔ (نور الہدایہ)

ف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "چوروں میں بدترین وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہو۔ (نور الہدایہ)

چنانچہ ناقص اور بغیر اخلاص بلا تکمیل حصہ باطن نماز ادا کرنے والوں کی نسبت خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ۲ جز ۶ رکوع یعنے یہ کوئی نیکی کا کام نہیں ہے کہ مشرق اور مغرب کو منہ پھیرا کرو۔ (نور الہدایہ)

ف نماز کے لئے مسجد میں ایسے لباس سے جانا چاہئے کہ جس طرح ملازم دربار شاہی میں جاتا ہے۔ کہ قولہ تعالیٰ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ یعنے اے

اولاد آدم ہر نماز کے لئے اپنے پر زینت اختیار کرو۔

ف جس لباس سے لوگوں میں نہ جاتے ہوں اس لباس سے نماز پڑھنا مکروہ ہے

ف ادائی نماز سے پہلے مصلی کے لئے فرائض کا جاننا فرض ۔ واجبات کا جاننا واجب ۔ سنتوں کا جاننا سنت اور مستحب کا جاننا مستحب ہے ۔ کیونکہ نماز کے کونسے ارکان فرض و واجب و سنت ہیں یاد نہ رہنے سے نماز ناقص ہو جاتی ہے ۱۲

چنانچہ فتاوٰی کبریٰ و ناصری و شہابی و مسعودی میں لکھا ہے کہ جو شخص فرائض و واجبات نماز نہ جانتا ہو ۔ اُس کی نماز جائز نہیں ہوتی ۔ ۱۲

چونکہ بجز آگاہی فرائض و واجبات سجدۂ سہو واجب ہونے کی صورت میں اس کی تمیز بھی نہیں ہو سکتی ۔ لہذا فرایض و واجبات و سنن کے بہ آسانی ذہن نشین ہونے کے لئے اشعار ذیل حفظ کر لئے جائیں ۔

شعر اول کے مصرعہ ثانی کا ہر حرف نماز کے ہر فرض کا سر حرف ہے ۔

شعر دوم کے مصرعہ ثانی کا ہر حرف واجبات نماز کا سر حرف ہے ۔

شعر سوم کے مصرعہ ثانی کا ہر حرف نماز کے سنتوں کا سر حرف ہے ۔

جس کی پوری تفصیل کے لئے نقشہ ذیل بھی مندرج ہے ۔

اشعار

ا فرایض ندانی شوی در قلق ۔ اُجَسْ نُوقّ تُقِقّ ۔ تَرسَق ۔
(۱-۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳)

ب چو واجب ندانی شوی در خطر ۔ فُضَبَّۃ تُقِتْ لُقَتْ جَتَرْ
(۱-۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲)

ج چو سنت بدانی شوی مقتدا ۔ سَرْوِثْ تَبیتْ تَسّتْ ددٓ۱
(۱-۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲)

نقشہ ذیل سے نماز کے فرائض اور واجبات اور سنتوں کی تفصیل ظاہر ہوگی۔

تعداد	فرائض نماز	واجبات نماز	سنت ہائے نماز
۱	۲	۳	۴
۱	اندام پاک رکھنا	فاتحہ کا سورہ پڑھنا	رفع یدین کرنا
۲	جامہ پاک رکھنا	ضم سورہ کرنا	وضع یدین کرنا
۳	جاے پاک ہونا	تعین قراءت پہلی دو رکعت میں کرنا	ثنا پڑھنا
۴	ستر عورت چھپانا	تعدیل ارکان کرنا	تعوذ پڑھنا
۵	نیت کرنا [عله]	قعدہ اولیٰ میں بیٹھنا	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا
۶	وقت نماز کا پہچاننا	تشہد پڑھنا	تسبیحات رکوع وسجود پڑھنا
۷	قبلہ پہچاننا	لفظ سلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا	تکبیرات انتقالات کہنا
۸	تکبیر اولیٰ کہنا	قنوت کی دعا پڑھنا	سمع اللہ لمن حمدہ کہنا
۹	قیام کرنا	تکبیرات عیدین پڑھنا	توقف قومہ اور جلسہ میں کرنا
۱۰	قراءت پڑھنا	جہر فجر مغرب عشا میں پڑھنا	درود شریف پڑھنا۔
۱۱	رکوع کرنا۔	سِر ظہر عصر میں پڑھنا	دعائے ماثورہ پڑھنا
۱۲	سجود کرنا	رعایت ترتیب کرنا۔	آہستہ آمین کہنا ختم سورۂ فاتحہ پر
۱۳	قعدہ اخیر میں بیٹھنا	•	•
۱۴	اپنے قصد سے نماز سے باہر ہونا	•	•

عله فرض نماز میں چار طرح کی نیت چاہیئے۔ ایک یہ کہ نماز پڑھتا ہوں۔ دوسری یہ کہ فرض پڑھتا ہوں تیسری یہ تعین وقت ظہر یا عصر وغیرہ پڑھتا ہوں۔ چوتھی یہ کہ مقتدی ہو تو اقتدا کی نیت کرے۔ نماز شروع کرنے کے وقت مذکورہ چاروں امور کا دل میں خیال کرے۔ ان چاروں میں سے ایک کا بھی خیال نہ کرے تو نماز نہ ہوگی۔

ف شعر مذکور میں (۱۳) فرایض مذکورہ کے جانب اشارہ ہے لیکن اپنے قصد سے نماز سے باہر ہونا بھی فرایض نماز میں داخل ہے۔ (نور الہدایہ)

ف ستر عورت یعنے نماز میں برہنگی کو ڈھانکنا مرد کے لیئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک اور آزاد یعنے حُر عورت کے لئے سواے چہرے اور دونوں ہتیلیوں اور دونوں پاؤں کے پنجے کے کل جسم کا ڈھانکنا فرض ہے۔ (مالابُد)

اور لونڈی کا ستر عورت مانند مرد کے ہے لیکن فرق اس قدر ہے کہ وہ اپنا پیٹ اور پیٹھ بھی چھپاوے۔ (مالابُد)

ف ستر عورت کا چوتھائی حصہ نماز میں کھل جاے تو نماز درست نہ ہوگی (احسن المسائل)

ف اگر کسی مقام میں قبلہ معلوم نہ ہو تو قیاس کرے جس جانب قبلہ ہونے کا قیاس ہو نماز ادا کرے اگر قیاس میں غلطی ہو تو نماز دوبارہ نہ پڑھے۔ اگر عین نماز کی حالت میں غلطی معلوم ہو تو حالت نماز میں ہی قبلہ کی جانب پھر جائے (نور الہدایہ)

ف جہریہ نماز اکیلے پڑھنے کی صورت میں اختیار ہے چاہے پکار کر پڑھے چاہے آہستہ اور جہر جماعت کی صورت میں بھی بہت بلند آواز سے نہ پڑھے اور نہ بہت ہی آہستہ بلکہ بین بین طریقہ اختیار کرے (احسن المسائل)

ف ابتدا میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب نمازوں میں جہر فرماتے تھے اس موقع پر کفار و مشرکین نے ایذا رسانی اور دشنام دہی شروع کی تو یہ آیت نازل ہوی۔ (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۱۲ رکوع ۱۵ جز) یعنے نہ کل نمازوں میں جہر کرو نہ کل میں آہستہ پڑھو بلکہ ان دونوں کے درمیان میں ایک راہ تلاش کرو۔

اس کے بعد آپ نے ظہر اور عصر میں آہستہ اور مغرب و عشا و فجر میں جہر پڑھنے کا عمل فرمایا۔ (اس لئے کہ مغرب کے وقت کفار کھانے میں مشغول رہتے تھے اور عشا، اور فجر کے وقت سوتے رہتے تھے) (غایۃ الاوطار)

ف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس قومہ[1]۔ جلسہ[2] اور قعدہ آخر میں تشہد پڑھنا بھی واجب ہے۔ (مالابدمنہ)

آداب نماز

(۱) قیام میں سجدہ کی جگہ نظر رکھنا (۲) رکوع میں پشت پا کی طرف نظر رکھنا (۳) سجدہ میں ناک کی طرف نظر رکھنا (۴) جمائی کے وقت منہ بند رکھنا (۵) سجدہ میں جاتے وقت پہلے زمین پر گھٹنے پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی رکھنا (۶) سجدہ سے اٹھتے وقت پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے اٹھانا۔ (۷) کھانسی کو روکنا (۸) قعدہ میں آغوش اور دل کی طرف نظر رکھنا۔ (۹) قعدہ میں ہاتھ کی انگلیاں قبلہ رخ رکھنا۔ (۱۰) سلام کے وقت دائیں بائیں جانب منہ پھیرنا۔ (نور الہدایہ)

مفسدات نماز

(۱) نماز میں کلام کرنا (۲) قصداً سلام کرنا۔ اگر بھولے سے کریں تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ (۳) جواب سلام کہنا۔ قصداً ہو یا سہواً۔ (۴) آہ یا اُف کہنا (۵) آواز سے رونا (۶) بغیر عذر کے کھانسنا (۷) چھینک کا جواب دینا (۸) خبر خوش یا ناخوش کا جواب دینا (۹) امام کے سوا دوسرے کو قراءت بتانا یا غیر سے لقمہ لینا۔ (۱۰) مصحف سے دیکھ کر پڑھنا (۱۱) نجس جگہ سجدہ کرنا۔ (۱۲) جو آدمیوں سے مانگتے ہیں اللہ سے

[1] رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونے کو قومہ کہتے ہیں [2] دو سجدوں کے درمیان میں سیدھا بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں

مانگنا (۱۳) کھانا پینا (۱۴) عمل کثیر کرنا (۱۵) امام سے آگے کھڑے ہونا (۱۶) منہ
قبلہ سے پھیرنا (۱۷) قرآن غلط[1] پڑھنا (۱۸) ہنسنا (۱۹) ستر عورت کا چہارم حصہ
کھلنا (۲۰) عورت نہین کپڑا پہنتا (۲۱) مرد عورت ایک صف میں کھڑے ہونا (نورالہدایہ)

مکروہات نماز

(۱) چادر کو سر یا کندھے پر سے کناروں کو لٹکے ہوے اوڑھنا یا قبا کو بغیر آستین
پہنے اسی طرح ڈالنا۔ (۲) کپڑے کو سمیٹنا (۳) کپڑے یا بدن سے کھیلنا (۴) بالوں
کو جمع کرکے یا لپیٹ کے جڑ میں داخل کرنا یعنے جوڑا یا چونڈہ باندھنا (۵) انگلیونکو
چٹخانا (۶) گردن پھیر کر دیکھنا (۷) ایک بار سے زیادہ کنکریوں کو سجدہ کی جگہ
سے ہٹانا۔ (۸) کمر پر ہاتھ رکھنا (۹) انگڑائی لینا (۱۰) کتے کی طرح بیٹھنا (۱۱) سجدہ
میں دونوں بازو کو بچھا دینا (۱۲) چارزانو بے عذر بیٹھنا (۱۳) امام اکیلے مسجد کے
محراب میں کھڑے ہونا۔ یا امام اکیلے بلندی پر مقتدی نیچے یا امام نیچے اور مقتدی
بلندی پر کھڑے ہونا (۱۴) نمازی کا تنہا صف کے پیچھے کھڑا رہنا (۱۵) تصویر کا
سر کے اوپر یا آگے ہونا۔ (۱۶) سستی سے ننگے سر نماز پڑھنا (۱۷) برے کپڑوں سے
نماز پڑھنا جن کپڑوں سے لوگوں میں نہ جاتا ہو (۱۸) خاک کے دور کرنے کو نماز
میں پیشانی زمین پر ملنا۔ (۱۹) آسمان پر نظر کرنا (۲۰) سجدہ پگڑی یا شملہ کے
پیچ پر کرنا (۲۱) آیتوں کو گننا (۲۲) جس کپڑے پر تصویر ہو اس کو پہننا (۲۳)
سیدھے ہاتھ پر بایاں ہاتھ باندھنا (۲۴) ٹیکے سے کھڑے ہونا (۲۵) پنجوں پر
کھڑے ہونا یا ایک قدم پر زور دیکر دوسرا قدم اٹھانا (۲۶) قدم کے درمیان میں
چار انگل سے زیادہ فصل رکھنا (۲۷) ہاتھ بغیر اٹھائے باندھنا (۲۸) قراوت میں

[1] معنوں میں تبدیلی ہو تو نماز فاسد ہوگی اور تبدیلی نہ ہو تو فاسد نہ ہوگی (غایۃ الاوطار)

جلدی کرنا (۲۹) امام ظہر و عصر میں سجدے کی آیت پڑھنا (۳۰) فرض میں پہلی رکعت سے دوسری رکعت میں بڑی قراءت پڑھنا (۳۱) جمائی لینا (۳۲) آنکھیں بند کرکے نماز پڑھنا (۳۳) کوئی سنت ترک کرنا (۳۴) رکوع و سجود امام سے قبل کرنا (۳۵) بغیر وقفہ کے دو سجدے کرنا (۳۶) تنگ وقت نماز پڑھنا (۳۷) قعدہ میں دل کی طرف نظر نہ رکھنا (۳۸) جھگڑے کی جگہ نماز پڑھنا (۳۹) باجے کی جگہ نماز پڑھنا (۴۰) صحرا میں بغیر سترہ کے نماز پڑھنا۔ (۴۱) سلام کے وقت شانوں کی طرف نہ دیکھنا (۴۲) نماز پڑھنے والا اپنے اسباب کو پیچھے رکھنا (۴۳) مسجد کا دروازہ بند کرنا۔ (غایۃ الاوطار و نورالہدایہ وغیرہ)

اور مکروہ ہے نماز بول و براز اور ریح کے دباؤ کے وقت۔ اور خواہش کے وقت کھانا آنے پر بھی مکروہ ہے اور جو چیز نمازی کے دل کو نماز کے افعال اور خشوع و خضوع سے باز رکھے اور اس میں خلل ڈالے مکروہ ہے اور حضور دل اہلِ دل کے نزدیک فرض ہے (غایۃ الاوطار)

وہ اسباب جن میں نماز کا توڑ دینا درست ہے

(۱) حالت نماز میں ریل چلے اور اس میں اپنا اسباب یا اہل و عیال سوار ہوں تو نماز توڑ کر سوار ہو جانا درست ہے۔

(۲) حالت نماز میں سامنے سانپ آجائے تو اسکے ڈر سے نماز توڑ دینا درست ہے

(۳) حالت نماز میں جوتی یا کچھ سامان چور لے چلے اور نماز ختم ہونے تک وہ چلا جانے اور نہ ملنے کا گمان ہو تو نماز توڑ کر وہ سامان حاصل کرنا درست ہے۔

(۴) حالت نماز میں پاخانہ یا پیشاب زور کرے تو نماز توڑ کر اس سے فارغ ہونا درست ہے۔

(۵) حالت نماز میں آگے کنواں یا باولی بے حصار ہو اور کوئی اندھا اُس طرف جاتا ہو اگر اس کو نہ روکا جاوے تو گر کر ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز توڑ کر اس کو روکا جائے اگر ویسی حالت میں نہ روکا جائے اور اندھا اُس میں گر کر مر جائے تو نمازی گنہگار ہوگا

(۶) حالت نماز میں کسی بچہ وغیرہ کے کپڑوں میں آگ لگ جائے تو نماز توڑ کر آگ بجھانا فرض ہے۔

(۷) حالت نماز میں ماں۔باپ۔ دادا۔ دادی۔ نانا۔ نانی۔ کسی مصیبت کی وجہ سے پکاریں تو نماز توڑ دینا واجب ہے۔

اور ماں باپ وغیرہ حالت بیماری میں رفع حاجت یا اور کسی ضرورت کو جاتے یا آتے میں گر جائیں یا گرنے کا اندیشہ ہو تو نماز توڑ کر اُن کو اٹھانا یا سنبھالنا درست ہے۔ بشرطیکہ وہاں کوئی دوسرا شخص اٹھانے والا موجود نہ ہو۔

حالت نماز میں اگر کوئی بے ضرورت پکارے تو فرض نماز توڑنا درست نہیں ہے

سنت یا نفل نماز کی حالت میں ماں۔باپ۔ دادا۔ دادی۔ نانا۔ نانی پکاریں اور اُن کو معلوم نہ ہو کہ یہ نماز پڑھتا ہے تو ایسی صورت میں نماز توڑ کر اُن کا جواب دینا واجب ہے چاہے وہ کسی مصیبت اور ضرورت سے پکاریں یا بلا ضرورت۔ اگر نماز توڑ کر جواب نہ دے تو موجب گناہ ہوگا اور وہ جانتے ہوں کہ نماز پڑھتا ہے ویسی حالت میں اگر وہ بغیر مصیبت اور ضرورت کے پکاریں تو نماز توڑ کر جواب دینا درست نہیں ہے (از بہشتی زیور مولانا اشرف علی تھانوی

ف ہدایہ میں لکھا ہے کہ کوئی شخص نماز ادا کرتا ہو اور اس کے آگے کوئی شخص پیٹھ کر کے بیٹھے تو جائز ہے۔

پانچ امور جن کی ذیل سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے

(۱) تکرار فرض (۲) تاخیر فرض (۳) ترک واجب (۴) تکرار واجب (۵) تاخیر واجب

ف امور مذکور سہواً وقوع میں آئیں تو سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اور اگر عمداً ہو تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔ اُس کا اعادہ ضروری ہے سجدۂ سہو واجب ہونے کی صورت میں بعد تشہد ایک سلام کے بعد دو سجدے کر کے پھر تشہد و درود اور دُعا پڑھ کے سلام پھیر کر نماز پوری کریں۔

مقتدی کے سہو سے کسی پر سجدہ سہو لازم نہ آیگا بلکہ امام کے سہو سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے اور مسبوق بھی امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے اور بعد اس کے باقی نماز خود پڑھ لیوے اور بقیہ نماز میں بھی سجدۂ سہو لازم آئے تو پھر سجدہ سہو کرے۔

اگر قعدۂ اولی کو بھول کر کھڑا ہو اور بیٹھنے کے جانب نزدیک ہو تو بیٹھ جائے اور سجدہ سہو نہ کرے۔ (نور الہدایہ)

اور اگر قیام سے نزدیک ہو جائے تو پھر نہ بیٹھے۔ اور آخر نماز میں سجدۂ سہو کرے بسبب فوت واجب کے۔ (مالابدمنہ)

اگر مصلی بعد چار رکعت قعدہ آخر کرنے کے بجائے بھول کر کھڑا ہو جائے۔ اگر اس پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے قعدۂ آخر یاد آجائے تو بیٹھ جائے۔ اور تاخیر فرض کے سبب سجدۂ سہو ادا کر کے سلام پھیرے۔ لیکن اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیگا تو نماز فرض باطل ہو جائے گی۔ مصلی چاہے تو اُس وقت قعدہ آخر کر کے سلام پھیرے۔ اس صورت میں چار رکعت نفل اور ایک رکعت باطل ہو گی۔ اور

اگر پانچویں رکعت کے بعد چھٹی رکعت بھی ملالیوے اور سجدۂ سہو کرے تو یہ چھ رکعت نفل ہوجائینگے

اور اگر قعدہ آخر کرکے بھول کر کھڑا ہو جائے تو پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کرنے تک یاد آجائے تو بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد یاد آئے تو اس کے ساتھ چھٹی رکعت بھی ملالیوے اور سجدۂ سہو کرے تو چار رکعتیں فرض کی ادا ہو جائیں گی اور دو رکعت نفل ہو جائینگی (نورالہدایہ)

اگر نماز میں شک ہو کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور یہ شک پہلی مرتبہ ہو اور شک کی عادت نہ ہو تو نماز پھر شروع سے پڑھے۔ اور اگر کئی بار شک ہو تو غور کرے اور گمان غالب پر عمل کرے اور اگر سوچنے میں کچھ معلوم نہ ہو تو کم کو اختیار کرے (نورالہدایہ)

روایت کیا ابوداؤد و ترمذی مالک وغیرہم نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں سے اپنی نماز میں اور نہ جانے کہ تین پڑھا ہے یا چار تو چاہئے کہ دفع کرے شک کو اور بنا کرے یقین پر پھر دو سجدے کرے قبل سلام کے۔ اگر پڑھ لیگا پانچ رکعتیں تو شفاعت کریگی اس کی نماز۔ اور اگر پوری چار پڑھے تو ذلت ہوگی شیطان مردود کو۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے بھی

اگر ایک یا دو اور دو یا تین اور تین یا چار رکعتوں میں شک ہو تو کم کو اختیار کرے۔ (نورالہدایہ)

اگر چار رکعت والی نماز میں مصلی اس دھوکہ میں کہ نماز پوری پڑھ چکا ہے سلام پھیرے اور اس کے بعد جانا کہ دو رکعت ہی پڑھا۔ اگر وہ بعد سلام کوئی فعل مفسد نماز نہ کیا ہو تو اور دو رکعت سجدۂ سہو کے ساتھ پڑھ لے اور اگر بعد سلام کوئی فعل مفسد نماز کیا ہو تو نماز کا اعادہ کرے ۱۲ (احسن المسائل)

طریقہ ادائی نماز بموجب سنت

مصلے پر پہلے سیدھا پیر رکھ کر کھڑے ہونے کے بعد یہ آیت پڑھے۔

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ؕ

ترجمہ میں نے اپنا منہ سب سے ایک سو کر کے اسکی طرف کیا ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور میں مشرکوں سے نہیں ہوں۔

ف واضح ہو کہ بعد وضو دو رکعت دوگانہ تحیۃ الوضو کا پڑھنا سوائے وقت کراہت کے سنت ہے اور اس کی ادائی میں بڑا ثواب ہے۔

چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ میں عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں کوئی ایسا مسلمان جو وضو کرے اچھی طرح سے پھر کھڑا ہو اور دو رکعت نماز پڑھے دونوں رکعتوں پر متوجہ ہو کر اپنے دل اور چہرے سے اس کے واسطے جنت واجب ہو گئی۔ (از غایۃ الاوطار)

نیت دوگانہ تحیۃ الوضو

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی رَکْعَتَیْ صَلٰوۃِ التَّحِیَّۃِ الْوُضُوْءِ مُتَوَجِّھًا اِلٰی جِھَۃِ الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ یعنے میں نے نیت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے تحیۃ الوضو کی دو رکعت نماز پڑھوں۔ کعبۃ اللہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر اللہ بہت بزرگ ہے۔

یہ نیت پڑھکر اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کے انگوٹھے کان کی لولکی کو لگا کر بایاں ہاتھ ناف پر رکھ کر اس کی کلائی کو سیدھے ہاتھ سے پکڑ کر دونوں پیر برابر وزن رکھے ہوئے ان کے درمیان میں اندازاً چار انگل کا فصل رکھ کر بادشاہ ذوالجلال کے حضور میں جس طرح اس کا غلام یا ملازم باادب کھڑا ہوتا ہے اس طرح

ادب و تعظیم اور حضور قلب کے ساتھ دنیاوی معاملات اور تعلقات اور خیالات سے
ایک سو ہوکر اور یقین کے ساتھ خدائے تعالیٰ کو حاضر اور ناظر جانکر کھڑے ہونا چاہیئے
چنانچہ قولہ تعالیٰ (وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ) ۱۸ اجزء ۱۵ رکوع۔
یعنے اللہ تعالیٰ اس چیز کو کہ کرتے ہو تم دیکھنے والا ہے۔
نماز میں نظر سجدہ گاہ سے آگے نہ جانی چاہیئے۔
ف عورتیں تکبیر تحریمہ یعنے اللہ اکبر کہتے وقت اپنے ہاتھ شانوں کے برابر یعنے مونڈھوں
تک اٹھا کر سیدھے ہاتھ کی ہتیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت ہتیلی پر سینے پر رکھ کر کھڑی ہوں
نماز کی نیت کے بعد آہستہ سے ثنا یعنے (سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ
اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ) یعنے یا اللہ تجھ کو پاکی سزاوار ہے اور پناہ
چاہتا ہوں میں تیرے حمد کے طفیل سے اور شروع کرتا ہوں میں تیری تعریف کے ساتھ اور
تیرا نام زیادہ برکت والا ہے اور مبارک اور قایم اور بہت نیکی والا اور پاک ہے اور
بلند ہے تیری بزرگی اور تونگری اور عظمت اور بے پروائی اور تیرے سوائے کوئی معبود
حق نہیں ہے اس کے بعد تعوذ یعنے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور پھر تسمیہ
یعنے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھے اور پھر سورہ فاتحہ یعنے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الخ پڑھے۔ (کنز الدقائق)
سورہ فاتحہ کے بعد مقتدی اور امام یا منفرد آمین آہستہ کہے۔ ہر فرض کی
پہلی دو رکعت میں اور سنت و نفل نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی اور
سورہ یا بڑی ایک آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھنا واجب ہے (اسی کو ضم سورہ کہتے ہیں)
اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جاکر دونوں ہاتھ کے انگلیوں کو کشادہ رکھکر

گھٹنوں کو پکڑ کر پشت سیدھی رکھیں اور تین یا پانچ یا سات بار یہ پڑھیں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ یعنے پاک ہے میرا پروردگار جو بڑا بزرگ ہے۔

ف لیکن عورت رکوع میں تھوڑا جھکے اور ہاتھوں پر سہارا نہ دے اور ہاتھوں کے انگلیوں کو نہ پھیلائے۔ بلکہ ملے رکھے۔ ہاتھ گھٹنوں پر رکھے مگر مضبوط نہ پکڑے اور گھٹنوں کو جھکا دے اور سمٹی رہے۔ پھر اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو کر ایک بار یہ پڑھے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ۔ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ یعنے سنتا ہے اللہ جو کوئی اس کی تعریف کرے۔ اے پروردگار تیرے ہی لیئے تمام قسموں کی تعریف مخصوص ہے۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں جاتے وقت پہلے ہر دو زانو بعدہٗ ہر دو ہاتھ من بعد ناک اور پیشانی زمین پر رکھے اور اٹھتے میں اس کا برعکس کرے اور دونوں ہاتھ کی انگلیاں ملے ہوئے قبلہ رخ کان کے نیچے اس طرح رکھے کہ لو لکی کے محاذی ہاتھ کا انگوٹھا رہے۔ ہاتھ اور پہلو اور ران اور پنڈلی کو جدا رکھے کہ سجدہ دراز ہو۔

ف لیکن عورت ان سب عضو کو ملا دیکر پست سجدہ کرے اور سجدے میں ہاتھوں کو بچھا دے۔

سجدے میں تین یا پانچ یا سات بار یہ دعا پڑھے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی یعنے پاک ہے میرا پروردگار جو بہت بلند درجہ والا ہے۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے دو زانو بیٹھکر ایک بار یہ کہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاھْدِنِیْ

عـــہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو نماز تہجد یا دوسرے نفلوں میں پڑھا کرتے تھے تو نفل نمازمیں یہ دعا مستحب ہے نہ فرض میں۔ شامی نے حلبہ سے نقل کیا ہے کہ اس دعا کے التزام سے کچھ ضرر بھی نہیں ہے (از غایۃ الاوطار)

وَارْزُقْنِیْ یعنے یا اللہ مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور چین دے مجھ کو اور ہدایت کر مجھ کو اور رزق دے مجھ کو۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے پھر سجدے میں جائے اور وہی سجدے کی دُعائے مذکورہ یعنے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ اُوپر بتائے ہوئے تعداد کے موافق پڑھے۔ بعدہٗ اللہ اکبر کہتے ہوئے کھڑے ہوکر بدون ثنا و تعوذ کے لیکن تسمیہ کے ساتھ سورہ فاتحہ بعد ختم فاتحہ آہستہ سے آمین کہہ کر کوئی دوسری سورۃ پڑھ کر اس دوسری رکعت کو پہلی رکعت کے طریقہ پر تکبیراتِ انتقالات[1] اور رکوع وسجود اور مذکورہ دُعاؤں کے ساتھ ختم کرکے دوزانو قعدہ میں بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھے اور دائیں پیر کو کھڑا کرے۔ اور ہر دو پیر کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف کرے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں کے پاس زانو پر رکھے۔

ف لیکن عورت بائیں سُرین پر بیٹھ کر دونوں پیر سیدھے جانب سے باہر کردے اور ایک بار تشہد پڑھے یعنے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ[2] اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" یعنے تحفے عبادات قولیہ اور رحمتاں کاملہ عبادات فعلیہ اور پاک چیزیں یعنے عبادات مالیہ خاص خدائے تعالیٰ کے واسطے سزاوار ہیں۔ اے نبی سلام اور رحمت اور برکتیں اللہ تعالیٰ کی تم پر ہوں۔ ہم پر سلامتی

---

[1] بحالت نماز اٹھنے بیٹھنے میں جو اللہ اکبر کہتے ہیں وہی تکبیرات انتقالات ہیں

[2] ماہیت التحیات یہ ہے کہ جب آنحضرت صلعم شب معراج میں مقام قرب پر فائز ہوئے تو آپکو بیٹھنے کا ارشاد ہوا تو آپ نے فرمایا التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات، یعنے آنحضرت صلعم نے بطور نذر جناب باری میں زبانی اور بدنی اور مالی عبادتیں پیش کیں اور جناب احدیت سے بطور خلعت شاہی یہ ارشاد ہوا (السلام علیک یا ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنے اے نبی سلام اور رحمت اور برکتیں اللہ تعالیٰ کی تم پر نازل ہوں پھر آنحضرت صلعم نے عرض کیا السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین، یعنے ہم پر سلامتی نازل ہو اور اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں پر اسوقت ملائکہ مقربین نے یہ کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ یعنے میں گواہی دیتا ہوں اس امر کی کہ کوئی معبود حق نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور گواہی دیتا ہوں میں اس امر کی کہ تحقیق محمد بندے اور رسول اللہ تعالیٰ کے ہیں

۱ از غایۃ الاوطار

نازل ہوے اور اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں پر"

میں گواہی دیتا ہوں اس امر کی کہ کوئی معبود حق نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور گواہی دیتا ہوں میں اس امر کی کہ تحقیق محمدؐ بندے اور رسول اللہ تعالیٰ کے ہیں"

اس کے بعد درود ابراہیم ایک بار پڑھنا (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ کَمَا صَلَّیْتَ وَسَلَّمْتَ وَبَارَکْتَ وَارْحَمْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ رَبَّنَا اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ) یعنے یا اللہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلعم پر رحمت کاملہ اور برکت اور سلامتی نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت کاملہ اور سلامتی اور برکت اور رحم اور مہربانی اور بخشش نازل فرمایا۔ اے ہمارے پرورد گار تحقیق کہ تو بہت ستودہ صفات ہے اور نہایت گرامی اور بزرگ ہے۔

اس درود شریف کے بعد دعائے ماثورہ پڑھے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ یعنے اے رب ہمارے دنیا اور آخرت میں خوبی دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔ ۲جز۔۹رکوع

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ[عـ۱] مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ترجمہ۔ خدایا میں نے اپنے نفس پر بڑا ہی ظلم کیا ہے اور مغفرت گناہوں کی تو ہی کرنے والا ہے لہذا مجھے بالکل اپنی طرف سے بخشدے اور مجھ پر رحم فرما کیونکہ یقیناً تو ہی بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔

اس کے بعد (اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ) کہہ کر دونوں بازو منہ پھیر کر سلام پھیرنا اور اس وقت یہ خیال کرنا کہ داہے سیدھے اور بائیں طرف کے فرشتو اور مومنوں

عـ۱ یہ وہ دعا ہے کہ جس کی تعلیم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابا بکر صدیقؓ کو دی ہے ۱۲ (حاشیہ مالابد)

تم پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور رحمت کاملہ نازل ہووے۔

فجر کی سنت کی نیت

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی رَکْعَتَیْنِ صَلٰوۃِ (اَلْفَجْرِ) سُنَّتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی مُتَوَجِّھًا اِلٰی جِھَۃِ الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

یعنی میں نیت کرتا ہوں کہ نماز پڑھوں اللہ تعالیٰ کے واسطے دو رکعت نماز فجر کی سنت رسول اللہ کی کعبہ شریف کے طرف متوجہ ہو کر اللہ تعالیٰ بہت بزرگ ہے

ف واضح ہو کہ ظہر کی دو رکعت والی سنت کی نیت میں بجائے لفظ (الفجر) کے (الظہر) کہنا اور مغرب کی سنت کی نیت میں (المغرب) اور عشا کی سنت کی نیت میں (العشا) اور چار رکعت والی سنتوں کی نیت میں بجائے لفظ (رکعتین) (اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ) کہنا باقی تمام الفاظ وہی ہیں۔

اور (رکعتین) کی جگہ (رکعتی) کہنا بھی درست ہے۔

فجر کی فرض کی نیت

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی رَکْعَتَیِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَرْضُ اللّٰہِ تَعَالٰی فَرْضِ ھٰذَا الْوَقْتِ اِقْتَدَیْتُ بِھٰذَا الْاِمَامِ مُتَوَجِّھًا اِلٰی جِھَۃِ الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

یعنی میں نیت کرتا ہوں کہ نماز پڑھوں اللہ تعالیٰ کے واسطے دو رکعت نماز فجر اللہ تعالیٰ کے فرض کی اور اقتدا کرتا ہوں میں اس امام کی کعبہ شریف کی طرف

عله سنت کے بعد کلام کرنے سے ثواب کم ہو جاتا ہے۔ (غایۃ الاوطار)

متوجہ ہوکر اللہ تعالیٰ بہت بزرگ ہے۔

واضح ہو کہ ظہر۔ عصر۔ عشا کی فرض نمازوں کی نیت میں بجائے لفظ الفجر کے وقتیہ نماز کا نام لینا چاہیئے۔

اور بجائے لفظ (رکعتین) کے (اربع رکعات) کہنا باقی تمام الفاظ مذکورہ

اور نماز مغرب کی نیت میں بجائے اربع رکعات) کے (ثلث رکعات) کہنا

اور اگر خود امام ہوکر نماز پڑھائیں تو بجائے (اِقْتَدَیْتُ بِھٰذَ الْاِمَامِ) کے (اَنَا اِمَامٌ عَلَی الْجَمَاعَۃِ لِمَنْ حَضَرَ وَلِمَنْ یَحْضُرُ) کہنا۔[1]

اور نماز وتر کی نیت میں (ثلث رکعات صَلٰوۃِ الْوِتْرِ) کہنا۔

ف نماز وتر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس واجب ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سنت ہے (صلوٰۃ الوتر) کہنے سے نماز صحیح ہوجاتی ہے اور لفظ (وتر) کے بعد (واجب) کہنے کا یہی طریقہ ہے۔ (مالابدمنہ)

اور رمضان المبارک میں تراویح کے ساتھ نماز وتر باجماعت پڑھی جاتی ہے سوائے اس کے ہمیشہ بلا جماعت۔ (مالابدمنہ)

ف وتر کی نماز رمضان شریف کے سوائے جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ (منیۃ المصلی)

وتر کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ (قدر) اور دوسرے رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ (کافرون) پڑھ کر قعدہ اولیٰ میں التحیات پڑھے۔ پھر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوکر سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ (اخلاص) پڑھکر

---

[1] بجائے الفاظ کے دل کی نیت بھی کافی ہے۔ (فتح القدیر)

(اللہ اکبر) کہتے ہوئے دونوں کانوں کو ہاتھ لگا کر پھر ناف پر ہاتھ باندھے ہوئے دعائے قنوت پڑھ کر رکوع اور سجود اور قعدہ آخر کے ساتھ نماز ختم کی جائے۔

دعائے قنوت

(اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ۔ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ) یعنے یا اللہ بیشک ہم تجھ سے تیری طاعت اور عبادت کے لئے یاری اور مددگاری چاہتے ہیں اور تجھ سے اپنے کیئے ہوئے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور تجھ پر ہم ایمان لائے ہیں۔ اور تجھی پر ہم توکل کرتے ہیں اور ہم تیری بہتریں ثنا کرتے ہیں اور ہم تیری شکر گزاری کرتے ہیں اور کفران نعمت نہیں کرتے اور تیری ناشکر گزاری نہیں کرتے اور چھوڑ دیتے اور ہانک دیتے ہیں ہم ایسے شخص کو جو تیرا گناہ کرے اور تیری فرمانبرداری نہ کرے۔ اے بار خدا ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور مخصوص تیرے ہی واسطے نماز پڑھتے ہیں اور تیرے غیر کی پرستش نہیں کرتے اور تیری جزا کے طرف ہم دوڑتے ہیں اور تیرے فرمان کے راستہ پر ہم جلدی چلتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب اور عقوبت سے ہم ڈرتے ہیں کیونکہ تیرا عذاب کافروں کو جلانے والا ہے۔

تراویح

تراویح کی ادائی کا طریقہ۔ ۲۹ شعبان کو چاند نظر آنے پر یا تیس تاریخ

کی شب میں عشا کی فرض اور دو رکعت سنت ادا کر کے بیس رکعتیں دس سلام سے اس کے بعد وتر باجماعت ادا کی جائے۔ (نور الہدایہ)

اگر حافظ قرآن مجید ہوں تو جس قدر چاہیں روزانہ قرآن مجید تراویح میں پڑھا کریں لیکن اس کا لحاظ رہے کہ پورے رمضان شریف میں ایک[علہ] ختم ہو جائے۔ (مالابد)

اگر قوم راغب ہو تو دو تین چار ختم بھی کر سکتے ہیں بصورت ثانی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد بہ لحاظ سہولت (الم تر) سے سورہ (ناس) تک سلسلہ سے دو دور میں دس دوگانہ ختم کیے جائیں۔ ان سورتوں کے علاوہ دوسری سورتیں یا آیتیں پڑھنا بھی درست ہے۔ ہر چار رکعت کے بعد بقدر چار رکعت ذکر میں بیٹھے (نور الہدایہ)

تراویح بعض کے نزدیک سنت موکدہ ہے اور بعض کے نزدیک مستحب۔

اور ہدایہ میں یہ ہے کہ وَالْاَصَحُّ اَنَّهَا سُنَّةٌ كَذَا رَوَى الْحَسَنُ عَنْ اَبِي حَنِيْفَةَ لِاَنَّهُ وَاظَبَ عَلَيْهِ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيَّنَ الْعُذْرَ فِي تَرْكِ الْمُوَاظَبَةِ وَهُوَ خَشْيَةُ اَنْ تُكْتَبَ عَلَيْنَا۔

یعنی صحیح یہ ہے کہ تراویح سنت ہے اور ایسا ہی روایت کیا حسن نے ابو حنیفہ سے کیونکہ مواظبت کی اس پر خلفائے راشدین نے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا عذر کو ترک مواظبت میں اور وہ خوف اس بات کا کہ فرض نہ ہو جائے

صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں تراویح لوگوں کے ساتھ پڑھی اور پھر دوسری رات بہت لوگ جمع ہوئے۔ ان کے ساتھ پڑھی۔ تیسری رات میں بہت لوگ جمع ہوئے

علہ اگر روزانہ دس آیات قرآنی پڑھی جائیں تو تمام رمضان شریف میں ایک قرآن مجید ختم ہو جاتا ہے (مالابدمنہ)

مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ نکلے اور صبح میں فرمایا کہ میں نے جانا جو تم نے کیا لیکن میں اس واسطے نہیں نکلا کہ تم پر یہ نماز فرض نہ ہو جائے ۔ (نور الہدایہ وغیرہ)

احکام نماز باجماعت

قولہ تعالٰی (وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ) یعنے فرمایا اللہ تعالٰی نے رکوع کرو تم رکوع کرنے والوں کے ساتھ ۔ اجزء رکوع

حدیث شریف (قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ بِجَمَاعَۃٍ تَزِیْدُ عَلٰی صَلٰوۃٍ وَّاحِدَۃٍ مِائَۃً وَّعِشْرِیْنَ صَلٰوۃً) یعنے فرمائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرد کی ایک نماز جماعت کے ساتھ ثواب میں زیادہ ہے تنہا (۱۲۰) نمازوں سے

حدیث شریف (قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْجَمَاعَۃُ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا) یعنے فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جماعت کی نماز دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے ۔

غلام ۔ گنوار ۔ فاسق ۔ اندھے ۔ بدعتی ۔ ولد الزنا کے پیچھے ان کی اقتداء سے نماز پڑھنا مکروہ ہے (نور الہدایہ)

اور امام طول قراءت نہ پڑھے مگر نماز فجر میں (نور الہدایہ)

وضو کرنے والے کو تیمم کرنے والے کے پیچھے ۔ اور دھونے والے کو مسح کرنے والے کے پیچھے ۔ اور سیدھا کھڑے ہونے والے کو بیٹھے ہوئے اور کبڑے کے پیچھے اور اشارہ کرنے والے کو اشارہ سے پڑھنے والے کے پیچھے اور نفل پڑھنے والے کو فرض پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا درست ہے لیکن پہلے مسئلہ میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ

کو خلاف ہے اُن کے نزدیک جائز نہیں ہے (نور الہدایہ)

ف صحیحین میں مروی ہے کہ جب امامت کرے تم میں سے کوئی تو چاہیے کہ تخفیف کرے نماز میں کیونکہ جماعت میں ضعیف اور بیمار اور بوڑھے اور صاحب حاجت سب طرح کے لوگ رہتے ہیں اور اکیلا پڑھے تو اختیار ہے جتنا چاہے طول کرے (نور الہدایہ)

ف انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا انھوں نے نہیں پڑھی میں نے نماز خفیف کسی امام کے پیچھے۔ زیادہ خفیف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے (نور الہدایہ)

اگر مقتدی ایک ہو تو امام اس کو داہنے طرف کھڑا کرے۔ (نور الہدایہ)

دلیل اس کی یہ ہے کہ روایت ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رہا میں ایک رات میمونہ بیٹی حارث ہلالیہ کے نزدیک اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے اور میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف کھڑا ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا سر پکڑا اور مجھ کو داہنے طرف کھڑا کر لیا۔ روایت کیا یہ ابن ابی شیبہ اور بخاری مسلم وغیرہم نے۔ (نور الہدایہ)

اور اگر امام کے پیچھے یا بائیں طرف کھڑے ہو کر نماز پڑھی جائے تو جائز ہے لیکن گنہگار ہوگا بوجہ مخالفت سنت کے۔ (نور الہدایہ)

اور اگر دو آدمی ہوں تو امام اُن سے آگے بڑھ کے نماز پڑھاوے۔ اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیچ میں دو آدمیوں کے امام کھڑا ہو کر نماز پڑھاوے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود نے کھڑا کیا اسود اور علقمہ کو داہنے اور بائیں اور آپ بیچ میں کھڑے ہوئے اور جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا ایسا ہی کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا یہ مسلم نے۔ (نور الہدایہ)

صف میں خوب مل کر کھڑے ہونا چاہیئے کہ درمیان میں جگہ باقی نہ رہے اور جو شخص صف کی خالی جگہ میں کھڑا ہوگا یا کسی اور کو اس میں کھڑا کرے تو حدیث شریف میں ہے کہ اس کی مغفرت ہوگی۔ روایت کیا اس کو بزار نے اسناد حسن سے اور بہت سی حدیثیں اس باب میں فتح القدیر میں مذکور ہیں۔ (نور الہدایہ)

نماز میں پہلی صف مرد کی ہو ان کے پیچھے لڑکے اور ان کے پیچھے عورتیں (نور الہدایہ)

اگر امام کی نماز فاسد ہو تو مقتدی بھی نماز کا اعادہ کریں کیونکہ ہدایہ میں ہے کہ فرمایا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص امامت کرے پھر ظاہر ہو کہ وہ بے وضو تھا یا جنب تھا تو وہ اپنی نماز کا اعادہ کرے اور وہ لوگ بھی اعادہ کریں (نور الہدایہ)

مسئلہ مقتدی کی نماز بدوں نیت امام کی اقتدا کے صحیح نہیں ہوتی۔ اور امامت بدوں نیت کے صحیح ہے۔ لیکن جبکہ عورتیں کسی امام کے پیچھے نماز پڑھتی ہوں تو تاوقتیکہ امام نیت امامت عورتوں کی نہ کرے ان کی نماز درست نہیں ہوتی (ہدایہ)

فرض فجر کی جماعت کھڑی ہو جائے اور کسی مصلی نے سنت نہ پڑھی ہو تو اسی حالت میں جماعت میں شریک ہو جائے کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا صَلٰوۃَ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃ یعنے جس وقت جماعت نماز کی کھڑی ہو جائے تو اس وقت سوائے نماز فرض کے اور کوئی نماز نہیں ہے (ہدایہ وغیرہ)

اگر کسی شخص نے فجر یا مغرب کی نماز تنہا شروع کی ہو اس وقت جماعت کی تکبیر کہی جائے تو نماز توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے۔ اگرچہ ایک رکعت پڑھ چکا ہو۔ اور اگر فجر کی ایک رکعت سے زیادہ پڑھ چکا ہو تو اسکی

نماز تمام ہو چکی۔
اور مغرب کی نماز میں بھی ایک رکعت سے زیادہ پڑھ چکا ہو تو اکثر ہو چکی اور اکثر کا حکم کل کا ہے۔ (نورالہدایہ)
اور جس شخص نے ظہر یا عصر یا عشا کی نماز شروع کی ہو اس وقت تکبیر کہی جائے تو نماز توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو اس کے ساتھ دوسری رکعت پڑھ لے تاکہ نفل کا ایک دوگانہ ہو جائے اور رکعت ضایع نہ ہو چنانچہ قولہ تعالیٰ (وَلَا تُبْطِلُوٓا اَعْمَالَکُمْ) یعنے نہ باطل کرو اپنے عملوں کو اور اگر چار رکعت والی نماز میں تین رکعت پڑھنے کے بعد تکبیر ہو تو نماز کو تمام کرکے جماعت میں شریک ہو جائے تاکہ وہ نفل ہو جائے لیکن عصر کی نماز پڑھنے کے حالت میں تکبیر ہو تو جماعت میں شریک نہ ہو اس لیئے کہ بعد عصر کے نفل مکروہ ہے۔ (نورالہدایہ)
مسجد میں اذاں ہونے کے بعد نماز سے قبل مسجد سے نکلنا مکروہ ہے (نورالہدایہ)
جماعت میں امامت کے لیئے بہتر وہ شخص ہے جو احکام نماز خوب جانتا ہو اور جو قاری اور پرہیزگار اور عمر میں زیادہ ہو (نورالہدایہ)
کافیہ اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ امام کا محراب مسجد میں کھڑا ہونا مکروہ ہے لیکن اگر امام کے پیر محراب کے باہر ہوں اور سجدہ محراب میں کیا ہو تو جائز ہے۔ (نورالہدایہ)
نماز باجماعت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض ہے لیکن تنہا بھی درست ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض کفایہ ہے اور امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رح کے نزدیک سنت موکدہ واجب کے قریب ہے (مالا بدمنہ)
ف باجماعت نماز کی ادائی میں دین و دنیا کے ہزار ہا فوائد ہیں۔ بڑی جماعت کے

رکوع وسجود وقیام وقعود میں خدائے قادر کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

نماز بڑی مقدس اور باعظمت اور مقبول بندگی ہے بڑے پُرجلال اہل دبدبہ شہنشاہوں کو بھی دن رات میں (۴۴) مرتبہ نہایت عجز وانکساری کے ساتھ سجدہ میں زمین پر سر ٹیکنا پڑتا ہے۔

روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کی طرح نماز کی ادائی کے لیئے کوئی شرط نہیں ہے اور دنیا میں کوئی ایک بھی ایسا عذر نہیں ہے کہ جس سے کسی مسلمان عاقل وبالغ کو مدت العمر میں ایک وقت کی نماز معاف یا اس کو قضا کرنے کی اجازت ہو۔ لیکن ایسے سخت تاکیدی حکم کے ساتھ ضرورت اور حد سے زاید سہولت اور آسانی بھی خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے دے رکھی ہے مثلاً کسی مریض کو وضو کرنے سے مرض میں زیادتی یا ہلاکت کا اندیشہ ہو تو اُس کو تیمم کے جیسی آسان ترین چیز سے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے یہی نہیں بلکہ اُس حالت میں جنابت وناپاکی ہو تو ایک تیمم غسل اور وضو دونوں کے معاوضہ میں کافی ہے کھڑے ہوکر نماز ادا نہ کی جاسکتی ہو تو بیٹھے ہوئے وہ بھی نہ ہوسکتا ہو تو لیٹے ہوئے اور اشارہ سے تک پڑھنے کی اجازت ہے اس سے زیادہ آسانی اور سہولت کی ضرورت ہے اور نہ ہوسکتی ہے بایں لحاظ ادائی نماز کی سخت تاکید میں کوئی سختی نہیں ہے۔ ایسے احکام کے نظر کرتے جو حضرات صحت کے ساتھ اچھی حالت میں زندگی بسر کرتے ہوئے نماز نہ پڑھتے ہوں وہ بڑے بدبخت اور قاصر ہیں۔ مرنے کے بعد اُن کو بڑی ندامت اور مصیبت ہوگی

احکام نماز قصر

قولہٗ تعالیٰ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ

اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا (۵ جز ۱۲ رکوع)

یعنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس وقت چلو تم زمین کے بیچ میں پس نہیں تمہارے پر گناہ یہ کہ کوتاہ کرو تم نماز اگر ڈرو تم کہ فتنہ میں ڈالیں تم کو وہ لوگ کہ کافر ہوئے تحقیق کافر تمہارے واسطے دشمن ظاہر ہیں۔

ف (موضح القرآن) سفر جو تین منزل کا ہو اس میں چار رکعت فرض میں دو ہی پڑھنا چاہیئے۔ اور کافروں کے ستانے کا اُس وقت ڈر تھا جب یہ حکم آیا۔ اس تقریب سے ہر وقت کو معافی ملی اور پوری نہ پڑھے اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ کی بخشش سے بے پروائی ہوتی ہے اور سنت میں تقیدِ سفر نہیں ہے۔

جو شخص اپنے وطن و مقام مسکونہ کو چھوڑ کر تخمیناً تیس کوس یا اوسط چال سے تین منزل جانے کا سفر اختیار کرے تو اُس کے لیئے چار رکعت والی نماز یعنے ظہر۔ عصر۔ عشا میں سہولت اور آسانی کے لیئے قصر یعنے دو رکعت پڑھنے کا حکم خدا تعالیٰ نے دیا ہے۔ اگر کوئی شخص سفر میں یہ نمازیں پوری چار رکعت پڑھے تو خدائے تعالیٰ کی بخشش اور انعام سے روگردانی ہوتی ہے اور اس وجہ سے گنہگار رہیگا مگر فرض ادا ہو جائیگا اور دو رکعت نفل ہو جاینگی۔ اور اگر مسافر قعدہ اولیٰ نہ کرے تو نماز باطل ہو جائیگی۔ اس لیئے کہ مسافر کے لئے قعدہ اولیٰ فرض ہے اور دو اور تین رکعت والی نماز اور واجب اور چار رکعت والی سنتوں میں قصر نہیں ہے۔ (نور الہدایہ)

اگر کوئی مسافر حالت سفر میں اپنے شہر یا کسی اور شہر یا قصبہ میں داخل ہو کر پندرہ روز وہاں رہنے کا ارادہ کرے تو وہ مقیم ہو گیا اس کو پوری چار رکعت پڑھنا چاہیئے اور اگر آج کل نکلنے کا یا پندرہ روز سے کم رہنے کا قصد کیا یا کچھ نیت نہ کی تو اسکو

دو رکعت قصر پڑھتے رہنا چاہیئے۔ اگرچہ ایک سال یا زیادہ اسی طرح گزر جائے (نور الہدایہ)

اور اگر مقیم مسافر کی امامت کرے تو مسافر بھی چار رکعت ادا کرے۔ اور اگر مسافر مقیم کی امامت کرے تو مسافر دو رکعت قصر پڑھے) اور مقیم پوری چار رکعت پڑھے اور مسافر کو یہ کہنا مستحب ہے کہ میں مسافر ہوں تم اپنی پوری نماز پڑھ لو (نور الہدایہ)

اور اگر سفر کی قضا نمازوں کو حضر میں ادا کرے تو قصر پڑھے۔

اور اگر حضر کی قضا نمازوں کو سفر میں ادا کرے تو قصر نہ کرے۔ (نور الہدایہ)

ف حالت سفر میں جانب قبلہ معلوم نہ ہو تو فکر و غور کرے جس جانب قبلہ ہونے کا یقین ہو اُس جانب نماز ادا کرے اُس حالت میں بلا غور و فکر نماز جائز نہیں ہوتی

سواری اور ریل پر نماز

فرض اور واجب نماز سواری پر بدون عذر جائز نہیں ہے سواری میں گاڑی اور محمل داخل ہے۔ عذر یہ ہے کہ چور یا درندہ کا خوف ہو۔ بارش ہو یا رفیق چلے جائیں۔ اگر سواری کو ٹھہرانے پر قادر ہو تو چلتی سواری پر نماز درست نہیں اگر ٹھہرانے پر قادر نہ ہو تو اسی طرح پڑھ لے اور قدرت کے بعد نماز کا اعادہ اسکے ذمہ نہیں جس طرح بیمار کے ذمہ اعادہ نہیں ہے۔ (غایۃ الاوطار)

ریل میں نماز پڑھنے کے متعلق علمائے ہند کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ چلتی ریل میں فرض اور واجب نماز درست نہیں ہے اور بعض درست کہتے ہیں جو نادرست کہتے ہیں اُن کی یہ دلیل ہے کہ ریل ہر جگہ اتنی دیر ٹھہرتی ہے کہ اسمیں آدمی نماز چھوٹی سورتوں سے مسافروں کی طرح پڑھ سکتا ہے۔ ہر ایک نماز کے

وقت میں اتنی وسعت ہے کہ اس قدر عرصہ میں ریل کسی جگہ ضرور ٹھہرتی ہے تو ریل کے سوار کو کوئی عذر نہیں ہے کہ ریل پر پڑھے اور بدون عذر کے سواری پر نماز جائز نہیں ہے۔ (غایۃ الاوطار)

جو درست ہے کہتے ہیں اُن کی یہ دلیل ہے کہ نمازی کا عذر وقت ارادہ نماز اور اُس کے شروع کرنے کے معتبر ہے گو قبل خروج وقت اس کا عذر جاتا رہنا متوقع ہو پس چلتی ریل پر سے اترنے سے عاجز ہونا عذر صریح ہے۔ پھر کیا وجہ کہ نماز جائز نہ ہو حالانکہ اگر نمازی تیمم سے اول وقت نماز پڑھ لے اور جانے کہ وقت باقی رہنے پر پانی مل جائیگا تو اُس کی نماز ہو جائیگی۔ کوئی اس کے عدم جواز کا قائل نہیں کیونکہ جس وقت نماز ادا کی اُس وقت پانی پر قادر نہ تھا۔ (غایۃ الاوطار)

ف لیکن مترجم غایۃ الاوطار نے کتب فقہ کی طرف رجوع کرکے یہ تبلایا ہے کہ "قول نماز کے جائز کہنے والوں کا درست ہے چنانچہ شامی نے اس کی ایک نظیر لکھی ہے کہ مسافر قافلہ حجاج میں جو عذر کے سبب اُتر نہیں سکتا اور توقع زوال عذر کی قبل خروج وقت رکھتا ہے کیا اس کو درست ہے کہ مثلاً عشا کی نماز اونٹ پر یا محمل میں اول وقت پڑھ لے یا اُس وقت تک توقف کرے کہ سب قافلہ عشا کے لیئے اُترے۔ پس ظاہر یہ ہے کہ اول وقت پڑھ لے جیسے تیمم سے اول وقت نماز درست ہے گو توقع ہو کہ وقت کے زوال سے پیشتر پانی مل جائیگا۔ انتہیٰ

تو معلوم ہوا کہ نماز کے جواز میں کچھ تردد نہیں ہے لیکن وقت باقی رہنے تک توقف کرے اور ریل کے ٹھہرنے پر نماز پڑھے تو یہ صورت احتیاط کی ہے (غایۃ الاوطار)

فرض نماز کی قضا فرض واجب کی واجب اور سنت کی سنت ہے۔ (درمختار)

ف اس لیئے ضرور ہوا کہ اگر احیاناً کوئی نماز قضا ہو جائے تو اُسکی قضا پڑھے۔ اگر باوجود یاد ہونے کے پانچ نمازوں تک قضا نہ پڑھا تو پانچوں نمازیں فاسد ہونگی اگرچہ پڑھ لیا تو بقول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سب صحیح ہو جائنگی۔ (مالا بدمنہ)

لیکن امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ و ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نہیں (مالابدمنہ)

ف اگر بے ہوشی یا دیوانگی میں پانچ وقت کی نمازیں قضا ہو جائیں اور اسکے بعد ہوش آجائے یا دیوانگی سے صحت ہو تو ان قضا شدہ نمازوں کی قضا پڑھے اور اگر اس حالت میں پانچ سے زیادہ نمازیں قضا ہوں تو انکی قضا نہیں (کنز الدقائق)

قضا شدہ نماز کو اقامت اور جماعت کے ساتھ جہری نماز کی قضا جہر کے ساتھ اور سری نماز کی قضا سر کے ساتھ پڑھنا چاہیئے اگر تنہا قضا نماز جہری پڑھے تو آہستہ پڑھنا چاہیئے۔ (از مالابد عالمگیری)

قولہ تعالیٰ (حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی) ۲ جزء ا رکوع

یعنے فرمایا خدائے تعالیٰ نے محافظت کرو نمازوں کی اور بیچ والی نماز کی۔ مفسرین نے بیچ والی نماز عصر کی نماز کو تبلایا ہے

ف خصوصیت کے ساتھ نماز عصر کی حفاظت کے لئے اس لیئے تاکید فرمائی گئی ہے کہ اس کا وقت امراء کے لیئے علی العموم سیر و ہوا خوری کا ہوتا ہے اور دنیاوی کل معاملات والوں کی تجارت اور خرید و فروخت کا وہ خاص وقت ہے اسلئے خصوصیت کے ساتھ تنبہ کیا گیا کہ کہیں سیر و ہوا خوری یا دنیاوی معاملات میں مصروف ہو کر نماز عصر کی حفاظت نہ کرکے اس کو بھول نہ جائیں۔

احکام سجدۂ تلاوت

تلاوت کا ایک سجدہ ہے نماز کی شرطوں سے لیکن بغیر ہاتھ اٹھانے اور بغیر تشہد اور سلام کے اور سجدہ تلاوت میں وہ پڑھے جو نماز کے سجدہ میں پڑھا جاتا ہے سجدہ کی چودہ آیتیں ہیں ان میں سے کوئی آیت پڑھی جائے یا بلا قصد سنی جائے تو پڑھنے اور سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہوتا ہے۔ (نور الہدایہ)

تفصیل اُن سورہ جات کی جنمیں سجدہ کی آیات ہیں

سجدہ کی پہلی آیت سورہ اعراف دوسری سورۂ رعد تیسری سورہ نحل چوتھی سورۂ بنی اسرائیل پانچویں سورہ مریم چھٹی سورہ حج ساتویں فرقان آٹھویں نمل نویں سورۂ سجدہ دسویں سورۂ ص گیارہویں سورۂ حم۔ بارھویں سورۂ والنجم تیرھویں والانشقت چودھویں سورۂ اقراء (کنز الدقایق)

اگر امام سجدہ کی آیت پڑھے تو مقتدی بھی امام کے ساتھ سجدہ کرے اگرچہ کہ اس نے وہ آیت نہ سنی ہو۔ (کنز الدقایق)

اور اگر کئی بار سجدہ کی آیت پڑھی جائے تو ایک سجدہ کافی ہے۔ (کنز الدقایق)

اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ نہ کیا تو بعد نماز کے سجدہ کی قضا نہیں سب سورہ پڑھنا اور سجدہ کی آیت چھوڑ دینا مکروہ ہے (کنز الدقایق)

نماز جمعہ کے احکام

قولہ تعالیٰ (یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ

فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ (۲۸ جز ۱۲ ارکوع)

یعنے اے لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت کہ پکارا جائے نماز کے واسطے جمعہ کے دن پس جلدی کرو یاد خدا کی طرف اور چھوڑ دو بیچنا۔

واضح ہو کہ نماز جمعہ فرض ہے منکر اس کا کافر ہوتا ہے لیکن جمعہ کے فرض ہونے کی کئی شرطیں ہیں۔ اور شرایط وغیرہ کے متعلق فقہ کے اکثر کتب میں تفصیلی بحث ہے اور فتاوی بھی ہیں۔ ظہر کے وقت میں نماز جمعہ پڑھی جاتی ہے۔

نماز جمعہ کے پہلے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس خطبہ ایک تسبیح کے موافق پڑھا جائے تو کافی ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خطبہ طویل پڑھا جاوے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دو خطبے ضرور ہیں اور ہر خطبے میں حمد اور دعا اور تقوی کا حکم ہو۔ امام با طہارت کھڑا ہو کر دو خطبے پڑھے۔ دونوں کے بیچ میں ایک بار بیٹھ جائے اور طویل خطبہ پڑھنا مکروہ ہے اور جب امام خطبہ پڑھنے کو اٹھے اس وقت نماز پڑھنا یا بات کرنا حرام ہے اور لوگ امام کے طرف منہ کر کے خطبہ سنیں۔ خطبہ تمام ہونے کے بعد اقامت کہی جائے اور امام جماعت کے ساتھ نماز جمعہ کی دو رکعت پڑھے۔ (نور الہدایہ وغیرہ)

احکام نماز عیدین

جو شرطیں نماز جمعہ کی ادائی کے لئے ہیں وہی شرطیں نماز عیدین کے لئے بھی ہیں اور عید کی نماز بعض کے نزدیک واجب اور بعض کے نزدیک سنت موکدہ ہے اور عیدین میں خطبہ سنت ہے اور عید کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے آفتاب

ایک یا دو نیزہ کے برابر اونچا ہونے پر (ایک نیزہ کی مقدار بارہ بالشت یا تین گز ہے) اگر ایک نیزہ کی مقدار آفتاب بلند ہونے سے قبل نماز عید پڑھی جائے تو درست نہ ہو گی بلکہ حرام ہو گی۔ اور گاؤں میں عید کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر پڑھی جائے تو عید کی نماز نہ ہو گی اور نفل جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ (غایتہ الاوطار)

نماز کسوف

جب سورج گرہن شروع ہو تو جمعہ پڑھانے والا امام دو رکعت جماعت سے بغیر اذان و تکبیر کے پڑھنا سنت ہے۔ ہر رکعت میں ایک رکوع دوسری نمازوں کے مانند پڑھے۔ اور صاحبین کے نزدیک قراءت طول اور جہر پڑھے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قراءت سر پڑھے اور نماز کے بعد آفتاب صاف ہونے تک ذکر میں مشغول رہے۔ اگر جماعت نہ ہو تو تنہا پڑھے۔ چاہے دو رکعت پڑھے یا چار رکعت

اسی طرح چاند گہن کے وقت لیکن اس میں جماعت نہیں تنہا اپنے اپنے گھر میں پڑھے۔ اور سخت اندھیری یا آندھی یا زلزلے کے وقت بھی اسی طرح پڑھے (کذا فی البرہان و درمختار و نور الہدایہ وغیرہ)

احکام موت و جنازہ وغیرہ

قولہ تعالیٰ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝

یعنے جو کوئی زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گی ذات پروردگار صاحب جلال اور صاحب انعام کی۔ ۲۷ جزء ۱۲ رکوع

قولہ تعالیٰ (کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ) ۴ جزء ارکوع یعنی ہر جی موت کا مزہ چکھنے والا ہے
صدمات وغیرہ سے تنگ ہوکر موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے (نہایۃ الاوطار)
موت کو ہمیشہ یاد رکھنے اور یقین کے ساتھ اس کو قریب جاننے سے معصیت سے
بچکر عبادت وبندگی کی توفیق ہوتی ہے۔
اور حدیث شریف میں ہے کہ "جو شخص ہر روز بیس مرتبہ موت کو یاد کرے
تو درجہ شہادت پاوے" (مالابدمنہ)
اور مرنے کے قبل توبہ کرنا اور حق العباد کی ادائی ضرور چاہیئے اس لیئے کہ حق العباد
خدائے تعالیٰ معاف نہیں فرمایگا۔
اور جان کندنی کے وقت کی توبہ بھی قبول ہوتی ہے۔
قولہ تعالیٰ (ھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ)
یعنے اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں کی (غایۃ الاوطار)
قولہ تعالیٰ (تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ) یعنے توبہ کرو تم طرف اللہ تعالیٰ کے)
حدیث شریف (قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُوْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ قَبْلَ اَنْ
تَمُوْتُوْا) یعنے فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم توبہ کرو تم پروردگار کی طرف
پہلے مرنے کے۔
حدیث شریف (قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ
کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ) یعنے فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ کرنے والا گناہ
سے ایسا ہے جیسا کہ گناہ نہیں کیا۔
حدیث شریف (قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ شَیْئٍ اَحَبَّ

اِلَی اللّٰہِ مِنْ شَابٍّ تَائِبٍ) یعنے فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے کوئی چیز بہت دوست اللہ کے نزدیک جوان توبہ کرنے والے سے۔ غایتہ الاوطار

ف مریض کو چاہیئے کہ زندگی سے مایوسی ہونے کی حالت میں دنیاوی معاملات اور خیالات سے ایک سو ہو کر خدائے تعالیٰ کے جانب متوجہ ہو کر راضی برضا رہ کر استقلال کے ساتھ اپنی جان عزیز جان آفرین کو نذر کرے۔ چونکہ جس حالت میں روح پرواز ہوگی قیامت تک وہی حالت رہنا روایات سے ثابت ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس کا آخر کلام (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ) ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (غایتہ الاوطار)

ورثا، حاضرین کو چاہیئے کہ بوقت اخیر واویلہ نہ کریں بلکہ مریض کے لیئے دعائے خیر کرتے ہوئے۔ اسکو خدائے تعالیٰ کی جانب متوجہ کرائیں اور انتقال کے ساتھ ناف پر ہاتھ رکھ کر منہ قبلہ کی جانب کرکے آنکھیں اور منہ بند کرکے تجہیز و تکفین میں جلدی کریں۔ (غایتہ الاوطار)

لیکن حتی الامکان شب میں دفن نہیں کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

حدیث شریف (عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْفِنُوْا مَوْتَاکُمْ بِاللَّیْلِ اِلَّا اَنْ تَضْطَرُّوْا اِلَیْہِ)

یعنے روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت دفن کرواپنے مردوں کو رات کو مگر یہ کہ لاچار ہو اس کی طرف۔

ف شہید کو غسل اور کفن نہیں دینا۔ خون آلود بدن کے کپڑوں سے دفن کرنا چاہیئے اور نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے۔ (غایتہ الاوطار)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے شہیدوں کو خون اور زخموں کے ساتھ دفن کرنے کو ارشاد فرمایا ہے۔ (غایۃ الاوطار)

حدیث شریف (عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَفَّنَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُحْسِنْ کَفَنَہٗ رواہ مسلم)

یعنے روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کفن دے تم میں کوئی اپنے بھائی کو تو اچھا دے کفن اسکو روایت کیا مسلم نے

مرد کے لئے سفید اور تین کپڑوں کا کفن دینا سنت ہے۔ ایک کرتہ دوسری ازار۔ تیسرا لفافہ (نورالہدایہ)

اور عورت کے لئے زعفرانی اور زرد وغیرہ رنگ کا کفن دینا جائز ہے اور اُس کے لئے پیراہن۔ اور ازار اور دامنی اور لفافہ اور سینہ بند دینا سنت ہے اور کفن میں تین بار خوشبو لگانا سنت ہے۔ (نورالہدایہ)

اگر حاملہ عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ اور حرکت کرتا ہو تو مردہ عورت کا پیٹ بائیں جانب سے چاک کرکے بچہ کو نکال لیا جائے اور معاملہ برعکس ہو یعنے اگر پیٹ میں بچہ مرگیا ہو اور عورت زندہ ہو اور اسکی ہلاکت کا خوف ہو تو بچہ کو کاٹ کر نکالا جائے اور اگر بچہ بھی زندہ ہو تو کاٹ کر نہ نکالا جائے کیونکہ زندہ بچہ کو قتل کرنا جائز نہیں ہے (غایۃ الاوطار)

اور مستحب یہ ہے کہ نہلانے کی جگہ میت کو اس طرح چھپایا جائے کہ نہلانے والے یا اُن کے مددگار کے سوا اور کوئی نہ دیکھے۔ (غایۃ الاوطار وغیرہ)

بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میت کا کوئی عزیز یا متقی پرہیزگار شخص ہو

عورت مرد کو اور مرد عورت کو غسل دینا جائز نہیں ہے۔

طریقہ غسل میت

میت کو غسل دینے والے پاک اور با وضو ہوں۔ مردے کو تختے پر سر شمال کے جانب کر کے لٹانے کے بعد ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک برہنگی کپڑے سے چھپا کر مردے کے کپڑے اتاریں اور گرم پانی سے بغیر کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے وضو کرائیں۔ لیکن کوئی شخص جنب یعنے ناپاکی کی حالت میں یا عورت حیض و نفاس کی حالت میں مر جائے تو بوقت غسل اس کو کلی کرانا اور ناک دھونا چاہیئے۔ یعنے انگلی کو تر کپڑا لپیٹ کر اس سے منہ اور ناک صاف کریں اور میت کو پہلے بائیں کروٹ کر کے پشت وغیرہ کا وہ حصہ دھوئیں جو تختے سے ملا ہوا تھا۔ اس کے بعد دہنی کروٹ لٹا کر باقی حصہ دھوئیں۔ پھر خشک کپڑے سے مردے کے بدن کو پونچھ کر خوشبو سر اور داڑھی اور سجدہ گاہ اور کفن کو لگا کر کفن پہنائیں (درمختار طحطاوی وغیرہ)

ف اگر کفن کا کپڑا چھوٹا ہو سر اور پاؤں ڈھپ نہ سکیں تو سر چھپاویں (پاؤں پر گھانس وغیرہ ڈالدیں) (صحیح بخاری)

ف اگر کوئی شخص مردے کو اس طرح دیکھے کہ اس کی صورت بری معلوم ہوتی ہو یا رنگ سیاہ ہو گیا ہو تو کسی شخص سے اس کی برائی بیان کرنا بہ سبب اس حدیث شریف کے درست نہیں ہے یعنے (فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کرو خوبیاں اپنے مردوں کی اور باز رہو ان کی برائیوں سے) (ابوداؤد، ترمذی)

نماز جنازہ

قولہ تعالیٰ (وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ جز ۱۱ ر ۲) یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ

نے پڑھ نماز ان پر کیونکہ تمھاری نماز اُن کے واسطے آرام ہے۔ آیت مذکور سے نماز جنازہ کی فرضیت ثابت ہے۔ لیکن یہ فرض کفایہ ہے۔ یعنے اگر بعض پڑھ لیں تو سب کے ذمے سے اس کی ادائی ساقط ہو گی۔ اگر کسی نے نہ پڑھی تو سب گنہگار ہونگے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرُدے پر خود نماز نہیں پڑھی اور فرمایا صحابہ سے کہ پڑھو نماز (نور الہدایہ)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ نماز جنازہ میں تین صف ہو کر کھڑے رہنے میں میت کی مغفرت ہوتی ہے اور سب صفوں میں پچھلی صف بہتر ہے بسبب انکسار کے (ابن ماجہ)

نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے جیساکہ حدیث مرفوع میں وارد ہے مَنْ صَلّٰى عَلٰى مَيِّتٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ وَفِي رِوَايَةٍ لَا اَجْرَ لَهٗ (بحر الرائق وما لابد)

جس مسجد میں جماعت ہوتی ہو اُس کے اندر مرُدے کو رکھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے روایت کیا ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نماز پڑھے مرُدے پر مسجد میں تو نہیں ہے اُس کے واسطے اجر۔ اور اگر مردہ اُس کے باہر ہو تو اسمیں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک مکروہ نہیں اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے۔ (نور الہدایہ)

اور نماز جنازہ مکروہ ہے شارع عام میں (غایۃ الاوطار)

اگر بغیر نماز پڑھے جنازہ دفن کیا گیا ہو تو تین روز تک قبر پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ تین روز کے بعد قبر پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے (در مختار۔ نور الہدایہ)

مردہ غائب اور نصف سے کم یا اُس نصف عضو پر جس میں سر نہ ہو نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (کذا فی البرہان وما لابد)

بچہ پیدا ہونے کے بعد آواز دے اور حرکت کرکے مرجائے تو اس کا نام رکھ کر غسل دیکر نماز جنازہ پڑھکر دفن کریں اگر بعد ولادت حرکت اور آواز نہ کرے تو غسل دیکر کپڑے میں لپیٹ کر دفن کردینا چاہیئے۔ (نورالہدایہ وغیرہ)

جنازے کی نماز کے لئے میت کا مسلمان اور پاک ہونا شرط ہے۔ کافر پر نماز جنازہ جائز نہیں اور غسل سے پہلے بھی۔ (احسن المسائل)

نماز جنازہ پڑھتے وقت امام میت کے سینے کے برابر کھڑا ہو (نورالہدایہ غایۃ الاوطار)

اگر ایک وقت میں کئی جنازے جمع ہوجائیں تو ہر ایک پر جدا جدا نماز پڑھنا سب پر ایک ساتھ نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور ان جنازوں میں جس کو فضیلت ہو۔ سلسلہ سے اس پر پہلے نماز جنازہ پڑھنا افضل ہے۔ اور سب جنازوں پر ایک نماز پڑھنا بھی درست ہے۔ اس صورت میں سب جنازوں کی ایک صف کردی جائے یعنے ایک جنازے کے پیر اور دوسرے جنازے کا سر۔ اور امام اس جنازے کے سینہ کے برابر کھڑا ہو جو سب میں افضل ہو۔ یا قبلہ کی جانب ایک کے بازو دوسرے کو رکھ کر صف بنادی جائے اور امام سب کے سینہ کے برابر کھڑا ہو۔ اس صورت میں امام کے روبرو پہلا جنازہ سب سے افضل ہو اور اسی ترتیب سے جنازے رکھے جائیں (غایۃ الاوطار)

نیت نماز جنازہ

(نَوَیْتُ اَنْ اُؤَدِّیَ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتِ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ لِلثَّنَاءِ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَالدُّعَاءِ لِھٰذَا الْمَیِّتِ (اِقْتَدَیْتُ بِھٰذَا الْاِمَامِ) مُتَوَجِّھًا اِلٰی جِھَۃِ الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

(نوٹ) امام کو بجائے قوسین کے یہ کہنا چاہیئے۔ (اَنَا اِمَامٌ عَلٰی الْجَمَاعَۃِ لِمَنْ

متوجھاً الی جہۃ الکعبۃ الشریفۃ)

یعنے میں نیت کرتا ہوں کہ ادا کروں چار تکبیریں جنازہ کے نماز کی۔ اللہ تعالےٰ کی تعریف ہے اور اس میت کے واسطے دعا ہے میں اقتدا کرتا ہوں اس امام کی منہ کعبہ شریف کے طرف کرکے اللہ تعالیٰ بہت بزرگ ہے۔

نیت مذکور پڑھکر فرض کی طرح کانوں کو ہاتھ لگانا ناف پر ہاتھ باندھ کر یہ ثنا پڑھنا (سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ) غایۃ الاوطار

یعنے پاکی سزاوار ہے تجھ کو یا اللہ اور شروع کرتا ہوں تیری تعریف کے ساتھ اور زیادہ برکت والا ہے اور بلند ہے اور پاک ہے اور مبارک ہے اور قایم ہے اور بہت نیکی اور بزرگی والا ہے۔ تیرا نام اور بلند ہے تیری بزرگی اور تونگری اور عظمت اور جلال اور بزرگ ہے تیری تعریف اور کوئی معبود اور خدا ے برحق تیرے سوائے نہیں ہے۔

اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر وہ درود شریف پڑھنا چاہئے جو التحیات کے ساتھ پڑھا جاتا ہے (غایۃ الاوطار)

اس کے بعد (اللہ اکبر) کہہ کر اگر میت عاقل و بالغ ہو تو یہ دعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا وَحُرِّنَا وَعَبْدِنَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (نور الہدایہ و غایۃ الاوطار وغیرہ)

یعنے یا اللہ بخش دے ہمارے زندوں کو اور مردوں کو اور ہمارے حاضرین کو

اور غائبین کو اور ہمارے کم عمر والوں کو اور بڑی عمر والوں کو اور ہمارے مردوں کو
اور عورتوں کو اور ہمارے آزاد لوگوں کو اور غلام اور باندیوں کو یا اللہ جس کو تو
زندہ رکھے اسکو اسلام پر زندہ رکھ اور جسکو تو ہم میں سے فوت کرے اسکو ایمان پر
فوت کر اپنی رحمت کے طفیل سے اے زیادہ رحم کرنے والے بڑے رحم کرنے والوں سے

اور اگر نابالغ لڑکا یا دیوانہ کی میت ہو تو یہ دعا پڑھیں:-

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا

اور اگر لڑکی کی میت ہو تو یہ دعا پڑھنا:-

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً نور الہدیٰ

یعنی یا اللہ گردان تو اس میت کو ہمارے لئے شفاعت کرنے والا قیامت میں
اور شفاعت پایا ہوا اور گردان تو اس میت کو ہمارے لیئے اجر اور خزانہ اور توشۂ
آخرت اور موجب پناہ

واضح ہو کہ اگر کوئی شخص نماز جنازہ کی کچھ تکبیریں پڑھی جانے کے بعد آئے
تو تکبیر تحریمہ کہہ کر شریک ہو جائے اور امام سلام پھیرنے کے بعد خود اپنی فوت شدہ
تکبیریں ادا کرے۔ (غایۃ الاوطار وغیرہ)

اور جنازہ چار آدمی اٹھائیں اور جلدی جلدی چلیں دوڑیں نہیں۔
حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی مومن کے جنازہ کو اٹھا کر لے چلے اسکے
ہر قدم پر اللہ تعالیٰ اٹھانے والے کے گناہ کبیرہ بخشتا ہے۔ (غایۃ الاوطار)
اور جنازہ رکھے جانے کے قبل بیٹھنا اور رکھنے کے بعد کھڑا ہونا مکروہ ہے (غایۃ الاوطار)
اور جو لوگ جنازہ کے ساتھ نہ ہوں بلکہ کہیں بیٹھے ہوئے ہوں تو جنازے

کو دیکھ کر کھڑے نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ صحیح مسلم وغیرہ احادیث میں مروی ہے کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے مگر آخر میں آپ نے اس کو ترک فرمایا اور وہ فعل منسوخ ہو گیا۔ (در مختار رد المختار وغیرہ)

جنازے کے ساتھ پیادہ چلنا مستحب ہے اگر سواری پر ہو تو جنازے کے پیچھے چلیں

جنازے کے ہمراہ جو لوگ ہوں انکو کوئی دعا یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ فعل اہل کتاب کا ہے۔ اور جنازے کے پیچھے دنیاوی کاروبار کی باتیں کرتے چلنا مکروہ ہے اس لیئے کہ وہ قساوت قلب کا موجب ہے (در مختار و جامع الرموز)

لوگ جنازے کے پیچھے خاموش چلیں اگر ذکر خدا جو جہر سے نہ ہو کرتے چلیں تو درست ہے اور اگر بہ سبب اہتمام کسی قدر آگے چلیں تو مضایقہ نہیں (عالمگیری ملا مسکین)

عورتوں کو جنازے کے ہمراہ جانا مکروہ تحریمی ہے (در مختار وغیرہ)

میت کو قبر میں قبلہ کی طرف سے اتارنا اور قبر میں رکھتے وقت یہ کہنا (بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ) اور مردے کا منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے اور مردے کے کفن میں کھلنے کے خوف سے جو گرہ باندھی جاتی ہے وہ کھولدیجائے (نور الہدایہ و غایۃ الاوطار)

اور عورت کے دفن کے وقت قبر پر پردہ کرنا مستحب ہے اور اگر میت کا بدن ظاہر ہونے کا خوف ہو تو پردہ کرنا واجب ہے (در المختار نور الہدایہ وغیرہ)

اور قبر میں پختہ اینٹ اور لکڑی بچھانا مکروہ ہے قبر کو ماہی پشت کریں (نور الہدایہ)

میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اسپر تین مرتبہ مٹی ڈالنا مسنون ہے اول مرتبہ میت کے سینہ پر مٹی ڈالتے وقت یہ کہنا (مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ) یعنے خالق نے اس میت کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ دوسرے مرتبہ مٹی ڈالتے وقت یہ کہنا (وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ)

یعنے خدا تعالیٰ اس میت کو مٹی میں ملا دیتا ہے۔ تیسرے مرتبہ مٹی ڈالتے وقت یہ کہنا (وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ) یعنے اس مٹی سے قیامت کے دن خدا تعالیٰ دوبارہ اس میت کو نکال کر کھڑا کریگا۔ (رد المحتار غایۃ الاوطار۔ مالابد وغیرہ)

اور دو مُردوں کو ایک قبر میں دفن کرنا درست نہیں ہے تاوقتیکہ پہلے کا مردہ مٹی نہ ہو جائے۔ اور اگر ضرورت کی وجہ سے دو کو ایک قبر میں دفن کریں تو دونوں کے درمیان میں مٹی کی آڑ یا کچی اینٹیں رکھدیں تاکہ دو قبروں کی صورت ہو جائے۔

اور مردہ مٹی ہو جانے کے بعد قبر پر عمارت بنانی اور کھیتی کرنی درست ہے (غایۃ الاوطار)

بعد دفن قبر پہ پانی چھڑکنا مستحب ہے (رد المحتار وغیرہ)

چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا تھا اور بعض صحابہ کی قبر پر بھی پانی چھڑکنے کا حکم دینا کتب احادیث سے ظاہر ہے۔ (غایۃ الاوطار)

مصیبت کے وقت صبر کرنا اور یہ کہنا سنت ہے (إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ)

اہل میت کے واسطے مصیبت کے روز کھانا بھیجنا سنت ہے (مالابد)

غایۃ الاوطار میں لکھا ہے کہ "کچھ مضائقہ نہیں ہے میت کے گھر والوں کیلئے کھانا پکوانا فتح القدیر میں کہا کہ میت کے ہمسایوں کو اور دور کے رشتہ داروں کو مستحب ہے کہ میت کے گھر والوں کے واسطے اتنا کھانا پکوائیں جو ان کو اس دن اور رات شکم سیر کرے اور اس باب میں اصل وہ حدیث ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی خبر مرگ جب آئی تو آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جعفر کے متعلقوں کے لئے کھانا تیار کرو کہ وہ اپنے دھندے میں لگے ہیں۔"

اور ورثا میت سے رسم تعزیت ادا کرنا سنت ہے اور تین روز تک تعزیت کو جانا مسنون ہے تین روز کے بعد یا دوبارہ جانا مکروہ ہے۔ اور تعزیت کے وقت صبر کی رغبت دلانا اور اُس کی خوبیاں بیان کرنا۔ چنانچہ غایۃ الاوطار میں لکھا ہے کہ " ماتم پرسی مستحب ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مصیبت میں اپنے بھائی کو صبر دلایا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کرامت کا لباس پہناویگا اور اول روز یعنے جس روز مردہ دفن ہو ماتم پرسی کے واسطے اور دنوں سے بہتر ہے کیونکہ پہلے روز میں وحشت فراق زیادہ ہوتی ہے تو تسلی ایسے ہی وقت میں مناسب ہے اور تین دن کے بعد تعزیت مکروہ ہے۔ لیکن غائب کے لئے مکروہ نہیں ہے یعنے اگر کسی شخص نے تین دن کے بعد موت کی خبر سنی اور اُس وقت تعزیت کو آیا تو مکروہ نہیں ہے۔ اسی طرح اگر میت کا رشتہ دار موت کے وقت نہ ہو اور بعد مدت کے آئے تو تعزیت کو جانا مکروہ نہیں ہے

اور مکروہ ہے تعزیت دوبارہ یعنے ایک بار تعزیت کر لی ہو تو دوسرے بار نہ جائے اور مکروہ ہے تعزیت قبر کے پاس یعنے قبر کے پاس میت کے لئے دعا کا مقام ہے نہ تعزیت کا اور مکروہ ہے تعزیت گھر کے دروازے کے پاس۔

اور تعزیت میں اس طرح کہا جائے کہ " اللہ تعالیٰ تیرا ثواب زیادہ کرے۔ اور تیرا صبر اچھا کرے اور تیری میت کو بخشے "

واضح ہو کہ کسی کے مرجانے پر بہ آواز بلند رونا پیٹنا واویلہ اور شور و فغان کرنا یا گریبان چاک کرنا سر پیر مارنا حرام ہے اور بڑا گناہ ہے (مالابد)

مرنے پر شور و غل مچانا واویلہ کرنا گویا خدا تعالیٰ کی مشیت سے ناراضی

ظاہر کرنی ہے اور یہ خدائے قادر کی ناخوشی کا موجب ہے

قولہ تعالیٰ (لِکَیْلَا تَاسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ) یعنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو گزر گیا اُس پر رنج نہ کرو۔ (۲۷ جزء ۱۹ رکوع)

حدیث شریف (وَعَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمَیِّتُ یُعَذَّبُ فِیْ قَبْرِہٖ بِمَا نِیْحَ عَلَیْہِ صحیح بخاری شریف) یعنے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کی انھوں نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا مردہ عذاب کیا جاتا ہے اپنی قبر میں اُس پر بیان کرکے رونے سے) لیکن جبکہ مرنے سے قبل اپنے متعلقین کو رونے اور پیٹنے کی وصیت کی ہو تو ورنہ نہیں بفحوائے آیۃ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی " ۸ جزء ۷ رکوع ترجمہ اور کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھاویگا۔

اور غایۃ الاوطار میں لکھا ہے کہ " اور کچھ مضایقہ نہیں مردے پر رونے کا شعر سے یا غیر شعر سے مگر مکروہ ہے زیادتی کرنی اُس کی تعریف میں خصوص اس کے جنازے کے پاس بسبب اس حدیث کے کہ جو کوئی واویلہ کرے ایام جاہلیت کے رونے سے یعنے وہ ہم سے نہیں۔ جاہلیت کے رونے سے مراد چیخنا اور نوحہ کرنا۔ اور پیٹنا اور کپڑا پھاڑنا ہے یہ سب امور ناجائز ہیں "

اور بخلاف اس کے صابروں کو بے حساب ثواب عطا ہونے کا کلام اللہ میں ارشاد ہے۔ قولہ تعالیٰ (اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ) ۲ جزء ۳ رکوع)

یعنے تحقیق اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

قولہ تعالیٰ (وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ) ۱۰ جزء ۲ رکوع۔

یعنے صبر کرو۔ تحقیق اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(وَاللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ) (اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ)
یعنے اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے سوائے اس کے نہیں کہ پورا دیئے جائینگے صبر کرنے والے ثواب اپنا بے حساب۔
قولہ تعالیٰ (یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ)
۲جز ۳رکوع یعنے اے لوگو جو ایمان لائے ہیں مدد چاہو صبر اور نماز کے ساتھ تحقیق اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
واضح ہو کہ کسی کے مرنے پر اگر بلا قصد اور بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل پڑیں یا جاری ہو جائیں اور دل میں خدا تعالیٰ کی مشیت سے رنج و ملال اور ناراضی نہ ہو تو ایسا رونا جائز ہے)

طریقہ زیارت قبور بطور مسنون و مستحب

خطرہ یعنے قبرستان میں جاکر یہ پڑھنا (اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ یَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ اَسْاَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ وَیَرْحَمُنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ (مالابد)

اور اہل قبور کی مغفرت کے لیئے دعا مانگنا اور انکی بے اختیاری اور عدم قدرت سے عبرت حاصل کرکے دنیا کی الفت اور رغبت نہ رکھنا اور اپنی آخرت کو یاد کرکے ترساں و ہراساں رہنا اور قبرستان میں ہنسی اور قہقہہ اور دنیوی اور بے فایدہ کلام سے بچے رہنا اور کوئی چیز وہاں کھانا پینا اور سونا مکروہ

تحریمی ہے اور قبر کے جانب سجدہ کرنا اور نماز پڑھنا اور وہاں چراغ روشن کرنا اور آتش جلانا اور غلاف پہنانا اور صاحب قبر سے کوئی حاجت طلب کرنا اور اُن کے لئے نذر قبول کرنا منع ہے۔ البتہ اہل قبور کو اپنی حاجت روائی کے لئے وسیلہ ٹھہرانا جائز ہے۔ (مالابد منہ وغیرہ)

اور غایتہ الاوطار میں لکھا ہے "حدیث شریف میں ہے جو شخص سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو مردوں کے شمار کے موافق اس کو ثواب دیا جائے گا۔

اور اگر عورتیں زیارت کو اس وجہ سے جائیں کہ غم تازہ ہو جائے اور رونا پیٹنا اپنے معمول کے موافق قبروں پر کریں تو ہرگز جائز نہیں ہے۔ اور جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے قبروں کی زیارت کرنے والیوں کو اسمیں وہی عورتیں مراد ہیں جو قبروں پر اموزنا شروع کریں اور اگر اس وجہ سے جائیں کہ عبرت حاصل کریں یا تبرک جاکر صلحا کی قبروں پر جائیں تو اس صورت میں اگر عورتیں بوڑھی ہوں تو مضایقہ نہیں اور اگر جوان ہوں تو اُن کے حق میں زیارت مذکور مکروہ ہے۔" (غایتہ الاوطار)

فتاویٰ برہنہ کے باب سوم فصل بست وششم در جنازہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ "اگر کسے از ملک خود طعام کند و خلق را نجورانند بے شبہ حلال باشد زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروح حمزہ رضی اللہ عنہ طعام شام و طعام سوم و روز چہلم و شش ماہہ و سالیانہ دادہ وصحابہ نیز ہمچنیں کردہ اند ہرکہ ایں انکار باشد فعل علیہ السلام را وصحابہ رضی اللہ را منکر باشد۔"

یعنے اگر کسی شخص نے اپنی ذاتی ملک سے کھانا وغیرہ پکوا کر مخلوق خدا کو کھلایا تو بلاشبہ حلال و درست ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی روح پاک کو ثواب پہنچانے کی غرض سے شام اور سوم چہلم و ششماہی اور سالانہ کا کھانا وغیرہ دیا ہے اور آپ کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا بھی یہی دستور رہا تو اب ہمارے زمانہ میں کسی شخص کا انکار کرنا گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے فعل سے انکار کرنا ہے"

کتاب الزکوۃ

احکام زکوۃ

قولہ تعالیٰ (وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ) اجزء رکوع یعنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اپنے مال سے زکوۃ ادا کرو تم۔

حدیث شریف (قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا صَلٰوۃَ لَہٗ وَلَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَا زَکٰوۃَ لَہٗ) یعنے فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے ایمان اس کو جو نماز نہیں پڑھتا اور نہیں ہوتی نماز اس کی جو زکوۃ نہیں دیتا۔

حدیث شریف (قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلزَّکٰوۃُ طُھُوْرُ الْاِیْمَانِ:۔

یعنے فرمائے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ دینا پاکی ایمان کی ہے۔

حدیث شریف (قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ وَجَبَتْ عَلَیْہِ الزَّکٰوۃُ

فَلَمْ یُدْفَعْ فَهُوَ مَلْعُوْنٌ وَّالْمَلْعُوْنُ فِی النَّارِ)

یعنے فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس پر زکوٰۃ واجب ہو اگر وہ ادا نہ کرے پس وہ ملعون ہے اور ملعون دوزخ میں رہے گا۔

ہر مرد اور عورت عاقل و بالغ صاحب نصاب مسلمان پر ادائی زکوٰۃ فرض ہے منکر اس کا کافر اور اس کو ترک کرنے والا گنہگار ہے۔ (غایۃ الاوطار)

صاحب نصاب وہ ہے جس کے پاس تقریبًا ساڑھے سات تولہ (۷½) سونا یا ساڑھے باون تولہ (۵۲½) چاندی ہو (غایۃ الاوطار وغیرہ)

سونا۔ چاندی۔ اشرفی۔ روپیہ۔ زیور۔ برتن۔ مکانات تجارت کا تمام اسباب سال بھر جس کے قبضہ میں رہے اس کے مالک کو ہر سال اپنے مال کا چالیسواں حصہ یعنے زکوٰۃ للہ فقرا و مساکین کو دینا فرض ہے۔ (نور الہدایہ)

لیکن رہنے کے گھر۔ پہننے کے کپڑے۔ خدمت کے غلام۔ سواری اور زراعت کے جانور۔ لڑائی کے ہتیار۔ کسب کے اوزار۔ پڑھنے کے کتب۔ اور خانگی اسباب وغیرہ جو اپنے تصرف میں ہو اس میں سے زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے (نور الہدایہ)

اور جو قرضدار ہو اس پر بھی ادائی زکوٰۃ واجب نہیں ہے لیکن خدا کا قرض ہو جیسے نذر یا کفارہ تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اور رہنے کے سوا اور گھر ہوں اور نیت تجارت کی نہ ہو تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے (نور الہدایہ)

حدیث شریف (عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ لَیْسَ فِی الْبَقَرِ الْعَوَامِلِ صَدَقَةٌ) یعنے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کام کے بیل میں صدقہ نہیں ہے۔

اور صاحب نصاب کو مال زکوٰۃ کے چالیسویں حصے کی قیمت دینا بھی جائز ہے۔ (نورالہدایہ وغیرہ)

اور جن جانوروں کو دانہ چارہ گھر سے کھلایا جاتا ہو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ (نورالہدایہ وغیرہ)

تجارت کے وہ جانور جو سال کی اکثر مدت جنگل میں چرتے ہوں ان کا نصاب یہ ہے۔ پانچ اونٹ میں ایک بکری۔ دس میں دو بکریاں۔ پندرہ میں تین بکریاں۔ بیس میں چار بکریاں پچیس اونٹ میں ایک برس کی اونٹنی جسکو دوسرا سال شروع ہوا ہو۔

اور چھتیس اونٹ میں دو برس کی اونٹنی جسکو تیسرا سال شروع ہوا ہو

اور چالیس میں تین برس کی اونٹنی جس کو چوتھا سال شروع ہوا ہو۔

اور ۶۱ میں چار برس کی جس کو پانچواں سال شروع ہوا ہو۔

اور چھتر میں دو برس کی دو اونٹنیاں اور اکانوے سے ایک سو بیس تک دو اونٹنیاں تین برس کی۔

اس سے زیادہ ہوں تو ہر پچے میں حسب صراحت صدر عمل ہو (نورالہدایہ)

اور تیس گائے یا بھینس میں ایک سال کا پاڑہ جس کو دوسرا سال شروع ہوا ہو اور چالیس ہوں تو دو برس کا جسکو تیسرا سال شروع ہوا ہو۔

اور چالیس بکریوں میں ایک بکری (نورالہدایہ وغیرہ)

مصارف زکوٰۃ

قولہ تعالیٰ (اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ) (۱۰ جز ۱۴ رکوع)

ترجمہ۔ سوائے اسکے نہیں کہ خیرات صرف فقیروں اور محتاجوں اور عمل کرنے والوں کے واسطے ہے۔

زکوٰۃ ایسے فقرا اور مساکین کو دینا درست ہے جو صاحب نصاب نہوں

زکوٰۃ کے مال وزر سے مسجد بنوانا۔ یا تیاری مسجد میں دینا۔ یا میت کے کفن کو دینا یا میت کا قرض ادا کرنا۔ غلام خرید کر کے آزاد کرنا۔ یا ماں باپ دادا۔ دادی۔ نانا۔ نانی۔ بیٹا۔ بیٹی۔ پوتا۔ پوتی۔ زوجہ یا شوہر کو دینا درست نہیں ہے۔ (غایۃ الاوطار وغیرہ)

اور امام محمدؒ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عورت اپنے خاوند کو دینا درست ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ روایت کیا بخاری مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے کہ پوچھا زینب بیوی عبداللہ بن مسعود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا کافی ہے مجھ کو صدقے میں کہ دوں میں اپنے خاوند کو اور یتیموں کو کہ میرے گود میں ہیں تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دو اجر ہیں ایک اجر صدقہ کا اور ایک اجر قرابت کا روایت کیا اسکو بذار نے مسند میں اور ذکر کیا اسکو ابن الہمام نے۔ (نور الہدایہ)

مالدار کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے (نور الہدایہ)

کتاب الحج

احکام حج

قولہ تعالیٰ (وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا۔ اجزء ۱ رکوع ۱۵)

ترجمہ۔ اور جب کیا ہم نے کعبے کو جائے ثواب لوگوں کیواسطے اور امن والا

قولہ تعالیٰ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا (سورہ آل عمران ع)
یعنے خدا تعالیٰ کی بندگی کے لئے ان لوگوں پر خانہ کعبہ کا قصد کرنا فرض ہے جو اس گھر کی طرف راہ چلنے کی طاقت رکھتے ہیں۔

یہ آیت ہجرت سے نویں سال ایام حج گزر جانے کے بعد نازل ہوئی اس لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں سال حج فرمایا۔ (غایۃ الاوطار)

طواف خانہ کعبہ مع دیگر ارکان عمر میں ایک بار ادا کرنا ہر عاقل اور بالغ مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے منکر اس کا کافر اور شرائط حاصل ہونے پر بعید ترک کرنے والا فاسق ہوتا ہے (غایۃ الاوطار)

مال حرام یعنے رشوت یا چوری یا غصب یا سود سے حاصل کئے ہوئے مال سے حج کرنا حرام ہے جس کو حج کا شوق ہو اس کو مال حلال پیدا کرنا لازم ہے (غایۃ الاوطار)

بلا اجازت اس شخص کے جس سے اذن لینا واجب ہے جیسا کہ محتاج والدین اور اسی طرح زوجہ اور جمیع اقارب جن کا نفقہ اس شخص پر فرض ہے۔ ان کے بلا اجازت حج کرنا مکروہ ہے۔ (غایۃ الاوطار)

بیمار اور فالج والے اور جسکے دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہوں اور ایسے بڈھے پر جو اونٹ پر تھم نہیں سکتا ہو۔ اور اندھے پر۔ اگرچہ کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر لے چلنے والا ملے حج فرض نہیں ہے۔ (غایۃ الاوطار)

عورت کا حیض حج کی کسی عبادت کا مانع نہیں ہے سوائے طواف کے اس واسطے کہ طواف مسجد الحرام میں ہوتا ہے اور حائضہ کو مسجد میں جانا جائز نہیں ہے (غایۃ الاوطار)

ایک بار سے زیادہ جتنے حج کیے جائینگے وہ سب نفل ہونگے (نور الہدایہ)

اگر نابالغ حج کرے تو بعد بلوغ اس پر حج کی ادائی فرض ہوگی کیونکہ حج کے لئے بالغ ہونا شرط ہے۔ (نور الہدایہ)

قولہ تعالیٰ (اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ) ۲ جزء رکوع یعنے حج کے کچھ مہینے مقرر ہیں۔
روایت کیا بخاری وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ مہینے حج کے شوال اور ذی قعدہ اور دس دن ذیحجہ کے ہیں۔ رواہ فی البخاری (نور الہدایہ)

حدیث شریف سنن ابوداؤد میں وارد ہے (مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْيُعَجِّلْ) یعنے جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو وہ جلدی کرے۔

دوسری حدیث شریف میں ارشاد ہوا ہے کہ (حج میں جلدی کرو اسلئے کہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اس کو کیا چیز عارض ہوگی۔

جامع ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ اَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا یعنے جو توشہ اور ایسی سواری کا مالک ہو جو اسکو بیت اللہ تک پہونچائے اور پھر وہ حج نہ کرے تو اس پاس کا فرق نہیں کہ یہودی مرے یا نصرانی۔

حدیث شریف (قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم مَنْ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ اِنْ شَاءَ يَهُوْدِيًّا وَاِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا۔ یعنے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکو کوئی ظاہری حاجت یا ظالم بادشاہ یا روکنے والا مرض حج کرنے سے نہ مانع ہو اور وہ بغیر حج کے مرگیا پس وہ چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر۔

سفر حج خوش و خرم کرے اور راہ میں تقویٰ اختیار کرے اور ذکر اللہ

کی کثرت کرے اور بدخلقی اور غضب سے پرہیز کرتا رہے اور لوگوں کی بدخلقی اور غصہ سہا کرے۔ حلم اور بردباری اختیار کرے۔ (کذا فی العالمگیری غایۃ الاوطار)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ (جو شخص مکہ کی راہ میں آتے یا جاتے مرجاے تو حق تعالیٰ اس کے پہلے گناہ بخش دیتا ہے اور اس کے حساب کا دفتر نہیں کھولا جائیگا اور نہ اس کے اعمال تولے جائینگے اور وہ بلاحساب وکتاب اور بلاعذاب کے جنت میں داخل ہوگا اور قیامت تک اسکو حج کا ثواب ملتا رہے گا۔ (نور الہدایہ)

حدیث شریف (اَعْظَمُ النَّاسِ ذَنْبًا مَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ فَظَنَّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَغْفِرْلَهٗ) یعنے سب سے بڑا گنہ گار وہ شخص ہے جو عرفہ کے دن عرفات میں ٹھہرے اور یہ گمان کرے کہ اللہ اس کو نہیں بخشتا۔ (نور الہدایہ)

صحابہ نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ "حج کی نیکی کیا ہے" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَلِيْنُ الْكَلَامِ) یعنے کھانا کھلانا اور نرمی سے بات کرنا۔ (نور الہدایہ)

صحیحین میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے خدا کے لئے حج کیا اور عورتوں سے خواہش کی بات چیت نہ کی اور ساتھ والوں سے گالی گلوچ اور جھگڑا نہ کیا تو وہ پلٹتے وقت ایسا پاک ہوا کہ گویا اسی دن اس کو اس کی ماں نے جنا۔

لقولہ تعالیٰ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰاُولِي الْاَلْبَابِ) ۲ جزء ۹ رکوع) یعنے

پس نہ رغبت کرنا اور نہ گناہ کرنا اور نہ جھگڑنا بیچ حج کے اور جو کروگے تم بھلائی جانتا ہے اس کو اللہ اور خرچ راہ لیا کرو۔ پس تحقیق بہتر فائدہ خرچ کا بچنا ہے سوال گناہ سے اور ڈرو مجھ سے اے صاحب عقل۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کعبہ میں ایک نماز پڑھنا برابر ہے لاکھ نماز پڑھنے کے۔ اور مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنا برابر ہے پچاس ہزار نماز پڑھنے کے (نور الہدایہ)

شرائط حج حسب ذیل ہیں:۔

(۱) حج کرنے والا آزاد ہو۔ (۲) عاقل ہو (۳) بالغ ہو (۴) تندرست ہو۔ (۵) زاد راحلہ یعنے ضروری مصارف آمد ورفت رکھتا ہو (۶) تا واپسی اہل و عیال کے نان و نفقہ کا انتظام کرسکتا ہو۔ (۷) راستہ میں امن ہو۔ (نور الہدایہ)

ف عورت کے لئے شوہر یا کوئی محرم عاقل اور صالح کا ساتھ ہونا شرط ہے بغیر محرم یا خاوند کے حج درست نہیں۔ لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عورت کو بے محرم کے بھی ایسی صورت میں جائز ہے جبکہ ایک قافلہ ہو اور اس کے ساتھ معتبر عورتیں ہوں۔ (از نور الہدایہ)

ف مسلم اور ابوداؤد میں حدیث مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عورت مومنہ کو حلال نہیں تین منزل یا زیادہ سفر کرنا بدوں اپنے باپ یا بھائی یا بیٹے یا زوج یا محرم کے (از غایۃ الاوطار)

فرائض حج

حج کرنے والے پر تین چیزیں فرض ہیں :۔ (۱) احرام باندھنا (۲) عرفات میں کھڑا ہونا۔ (۳) طواف الزیارت کرنا (از نورالہدایہ)

واجبات حج

حج کرنے والے پر پانچ چیزیں واجب ہیں :۔

(۱) مزدلفہ میں رات کو ٹھیرنا (۲) جمرات کو کنکر مارنا۔ (۳) صفا و مروا کے بیچ میں دوڑنا (۴) سر کے بال منڈھوانا یا کترانا (۵) طواف الصدر یعنے رخصت ہوتے وقت طواف کرنا جس کو طواف الوداع بھی کہتے ہیں۔ (از نورالہدایہ)

شرح مختار میں ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت کی زیارت کرنا۔ قریب ہے واجب کے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے (مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ)

یعنے جس نے زیارت کی میری قبر کی واجب ہوئی اس کے لئے شفاعت میری

اور ایک حدیث شریف میں آیا ہے (مَنْ حَجَّ وَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ) یعنے جس نے حج کیا اور زیارت کی میری قبر کی بعد میری موت کے گویا اس نے زیارت کی میری زندگی میں (نورالہدایہ)

پنجشنبہ کے دن سفر کرنا سنت ہے۔ اور دوشنبہ یا جمعہ کے دن سفر کرنا مستحب ہے (غایۃ الاوطار)

ایام تشریق

ذیحجہ کی نویں تاریخ سے تیرھویں تک کے ایام کو ایام تشریق کہتے ہیں کیونکہ تشریق کا معنے گوشت خشک کرنے کا ہے چونکہ ان ایام میں قربانی کا گوشت

خشک کیا جاتا ہے اس مناسبت سے ان ایام کا یہ نام رکھا گیا۔ (کذا فی القاموس)

عرفہ کی صبح یعنے ذیحجہ کی نویں تاریخ کی صبح کی نماز سے تیرہویں کی عصر کی نماز تک ہر فرض کے بعد تکبیر مندرجہ ذیل پڑھنا سنت ہے۔

ف لیکن اس میں اختلاف ہے بعض نے اس کو سنت کہا ہے اور اکثر نے واجب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عرفہ کی نماز فجر سے عید کی عصر تک ہے اور صاحبین کے نزدیک عرفہ کی فجر کی نماز سے تیرویں کی عصر کی نماز تک تکبیر پڑھنے کا حکم ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (نور الہدا غایۃ الاوطار)

ف عورت پر ایام تشریق میں تکبیر نمازوں کے بعد پڑھنا واجب نہیں ہے (غایۃ الاوطار)

تکبیر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ)

قربانی

قولہ تعالیٰ رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ فَبَشَّرْنٰہُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ○ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَہُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ط قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ○ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ ○ وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰھِیْمُ ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ○ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ○ وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ○ وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ○ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ (۲۳ جزء، رکوع)

یعنے۔ اے میرے رب مجھ کو ایک نیک فرزند دے سو ہم نے ان کو ایک حلیم المزاج فرزند کی بشارت دی سو جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہونچا کہ ابراہیم کے ساتھ چلنے پھرنے لگا۔ تو ابراہیم نے فرمایا کہ برخوردار میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو بامر الٰہی ذبح کر رہا ہوں سو تم بھی سوچ لو کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ وہ بولے کہ ابا جان

آپ کو جو حکم ہوا ہے آپ (بلا تامل) کیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے دیکھیں گے۔ غرض دونوں نے خدا کے حکم کو تسلیم کر لیا اور باپ نے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے کروٹ لٹایا اور چاہتے تھے کہ گلا کاٹ ڈالیں اس وقت ہم نے ان کو آواز دی کہ ابراہیم شاباش تم نے خواب کو خوب سچا کر دکھایا (وہ وقت بھی عجب تھا)، ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ حقیقت میں یہ تھا بھی بڑا امتحان۔ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض میں دیدیا۔ اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات ان کے لئے رہنے دی کہ ابراہیم پر سلام ہو۔

پس ہر مرد و زن صاحب نصاب پر عید الضحیٰ یعنے ذیحجہ کی دسویں تاریخ سے بارھویں تاریخ کی شام تک بکرا۔ بکری۔ مینڈھا۔ مینڈھی۔ دنبہ۔ کوئی ایک جانور ایک شخص کے طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔ (نور الہدایہ)

اور دو شخص سے سات آدمی تک ایک گائی یا بیل یا اونٹ قربانی کیا جاسکتا ہے۔ قربانی کے جانوروں میں دنبہ چھ مہینے سے زیادہ عمر کا اور بکرا بکری وغیرہ ایک سال سے زیادہ عمر کا۔ اور گائی بیل دو برس سے زاید عمر کا۔ اور اونٹ پانچ سال سے زیادہ عمر کا ہونا شرط ہے۔ اس سے کم عمر کا درست نہیں لنگڑا۔ اندھا۔ کانا۔ بہت دبلا۔ اور تہائی سے زیادہ کان یا دم یا سرین کٹے ہوئے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔ (غایۃ الاوطار و خانیہ)

خصی یا بغیر سنگ کا۔ یا سنگ شکستہ جانور قربانی کے لئے جائز ہے۔ اور جس جانور کو پیدائش ہی سے کان یا دم نہ ہو اسکی قربانی بھی درست ہے۔ (نور الہدایہ)

قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا سنت ہے (کَانَ یَذْبَحُ اُضْحِیَّتَہٗ بِیَدِہٖ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قربانی اپنے دست مبارک سے ذبح فرماتے تھے۔ دوسرے شخص کے ہاتھ سے اپنی جانب سے ذبح کروانا بھی جائز ہے۔ (نور الہدایہ)

اگر صاحب قربانی عورت ہو تو اس کو اپنی قربانی کا جانور ذبح ہوتے دیکھنا سنت ہے۔ عمران بن حصین راوی ہیں کہ حضور انور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی قربانی کو ذبح فرمانے لگے تو ارشاد فرمایا کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تم کھڑی رہو اور اپنی قربانی کو ذبح ہوتے دیکھو۔ اس کے خون کا پہلا قطرہ جو نکلے گا اس سے تمہارے سب گناہ بخش دیئے جائینگے (احکام قربانی)

رات کو قربانی کرنا۔ یا قربانی کے جانور سے قبل ذبح نفع حاصل کرنا مثلاً اس کا دودھ دہونا یا اس پر سوار ہونا یا کوئی چیز اس پر لادنا۔ یا اسکو کرایہ پر دینا مکروہ ہے۔ جیسا کہ مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ میں مذکور ہے ۱۲

ف جن پر قربانی واجب ہے ان کو چاہیئے کہ ذیحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد اپنے بال اور ناخن نہ کٹوائیں (مَنْ رَاٰی ھِلَالَ ذِی الْحِجَّۃِ وَاَرَادَ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلَا یَاْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِہٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِہٖ) رواہ مسلم

جو لوگ صاحب استطاعت ہو کر قربانی نہیں دیتے اور عید کی خوشی میں لباس اور آرائشگی اور کھانے پینے میں روپیہ صرف کر دیتے ہیں لیکن قربانی جو واجب ہے اس کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ ان کو بارگاہ رسالت پناہ کا یہ فرمان مبارک یاد رکھنا چاہیئے (مَنْ وَجَدَ سَعَۃً فَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا) (الحدیث)

یعنے جو شخص استطاعت رکھ کر قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔

تقسیم گوشت قربانی

قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنا۔ ایک حصہ اپنی ذات کے لئے ایک حصہ دوستوں اور رشتہ داروں کو۔ ایک حصہ فقرا اور مساکین کو۔

اگر سات آدمی بالاتفاق گائی یا بیل یا اونٹ قربانی کریں تو قربانی کے گوشت کو وزن کرکے آپس میں تقسیم کرلینا شرط ہے کیونکہ اگر کسی ایک شخص کا حصہ کم ہو تو کسی کی بھی قربانی جائز نہ ہوگی۔

اگر سات آدمی سے کم قربانی کریں تو وزن سے تقسیم کرنا شرط نہیں ہے

چمڑا یا گوشت قصائی کو اجرت میں دینا درست نہیں ہے۔

بلکہ چمڑا خیرات کرنا یا اسکو فروخت کرکے اسکی قیمت خیرات کرنا بہتر ہے یا اس کا موزہ یا پوستین۔ یا دسترخوان یا کوئی اور ایسی کام کی چیز بنا لینا بھی درست ہے۔

نیت ذبح قربانی

بوقت ذبح یہ دعا پڑھے:۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ هٰذَا مِنْکَ وَلَکَ عَنْ (فُلَانٍ) بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ

ف اضحیہ مرے ہوئے کے نام سے بھی درست ہے جیسا کہ امیر المومنین سیدنا

لہ جس کی جانب سے قربانی ہو یہاں اس کا نام لیا جائے ۱۲

علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے آپ کی رحلت شریف کے بعد قربانی دیتے تھے چنانچہ ابوداؤد و ترمذی رحمہما اللہ نے حنش رحمۃ اللہ سے روایت کیا :- قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ مَا هٰذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّي عَنْهُ یعنے حنش رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ دو مینڈھے ذبح کرتے ہیں - میں نے پوچھا یہ کیا ہیں - فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو وصیت فرمائی تھی کہ میں آپ کے جانب سے ذبح کیا کروں - پس یہ وہی ذبح کرتا ہوں

کتاب الصوم

احکام روزہ

قولہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (پ ۲ جز ۷ رکوع)

یعنے اے لوگو جو ایمان لائے ہو لکھا گیا تمھارے پر روزہ جیسا کہ لکھا گیا تھا اُن لوگوں پر جو پہلے تم سے تھے تا کہ تم پرہیزگاری کرو۔

قولہ تعالیٰ وَأَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ - شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ (۲ جز ۷ رکوع)

یعنے اور یہ کہ روزہ رکھو تم بہتر ہے تمھارے واسطے اگر تم جانتے ہو رمضان کا مہینا وہ ہے جس میں اتارا گیا ہے قرآن مجید۔

حدیث شریف (قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ) یعنے فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ روزہ میرے واسطے ہے اور میں ہوں عوض میں اس کے۔ یعنے روزہ دار کے لئے دیدار کا وعدہ ہے (مالابد وغیرہ)

حدیث شریف (قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ) صحیح بخاری شریف)

یعنے فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ داروں کے منہ کی بو بہتر ہے اللہ تعالیٰ کے پاس بوئے مشک سے۔

حدیث شریف (کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَہٗ اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ) یعنے ہر آدمی کا عمل اس کا ہے مگر روزہ میرا ہے میں خود اسکے بدلے میں ہوں (مالابد وغیرہ)

حدیث شریف عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَفِظْنَاہُ وَاِنَّمَا حَفِظَ مِنَ الزُّھْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ تَابَعَہٗ سُلَیْمَانُ بْنُ کَثِیْرٍ عَنِ الزُّھْرِیِّ۔

ترجمہ۔ علی بن عبداللہ مدنی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انھوں نے کہا ہم نے یاد رکھا اور خوب زہری سے انھوں نے ابو سلمہ سے انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو کوئی ایمان رکھ کر ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اسکے اگلے گناہ بخشدئے جائینگے اور جو کوئی شب قدر کو نماز میں کھڑا رہے ایمان

رکھ کر ثواب کی نیت سے اس کے اگلے گناہ بخشدئے جائینگے۔ سفیان کے ساتھ سلیمان بن کثیر نے بھی اس حدیث کو زہری سے روایت کیا۔ (از صحیح بخاری شریف)

ف روزہ نہایت مقبول اور خاص اور بہترین عبادت ہے روزہ روحی قوت کی ترقی اور تقرب اور ترقی مراتب کا موجب ہوتا ہے اصول اور فرائض اسلام میں سے ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہر مکلف مرد وزن پر فرض قطعی ہے۔ اس کا منکر کافر اور اس کو بے عذر ترک کرنے والا فاسق ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ (كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ) یعنے فرض کیا گیا تم پر روزہ۔

اور اس کے فرض ہونے پر اجماع ہے (نور الہدایہ)

ف اس کی فرضیت ہجرت سے ڈیڑھ سال کے بعد دہم شعبان ۲ ہجری کو ہوی (درمختار)

اقسام روزہ

روزہ چھ قسم کا ہے۔ اول روزۂ فرض (ماہ رمضان)۔ دوم روزۂ قضا سوم روزۂ نذر معین۔ چہارم روزۂ نذر غیر معین۔ پنجم روزۂ کفارہ ششم روزہ نفل (بحر الرائق)

اگر کسی عذر سے روزۂ فرض ترک ہو جاے تو اس کی قضا بھی فرض ہے (ما لابد)

روزۂ نذر اور روزۂ کفارہ بھی فرض ہے۔ (نور الہدایہ)

باقی سب روزے نفل ہیں۔ (نور الہدایہ)

قولہ تعالیٰ (وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ) یعنے پوری کریں نذریں اپنی۔ اجزا۱۷ رکوع

ف نذر معین اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص دن مقرر کرکے نذر کرے۔ یعنے کہے کہ اگر فلاں میرا کام ہو جائے تو فلاں روز میں روزہ رکھوں گا۔

(نور الہدایہ)

اگر دن مقرر نہ کرے تو اس کو نذر غیر معین کہتے ہیں (نور الہدایہ)

روزہ کے لئے نیت اور حیض و نفاس سے طہارت شرط ہے (مالابد)

روزہ کی نیت یہ ہے کہ مسلمان اپنے دل میں مضبوط قصد کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کے واسطے روزہ رکھونگا (عالمگیری)

نیت زبان سے کہنا بھی سنت ہے (در مختار)

نیت کے بعد اگر قبل از طلوع صبح صادق کے پھر قصد روزہ نہ رکھنے کا کیا تو نیت باطل ہوگی۔ (در مختار)

روزہ کی نیت کا وقت غروب آفتاب سے طلوع صبح تک ہے بعد طلوع نیت جائز نہیں ہے۔ مگر روزہ نفل کے لئے زوال کے پہلے تک جائز ہے لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بعد طلوع نفل کی نیت بھی درست نہیں ہے۔ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نیت روزہ رمضان و نذر معین و نفل دوپہر کے پہلے تک صحیح ہے اور روزہ قضا و نذر غیر معین و کفارہ کی نیت بعد طلوع بالاتفاق جائز نہیں ہے اور ائمہ ثلثہ کے نزدیک رمضان کے تیس روزوں کے لئے ہر شب علیحدہ علیحدہ نیت شرط ہے۔ (نور الہدایہ وغیرہ)

ف اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تمام رمضان کے لئے شب اول میں ایک نیت کافی ہے۔ اگر کوئی شخص شب اول میں روزہ کی نیت کیا اور ماہ رمضان میں مجنون ہوگیا۔ اور اُس کے چند روزے ہوئے اور چند حالت جنون میں گئے ایسی حالت میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اُس کے روزے صحیح ہوئے

اور ائمہ ثلثہ کے پاس بوجہ فوت نیت ایام جنون کے روزوں کی قضا کرنا چاہیئے اگر جنون تمام رمضان میں رہے تو ساقط شدہ روزوں کی قضا واجب نہ ہوگی۔ اگر رمضان کی ایک ساعت میں بھی جنون سے افاقہ ہو جائے تو قضا کرے (مالابد وغیرہ)

مسئلہ رمضان کا چاند دیکھنے یا ماہ شعبان کے تیس روز تمام ہونے پر روزہ رکھنا فرض ہو جاتا ہے اور ماہ رمضان کے چاند کی شہادت کے لئے اگر آسمان پر ابر اور غبار ہو تو عاقل و بالغ و عادل ایک مرد یا ایک عورت کافی ہے اور ماہ شوال کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت کی شہادت ہونا شرط ہے۔ اگر مطلع صاف ہو تو رمضان و شوال کے لئے جماعت کثیر کی شہادت چاہیئے۔ (مالابد)

ف اگر ۲۹ شعبان کو ایک شخص کی شہادت سے چاند ثابت ہوا تھا اُس حساب سے تیسویں روز ابر ہو اور چاند نظر نہ آوے تو افطار جائز نہیں ہے۔ اگر دو مرد کی شہادت سے ثابت ہوا تھا۔ اور تیسویں روز چاند نظر نہ آوے تو افطار جائز ہے (غایۃ الاوطار)

مسئلہ اگر کوئی شخص ماہ رمضان یا شوال کا چاند بچشم خود دیکھے اور قاضی اس کی شہادت کو مانے یا نہ مانے ہر دو صورت میں اس کو روزہ رکھنا یا افطار کرنا واجب ہے۔ اگر خود چاند دیکھ کر روزہ نہ رکھے تو قضا واجب ہوگی نہ کفارہ (مالابد)

یوم الشک یعنے ۲۹ شعبان کو مطلع صاف نہ ہو اور چاند نظر نہ آوے تو بایں نیت روزہ رکھنا کہ اگر رمضان ہو جائے تو روزۂ رمضان یا نہ ہو تو نفل درست نہیں مکروہ ہے (غایۃ الاوطار وغیرہ)

مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِيْ يُشَكُّ فِيْهِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یعنے جس نے روزہ رکھا شک کے دن تو نافرمانی کی اُس نے اللہ اور رسول کی (نور الہدایہ)

بلکہ خاص نفل کی نیت سے روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر وہ روز رمضان کا ہو جائے تو نفل کی نیت سے رکھا ہوا روزہ رمضان کا ادا ہو جاتا ہے (مالابد - نور الہدایہ وغیرہ)

اور شک کے دن نفل روزہ رکھنا مستحب ہے سب کے نزدیک اور عوام لوگ بعد زوال افطار کریں (نور الہدایہ)

بچوں کو روزے معاف ہیں لیکن دس سال کی عمر کے بعد روزہ نہ رکھنے پر ہاتھ سے مارنے کا حکم ہے۔

روزہ قصداً توڑا جائے تو اس کی قضا اور کفارہ

اگر کوئی شخص رمضان کے روزہ کی حالت میں روزہ یاد رکھ کر قصداً قبل یا دُبر میں جماع کرے یا کرائے یا کوئی غذا یا دوا کھائے یا پیوے یا پچھنا لگائے تو ان صورتوں میں روزہ فاسد ہو کر اس روزہ کی قضا اور کفارہ کی ادائی واجب ہو جاتی ہے (نور الہدایہ) (قضا اس کو کہتے ہیں کہ فاسد شدہ روزہ کے عوض میں دوسرا روزہ رکھا جائے)

کفارہ یہ ہے کہ اگر غلام میسر ہو تو اس کو آزاد کرے۔ (نور الہدایہ)

یا دو مہینے مسلسل روزے رکھے۔ لیکن ان دو مہینوں میں رمضان اور عیدیں اور ایام تشریق نہ ہوں۔ اور اگر ان دو مہینوں میں کوئی روزہ کسی عذر سے یا بلا عذر فوت ہو جائے تو پھر از سر نو دو مہینے کے روزے رکھے۔ لیکن ان دو مہینوں میں حیض و نفاس کے عذر سے روزے افطار ہو جائیں تو مضائقہ نہیں۔ (نور الہدایہ)

اور اگر دو مہینے روزے نہ رکھ سکیں تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر

کھانا کھلاوے۔ لیکن جن ساٹھ مسکینوں کو صبح میں کھلایا گیا ہو انھیں مسکینوں کو شام کو کھلاوے۔ یا ہر ایک کو غلہ بقدر صدقہ فطر دینا بھی جائز ہے۔ (نور الہدایہ)

اور اگر ایک رمضان میں ایک یا دو یا کئی روزے توڑے جائیں جس سے کفارہ واجب ہو تو ایسی صورت میں روزۂ اول کا کفارہ دینے کے بعد دوسرا روزہ توڑا جائے تو دوسرے روزے کے لئے علیحدہ علیحدہ کفارہ دینا چاہیئے۔ اور اگر روزۂ اول کا کفارہ نہ دیا گیا ہو اور رمضان ختم ہو جائے تو سب روزوں کیلئے ایک کفارہ کافی ہے لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر ایک صورت میں ہر روزہ کے لئے علیحدہ علیحدہ کفارہ چاہیئے (نور الہدایہ)

اور اگر دو رمضان میں دو روزے فاسد ہوں اور روزۂ اول کا کفارہ نہیں دیا گیا ہو تو اس صورت میں بالاتفاق علیحدہ علیحدہ کفارہ واجب ہوگا (نور الہدایہ)

اور قضا یا کفارہ یا نذر کا روزہ توڑنے سے بالاتفاق کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ (نور الہدایہ مالابد وغیرہ)

روزۂ قضا رکھنے کے اسباب

اگر خطا سے روزہ افطار ہو مثلاً روزہ یاد تھا اور کلی کرتے یا ناک دھوتے وقت حلق یا ناک یا پیٹ میں بغیر قصد کے پانی چلا جائے۔ یا کسی نے زبردستی سے افطار کرایا یا حقنہ لیا یا ناک یا کان میں دوا ڈالی جائے یا سر کے زخم میں دوا لگائی جائے اور وہ دماغ میں چلی جائے۔ یا پیٹ کے زخم میں دوا لگائی جائے اور وہ پیٹ میں چلی جائے۔ یا منہ بھر اپنی خواہش سے قے کی ہو

یا سحر کھایا یا افطار کیا اس شبہ سے کہ رات ہے لیکن وہ دن تھا۔ یا بھولے سے کچھ کھالیا اور شبہ کیا کہ روزہ افطار ہو گیا۔ اور پھر قصداً کھایا۔ یا عورت سوتی تھی اُس سے جماع کیا یا رمضان کے تمام مہینے میں روزہ رکھنے کی نیت کی نہ افطار کی یا صبح تک نیت نہیں کیا تھا پھر کھایا۔ (نورالہدایہ)

ان تمام صورتوں میں قضا کا روزہ رکھے کفارہ واجب نہیں ہوتا (نورالہدایہ) کسی نے روزہ رکھا اور اسی روز سفر درپیش ہونے سے دن کو افطار کرے تو قضا لازم ہے کفارہ نہیں اور اسی طرح مسافروں کو مقیم ہو کر روزہ نہ رکھ کر کھالیا تو قضا لازم ہے (نورالہدایہ)

روزہ فاسد نہ ہونے کے اسباب

اگر روزہ یاد نہ رہ کر کچھ کھایا یا پیا۔ یا جماع کیا یا سونے میں احتلام ہوا یا کسی کی طرف نظر کرنے سے انزال ہوا یا تیل ملا یا سرمہ لگایا یا پچھنے لگوائے یا کسی کی غیبت کی یا غالب ہو کر قے کی یا جنب یعنے ناپاک تھا اور صبح ہو گئی یا اپنے ذکر کے سوراخ میں تیل ڈالا یا غبار یا دھواں یا مکھی حلق میں داخل ہو۔ ان تمام صورتوں میں روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی شخص پانی میں غسل کرے اور اس کی برودت اپنے میں پائے تو بالاتفاق روزہ نہیں ٹوٹتا (نورالہدایہ وغایۃ الاوطار)

چنانچہ (اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ مَنْ اَفْطَرَ فِيْ رَمَضَانَ نَاسِيًا فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَلَا كَفَّارَةَ) یعنے جس نے افطار کیا رمضان میں بھولے سے تو نہیں ہے قضا اس پر اور نہ کفارہ روایت کیا اسکو حاکم نے اور صحیح کیا اس کو بیہقی نے۔ (نورالہدایہ)

حدیث شریف (لَا یُفطِرنَ الصَّائِمَ القَیءُ وَالحِجَامَۃُ وَالاِحتِلَامُ قَالَ وَھٰذَا مِن اَحسَنِھَا اَسنَادًا وَاَصَحِّھَا) یعنے نہیں افطار کرتی ہے روزہ دار کو قی اور حجامت اور احتلام اور کہا یہ احسن ہے اور حدیثوں سے اسباب میں اسناد کی رو سے اور اصح ہے ان میں۔ نابالغ بچے روزہ توڑدیں تو قضا و کفارہ کچھ بھی نہیں۔

اگر کوئی شخص شب میں گوشت کھائے اور دانتوں میں چنے کے برابر گوشت رہا ہو تو روزہ کی قضا کرے اور اگر چنے سے کم رہے تو قضا لازم نہیں ہے لیکن اگر اس گوشت کو ہاتھ سے نکال کر پھر کھائے تو چنے سے کم بھی ہو تو قضا کرے

اور اگر کوئی شخص تل نگل جائے تو روزہ فاسد ہو گا اگر اسکو چبا لیگا تو روزہ فاسد نہ ہو گا۔ (نورالہدایہ)

اور اگر منہ بھر کے قی آئے اور پھر پیٹ میں لوٹ جائے یا خود اس کو نگل جائے تو روزہ فاسد ہو گا۔ اگر تھوڑی سی قی آئے تو دونوں حالت میں روزہ فاسد نہ ہو گا۔ لیکن امام محمدؒ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فاسد ہو گا۔ اور بہت سی قی خود لوٹ جائے تو ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فاسد ہو گا۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فاسد نہیں ہو گا (نورالہدایہ)

مکروہات روزہ

روزہ دار کو کسی چیز کا چکنا اور چبانا اور بوسہ لینا اگر جماع سے امن ہو اور سرمہ لگانا اور موچھہ میں تیل لگانا اور مسواک کرنا اور روزہ افطار کرنے میں تاخیر کرنا مکروہ ہے (نورالہدایہ)

اور پانی میں داخل ہونا اور تر کپڑا اوڑھنا اس لئے مکروہ ہے کہ

اس فعل سے عبادت کی بجا آوری میں تنگدلی معلوم ہوتی ہے نہ کہ موجب افطار (فتاویٰ الاطفال)

اگر شیخ فانی یعنے ضعیف روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے عوض میں ایک مسکین کو بقدر صدقہ فطر کھانا دیوے۔ اور آئندہ جب روزہ رکھنے کی طاقت پیدا ہو تو ان تمام روزوں کی قضا کرے جنکے لئے صدقہ دیا تھا اور صدقہ دینے کی مقدرت نہ ہو تو استغفار پڑھے اور خدا سے مغفرت چاہے۔ (در مختار)

قولہ تعالیٰ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۲ جزء رکوع یعنے اور اُن لوگوں پر کہ طاقت رکھتے ہیں اسکی بدلہ ہے کھانا ایک فقیر کا۔

اگر حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو روزہ رکھنے سے اپنی یا بچے کی جان کا خوف ہو یا مریض کو روزہ رکھنے سے زیادتی مرض کا اندیشہ ہو۔ اور مسافر کو روزہ رکھنے میں ہرج ہو تو ان صورتوں میں افطار کرے۔ اور جس وقت عذر باقی نہ رہے بغیر صدقے کے روزہ کی قضا کرے۔ (نور الہدایہ)

قولہ تعالیٰ (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۲ جزء رکوع یعنے پس جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا مسافر ہو تو اوتنے ہی شمار کرے اور دنوں سے لیکن جس مسافر کو حالت سفر میں روزہ رکھنے سے کچھ نقصان نہ ہوتا ہو تو اس کو سفر میں روزہ رکھنا مستحب ہے لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سفر میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے (نور الہدایہ)

چنانچہ فرمائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (لَيْسَ الْبِرُّ الصِّيَامُ فِى السَّفَرِ یعنے نہیں ہے کچھ نیکی روزہ رکھنا سفر میں (نور الہدایہ)

اور اگر کوئی شخص سفر یا مرض میں مرجائے تو اس کے روزہ کے بدلے میں صدقہ نہ دیا جائیگا لیکن حالت سفر یا مرض میں جتنے روزے فوت ہوئے تھے اتنے روز مسافر مقیم ہوکر یا مریض صحت پاکر فوت ہو تو بشرطیکہ مرتے وقت صدقہ دینے کی وصیت کی ہو تو اسکے ولی کو اس کے مال کے تیسرے حصے میں سے صدقہ دینا چاہیئے۔ (نور الہدایہ)

رمضان میں دن کو مسافر مقیم ہو۔ یا حیض و نفاس والی پاک ہو۔ یا دیوانہ اچھا ہو۔ یا بیمار کو صحت ہو۔ یا نابالغ بالغ ہو یا کافر مسلمان ہو۔ ان سب صورتوں میں رمضان کی تعظیم کے لئے باقی تمام روز امساک یعنے روزہ توڑنے والی چیزوں سے پرہیز کرنا واجب ہے اور سوائے نو بالغ اور نو مسلم کے باقی تمام پر اس روزے کی قضا ادا کرنا فرض ہے۔ (در مختار طحطاوی)

ایام بیض یعنے ہر مہینے کی تیرھویں۔ چودھویں پندرھویں کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر اور اقامت کی حالت میں ایام بیض میں روزے رکھتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان ایام میں روزہ رکھنے حکم فرماتے تھے۔ (نور الہدایہ)

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنہ ملیگا اس لحاظ سے تین روزے کے تیس ہوئے ہر مہینے میں تین روزے رکھنے والوں کو تمام عمر روزے رکھنے کے برابر ثواب ملیگا۔

ف ایک روزہ رکھنے اور ایک روز افطار کرنے کو صوم داؤدی کہتے ہیں یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا یہ سب روزوں سے افضل ہے۔ (صحیح بخاری شریف)

سحری کھانا سنت ہے کیونکہ فرمائے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کھاؤ اس میں برکت ہے اور ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا ہے اور صبح صادق نہ ہونے تک سحری کھانا درست ہے (نور الہدایہ)

قولہ تعالیٰ (كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ) ۲۔ جز ۲ ع رکوع۔

یعنے کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ظاہر ہو تم پر سفید تاگا کالے تاگے سے فجر سے پھر پورا کرو روزے کو رات تک۔

سحری کہتے ہیں رات کے اُس حصہ کو جو دو پہر رات کے بعد سے آغاز صبح صادق تک رہتا ہے اور ماہ رمضان میں روزہ دار کے سحری کرنے یعنے کھانے پینے کا وہی وقت ہے اور سحری کے آخری وقت اور نماز فجر کے شروع وقت کے درمیان میں پچاس آیتیں پڑھنے کے برابر فصل ہونا چاہیئے۔ (نور الہدایہ)

حدیث شریف عَنْ اَنَسٍ قَالَ تَسَحَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ ثُمَّ قَامَا فَدَخَلَ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَقُلْتُ لِاَنَسٍ لِمَ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا وَدُخُوْلِهِمَا فِي الصَّلٰوةِ قَالَ قَدْرُ مَا يَقْرَءُ الْاِنْسَانُ خَمْسِيْنَ آيَةً"

یعنے انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور زید بن ثابت نے سحری کی پھر دونوں اٹھے اور صبح کی نماز میں داخل ہوئے راوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ سحری کے کس قدر فاصلہ سے نماز میں داخل ہوئے تو انھوں نے کہا کہ اس قدر جس میں انسان

پچاس آیتیں پڑھ سکے۔

بیان ان دنوں کا جنمیں روزہ رکھنا حرام ہے

عیدالفطر کے روز اور ایام تشریق یعنے ماہ ذیحجہ کی دس تاریخ سے تیرھویں تک پانچ روزے رکھنا حرام ہے اگر ان ایام میں روزہ شروع کیا جائے تو اس کا تمام کرنا لازم نہیں ہے (نورالہدایہ)

روایت کیا بخاری مسلم ابو داؤد اور ترمذی نسائی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے کہ فرمائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں چاہئے روزہ دو دنوں میں ایک فطر کے دن اور ایک قربانی کے دن کیونکہ ایام تشریق اہل اسلام کے لئے عید کے اور کھانے پینے کے دن ہیں۔ عرفے کے روز حج میں مقام عرفے پر روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

(نورالہدایہ)

اور اگر عرفہ کے روز مقام عرفے میں نہ ہوں تو اس روز روزہ رکھنا مستحب ہے

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمائے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ عرفہ کا گزشتہ اور آئندہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔

(مسلم)

اور روزۂ نفل بے عذر توڑنا ایک روایت میں جائز ہے اور عذر کے وجہ سے توڑنا سب روایتوں میں جائز ہے کیونکہ قضا اس کے قایم مقام ہے اور ضیافت کے عذر سے نفل روزہ کا توڑنا درست ہے اور یہ حکم ضیافت کرنے والے اور کھانے والے دونوں کے واسطے ہے۔ اور نفل روزہ توڑنے کے بعد اسکی قضا لازم ہے (نورالہدایہ)

نیت افطار روزہ

بوقت افطار یہ کہنا (اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ)

یعنے یا اللہ تیرے ہی واسطے میں نے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کرتا ہوں

ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایسا ہی فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجور سے افطار کرنا مستحب ہے ورنہ پانی سے۔ (نور الہدایہ)

بیان روزہ ستہ شوال

حدیث شریف (ابو ہریرہ و ابو ایوب رضی اللہ عنہما مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ) یعنی مسلم میں ابو ہریرہ اور ابو ایوب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر عید کے بعد چھ روزے شوال کے رکھے جس کو شش عید کہتے ہیں تو گویا اس نے تمام سال کے روزے رکھے۔

محدثین نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے (مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا) یعنے جو کوئی ایک نیک کام کرے جزا اسکی دہ چند ہوتی ہے۔

پس خدا تعالیٰ کے ارشاد سے ثابت ہے کہ رمضان کا ایک مہینا روزے رکھنے سے دس مہینے روزے رکھنے کے برابر ثواب ملے گا۔ اور شوال میں چھ روزے رکھنے سے ساٹھ روزوں کا ثواب ملیگا۔ اس لحاظ سے ہر سال ایک ماہ چھ یوم روزے رکھنے والوں کو تمام سال روزے رہنے کے برابر ثواب حاصل ہوگا۔

ف جامع ترمذی میں وارد ہے کہ جو شخص روزے رمضان کے رکھے پھر چھ روزے شوال کے ان کے ساتھ ملادے تو یہ تمام سال کے روزے ہوئے (غایۃ الاوطار)

افطار میں تعجیل تارے نکلنے کے قبل مستحب ہے۔ ابر کے دنوں میں مستحب نہیں ہے اور سحری میں تاخیر مستحب ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

اعتکاف کا بیان

قولہ تعالیٰ (وَ اَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ) ۲ جزو ۷ رکوع۔

یعنے اور تم اعتکاف کرنے والے ہو مسجدوں میں۔

لغت میں اعتکاف کا معنی (ٹھہرنا ہے) اور اعتکاف میں روزہ شرط ہے اعتکاف مسجد میں گوشہ نشینی کو کہتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہو اور اسکے تین قسم ہیں:۔

(۱) نذر کرنے سے اعتکاف واجب ہوتا ہے یعنے یہ کہے کہ میرا یہ کام ہو جائے تو اتنے دن اعتکاف کرونگا۔

(۲) رمضان کے آخری عشرہ میں سنت موکدہ ہے۔

(۳) اس کے سوائے مستحب ہے (غایۃ الاوطار)

ف اعتکاف کے لئے وہ مسجد شرط ہے جس میں با جماعت نماز ادا ہوتی ہو۔ اگر مسجد نہ ہو تو وہ جگہ ہو جہاں نماز ادا کی جاتی ہو۔ اور اس کو مسجد قرار دیا ہو معتکف کو مسجد سے باہر آنا بغیر رفع حاجت بول و براز یا غسل احتلام کے درست نہیں ہے اگر معتکف بلا عذر ایک ساعت مسجد سے باہر رہے تو اعتکاف ٹوٹ جائیگا۔

لیکن بعد غروب کھانے پینے کے لئے اس صورت میں جبکہ اس کے پاس کوئی آدمی ایسا نہ ہو کہ کھانا پہونچاوے اس وقت نکلنا حوائج ضروریہ میں داخل ہو گا مثل بول و براز کے معتکف کو کھانا پینا سونا جائز ہے لیکن وطی کرنا حرام ہے اگرچہ کہ شب میں قصدًا ہو یا فراموشی سے ہو۔ (غایۃ الاوطار)

معتکف کو بالکل ساکت اور خاموش رہنا مکروہ ہے اور بیکار اور بے ہودہ
باتیں کرنا مکروہ تر ہے۔ (غایۃ الاوطار)

ف عورت مسجد میں اعتکاف نہ کرے لیکن گھر کی مسجد میں یا کسی جگہ کو مسجد قرار
دیکر اعتکاف کرسکتی ہے (غایۃ الاوطار)

ف شرح تاویلات میں ذکر کیا گیا ہے کہ صحابہ نکلا کرتے تھے اور اپنی قضائے
حاجت یعنے جماع اور غسل کرکے پھر اعتکاف کے مقام میں چلے جاتے تھے۔ اس پر
یہ آیت نازل ہوئی۔ (وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ) ۲ جزء رکوع
یعنے عورتوں سے صحبت نہ کرو جس وقت کہ تم مسجدوں میں معتکف ہو۔
اگرزوجہ معتکف ہو اپنے گھر کی مسجد میں اور اس کا خاوند اس سے مباشرت کرے
تو عورت کا اعتکاف باطل ہو جائیگا (غایۃ الاوطار)

اعتکاف باطل ہوتا ہے بوسہ لینے اور ہاتھ لگانے سے انزال ہوجائے
تو کیونکہ یہ بمنزلہ جماع کے ہے اور اگر انزال نہ ہو تو نہیں باطل ہوتا (غایۃ الاوطار)

عیادت کو یا نماز جنازہ کو جانا اعتکاف کو باطل کردیتا ہے (غایۃ الاوطار)

خیال اور نظر سے انزال ہو جائے اور بے ہوشی اور جنون سے اعتکاف
باطل نہیں ہوتا (غایۃ الاوطار)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اعتکاف کی اقل مدت ایک دن اور
ایک رات ہے اور زیادہ معین نہیں اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
آدھے دن سے زیادہ ہے۔ امام محمدؒ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک ساعت ہے

ف ایک رات اور دن کا اعتکاف مغرب سے دوسری مغرب تک ہے اور

دن کا اعتکاف صبح کی نماز سے مغرب تک ہے صرف رات کا اعتکاف جائز نہیں ہے۔

احکام صدقۂ فطر

بعد روزۂ رمضان کے صدقۂ فطر کی ادائی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر مرد و زن صغیر و کبیر پر فرض ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس واجب ہے فطرہ کی ادائی عید الفطر کی صبح سے واجب ہوتی ہے۔ لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آفتاب ڈوبنے سے واجب ہوتی ہے۔

اگر کوئی شخص عید کی صبح سے پہلے مرجائے یا عید کی صبح کے بعد بچہ پیدا ہو یا کوئی مسلمان ہو تو اس پر ادائی فطرہ واجب نہیں ہے (نور الہدایہ)

عید کے قبل بھی ادائی فطرہ درست ہے (نور الہدایہ)

اگر عید کے روز فطرہ ادا نہ کرسکیں تو اس کے بعد جب موقع ملے ادا کرنا چاہیئے دینے میں تاخیر کرنے سے ہرگز اپنے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا کیونکہ صدقۂ فطر واجب ہے بچوں کے فطروں کی ادائی ان کے والدین یا ولی کے ذمہ ہے۔ اگر وہ نہ دیں تو بعد بلوغ اس کی ادائی ان پر واجب ہے۔ اور مجنون کے فطرہ کی ادائی بھی اس کے ولی کے ذمہ ہے۔ اگر وہ ادا نہ کرے تو بعد عقل اسکی ادائی اس پر واجب ہے دختر کا نکاح کرکے اس کے شوہر کے پاس روانہ کردینے کے بعد اس کے فطرہ کی ادائی اس کے باپ پر لازم نہیں ہے۔ ایک جماعت یعنے کئی شخص کا کسی ایک شخص کو فطرہ دینا جائز ہے اور اسی طرح کسی ایک شخص کا دو اشخاص کو فطرہ دینا بھی جائز ہے۔ نزدیک کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے اور دوسروں کو

اس میں اختلاف ہے جیسا کہ محیط میں ہے یعنے کہا گیا تقسیم سزاوار نہیں ہے اور خوب بھی نہیں ہے اور مکروہ ہے اور افضل یہ ہے کہ ادا کرے اپنا اور اپنے عیال کا صدقہ ایک کو جیسا کہ کیا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (کمافی التمرتاشی)

مقدار فطرہ

گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو یا سوکھے انگور آدھا صاع - خرما یا جو یا اُس کا آٹا ایک صاع لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سب چیزوں میں ایک ہی صاع ہے

ف صاع وہ پیمانہ ہے جس میں آٹھ رطل ماش یا مسور سماوے (نورالہدایہ وغیرہ)

ف صاع سے مراد صاع عراقی ہے اور وہ چار من کا ہوتا ہے اور من چالیس استار کا اور استار ساڑھے چار مثقال کا اس حساب سے من ایک سو اسی مثقال کا ہوا اور مثقال بیس قیراط کا ہوتا ہے اور قیراط پانچ جو کا۔ (نورالہدایہ وغیرہ)

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صاع سے مراد صاع حجازی ہے

اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے کہ صاع پانچ رطل اور تہائی رطل ($5\frac{1}{3}$) ہے (نورالہدایہ)

بہ موجب فتویٰ مدرسہ نظامیہ سرکار عالی نصف صاع کہ چورانوے تولہ ۹ ماشہ چار رتی انگریزی سیر کے حساب سے ساڑھے بارہ ماشہ کم سوا سیر ہوتے ہیں - اگر بربناء احتیاط سوا سیر انگریزی دیا جائے تو صدقہ فطر ادا ہو جاتا ہے جہاں انگریزی سیر رائج نہیں ہے وہاں بارہ ماشہ کے تولہ سے چورانوے تولہ نو ماشہ چار رتی صدقہ فطر ادا کیا جائے۔

اگر کوئی اس سے زاید دے تو زاید اس کے طرف سے صدقہ ہو جائیگا۔

اور خیرات میں اسراف بھی نہیں ہے۔ کقولہ تعالیٰ (فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ)
۲۷ جزء ۱۷ رکوع یعنی پس جو لوگ ایمان لائے تم میں سے اور خرچ کیا ان کے واسطے بڑا ثواب ہے
(مشکوٰۃ شریف) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْفِقْ يَا بِلَالُ وَلَا تَخْشَ مِنْ
ذِي الْعَرْشِ اِقْلَالًا یعنی خرچ کرلے بلال جو کچھ تیرے پاس ہے اللہ تعالیٰ سے تو کمی کا
اندیشہ مت کر (از مشکوٰۃ شریف)

ف صدقہ فطر میں اشیائے مذکورۃ الصدر کی قیمت ارزانی کے زمانہ میں اور غلہ تجوز
کے زمانہ میں دینا بہتر ہے (درمختار)

کتاب النکاح

احکام نکاح

قولہ تعالیٰ (فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۤءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا
فَوَاحِدَةً) ۴ جزء ۱۲ رکوع یعنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے نکاح کرو تم اون عورتوں سے جو تم کو اچھی
معلوم ہوں دو دو تین تین چار چار تک پس اگر تم کو انصاف نہ ہوسکنے کا اندیشہ ہو تو
ایک کرو

ف خالق کائنات نے دنیا میں انسان کے علاوہ کل مخلوق کو جوڑے کے ساتھ
خلقت فرمایا ہے چنانچہ قولہ تعالیٰ (سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ
وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ) ۲۳ جزء ۲ رکوع۔
یعنے فرمایا خدا تعالیٰ نے (پاک ہے وہ جس نے پیدا کئے جوڑے سب چیز کے

اُس چیز سے کہ اگاتی ہے زمین اور ان کی جانوں سے اور اس چیز سے کہ وہ نہیں جانتے

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ

یعنے فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح میری سنت ہے ۔ جو پھرا میری سنت سے پس نہیں ہے وہ مجھ سے

نکاح مرد و زن دونوں کے لئے سنت موکدہ ہے اور جس پر شہوت غالب ہو اس کے لئے اور خوف زنا کی حالت میں واجب ہے یہی جمہور فقہا کا مذہب ہے

ف نکاح اور طلاق اور طرز معیشت اور زوجین میں ایک کے دوسرے پر جو حقوق ہیں اس کے متعلق تفصیلی احکام قرآن شریف کے سورۂ نساء وسورہ طلاق اور مختلف مقامات میں خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اور صدہا احادیث بھی اسکے متعلق مروی ہیں اور کتب فقہ میں صراحت سے اس کا بیان ہے۔

ف نکاح کرنے سے بیگانی عورتوں کو دیکھنے اور زنا سے بچنے کا موقع ملتا ہے

قولہ تعالیٰ (وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا ۱۵ جزء رکوع)

ترجمہ ۔ اور مت نزدیک جاؤ زنا کے تحقیق وہ بیحیائی ہے اور بری ہے راہ

حدیث شریف (قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنَّظْرُ اِلَى النِّسَاءِ الْاَجْنَبِيَّةِ مِنْ ذُنُوْبِ الْكَبَائِرِ یعنے فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیگانی عورت کو دیکھنا گناہ کبیرہ ہے۔

حدیث شریف (قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زِنًا وَاحِدٌ يُحْبِطُ عَمَلَ سَبْعِيْنَ سَنَةً) یعنے فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ زنا کرنا ضایع کرتا ہے ستر برس کی عبادت کو۔

نکاح ایک عقد مخصوص ہے جس سے مرد قصداً عورت سے نفع اٹھانے کا مجاز ہوجاتا ہے (غایۃ الاوطار)

نکاح ایجاب اور قبول سے منعقد ہوتا ہے (غایۃ الاوطار)

شرائط نکاح حسب ذیل ہیں:-

(۱) عاقدین عاقل بالغ حر ہوں۔

(۲) عورت ایسی ہو جس سے شرعاً نکاح جائز ہو۔

(۳) عاقدین ایک دوسرے کے کلام کو سنیں۔

(۴) بوقت نکاح دو گواہ موجود ہوں۔

(۵) ایجاب وقبول قولی ہو نہ کہ فعلی۔

(۶) ایجاب وقبول باہم مخالف نہ ہو۔

(۷) ایجاب وقبول ایک ہی مجلس میں ہو۔

(۸) ایجاب وقبول معلق بشرط نہ ہو۔

(۹) ایجاب وقبول زمانہ مستقبل کے طرف مضاف نہ ہو۔

(۱۰) منکوحہ مجہول نہ ہو (غایۃ الاوطار)

نکاح بغیر گواہ کے جائز نہیں ہے جیسا کہ فرمایا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (لَا نِکَاحَ اِلَّا بِالشُّھُوْدِ) یعنے نہیں ہے نکاح مگر گواہوں سے (نور الہدایہ)

ف امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نکاح میں اعلان شرط ہے اور شہادت شرط نہیں ہے لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بغیر دو مسلمان مرد عاقل وبالغ کے

نکاح جائز نہیں۔ (غایۃ الاوطار)

ف گواہوں کا مسلمان ہونا اس وقت ضروری ہے جبکہ عاقدین بھی مسلمان ہوں

دو فاسق یا دو اندھوں یا دو محدود القذف (جن پر زنا کی حد آئی ہو) گواہوں

کی گواہی سے نکاح منعقد ہو جائیگا (غایۃ الاوطار)

دو گواہ مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں۔ صرف عورتوں یا خنثوں کی گواہی

سے (خواہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں) نکاح منعقد نہ ہوگا (غایۃ الاوطار)

گواہوں کا عاقدین کے کلام کو ایک ہی وقت میں سننا اور سمجھنا ضروری ہے

اس لئے مادر زاد بہرے یا ایسے شخص کی گواہی سے جو عاقدین کے کلام کو نہ سمجھتا ہو

نکاح منعقد نہ ہوگا۔ لیکن ہکلے یا گونگے کی گواہی سے (بشرطیکہ وہ بہرے نہ ہوں)

نکاح منعقد ہوگا (غایۃ الاوطار)

محرمات

جن عورتوں سے مرد کو شرعًا نکاح کرنا جائز نہیں ان کو محرمات کہتے ہیں (غایۃ الاوطار)

وہ عورتیں جن سے نکاح جائز نہیں حسب ذیل ہیں:

(۱) قولہ تعالیٰ (حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ جزء ۴ رکوع ۱۵) یعنے فرمایا خدا تعالیٰ نے

حرام کی گئیں تمھارے پر مائیں تمھاری اور بیٹیاں تمھاری۔

ف لغت میں ام کہتے ہیں اصل کو نانی اور دادی اصل میں داخل ہیں اور جہانتک

اوپر یہ سلسلہ جاوے اور بیٹی پوتی اور نواسی اور جہاں تک نیچے یہ سلسلہ جائے اپنے

پر حرام ہیں اور ان کی حرمت پر اجماع ہوا ہے اور اجماع حجت قاطع ہے (نور الہدایہ)

(۲) قولہ تعالیٰ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ

الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ وَرَبَآىِٕبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ وَحَلَآىِٕلُ اَبْنَآىِٕكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ ۴ جزء ۱۵ رکوع

یعنے حرام ہیں تم پر تمھاری بہنیں اور پھوپیاں اور خالائیں اور بھائیوں کی بیٹیاں اور بہنوں کی بیٹیاں اور وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور تمھاری بیویوں کی مائیں اور تمھارے اُن بیویوں کی اولاد جن سے تم نے صحبت کی ہو اور اگر صحبت نہ کی ہو تو گناہ نہیں ہے اور تمھارے صلب کے بیٹوں کی عورتیں۔

ف ربائب جمع ہے ربیبہ کی اور ربیبہ کہتے ہیں اپنی عورت کی اس بیٹی کو جو غیر کے نطفے سے پیدا ہوئی ہو۔ روایت ہے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مرد نکاح کرے کسی عورت سے اور اس سے صحبت کرے تو نہیں حلال ہے اُس کو نکاح کرنا اس کی بیٹی سے اور اگر صحبت نہیں کی اس سے تو جائز ہے نکاح کرلے اس کی بیٹی سے۔ اور عورت کی ماں حرام ہے اپنے پر ہر دو صورت میں اس سے صحبت کرے یا نہ کرے (نور الہدایہ)

(۳) قولہ تعالیٰ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ جزء ۴ رکوع ۱۴) یعنے نہ نکاح کرو تم ان عورتوں سے جنسے تمھارے باپوں نے نکاح کیا ہو ۱۲

قولہ تعالیٰ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ) جزء ۴ رکوع ۱۵ یعنے اور دو بہنوں کا جمع کرنا حرام ہے

ف حرام ہے وطی کرنا دو بہنوں سے جو اپنی لونڈیاں ہوں۔ اور اسی طرح اگر ایک عورت سے نکاح کیا اور پھر دوسری ایسی لونڈی خریدی کہ اگر وہ مرد فرض کی جائے تو اُن کے درمیان میں نکاح جائز نہ ہو تو اس لونڈی سے وطی حرام ہے اور اگر ایک لونڈی سے

وطی کی تو پھر دوسری ایسی عورت سے کہ اگر وہ مرد فرض کی جائے تو نکاح ان دونوں میں حرام ہے وطی خواہ نکاح سے ہو یا ملک یمین سے جائز نہیں ہے۔ اگر ایسی عورت سے نکاح کر لیا ہے تو کسی سے وطی نہ کرے جب تک کہ ایک کو ان میں سے اپنے پر حرام نہ کرے اس طرح پر کہ اس کو اپنی ملک سے نکال دے یا کسی دوسرے سے اسکا نکاح کر دے۔

ف یہ جو بیان کیا گیا کہ دو عورتیں ایسی ہوں کہ ان میں سے اگر ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری سے نکاح حرام ہو اس کی مثال یہ ہے کہ کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا تو اس عورت کی پھوپھی یا خالہ یا بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کرنا چاہے تو یہ نکاح جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اگر پھوپھی کو مرد فرض کریں تو پہلی عورت اس کی بھتیجی ہوئی اور بھتیجی سے نکاح حرام ہے اور اگر خالہ کو مرد فرض کریں تو وہ عورت اس کی بھانجی ہوئی اور بھانجی سے نکاح حرام ہے۔ اور اگر بھتیجی کو مرد فرض کریں تو وہ عورت اس کی پھوپھی ہوئی اور پھوپھی سے نکاح حرام ہے اور اگر بھانجی کو مرد فرض کریں تو وہ عورت اس کی خالہ ہوئی اور خالہ سے نکاح حرام ہے اور اگر پہلی عورت کو مرد فرض کریں تو نکاح پھوپھی یا خالہ یا بھتیجی یا بھانجی سے لازم آتا ہے اور نکاح ان سب سے حرام ہے۔ (نور الہدایہ)

جیسا کہ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ جمع کیا جاوے درمیان عورت کے اس کی پھوپھی اور خالہ اور بھتیجی اور بھانجی اور یہ بہت سے صحابیوں سے مروی ہے اور باعث اس کا یہ ہے کہ ان سب عورتوں میں باہم علاقہ رحم ہے اور بہ سبب نکاح کے شاید وہ اتحاد منقطع ہو جائے کیونکہ اکثر صورتوں میں عداوت وحسد وعناد رہا کرتا ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے

ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا (قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِکَ قَطَعْتُمْ اَرْحَامَھُنَّ) یعنے جس وقت یہ تم نے کیا تو قطع کیا تم نے انکے رشتوں کو (نور الہدایہ)

(۳) قولہ تعالیٰ وَلَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکٰتِ حَتّٰی یُؤْمِنَّ وَلَاَمَۃٌ مُّؤْمِنَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکَۃٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْکُمْ ج وَلَا تُنْکِحُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یُؤْمِنُوْا) ۲ جز ا ع)

یعنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو اس وقت تک کہ ایمان لائیں اور البتہ لونڈی ایمان والی بہتر ہے شرک کرنے والی سے اگرچیکہ اچھی معلوم ہو تم کو اور شرک کرنے والوں کو نکاح مت کرو اس وقت تک کہ ایمان لائیں۔

ف مشرکہ عورت سے نکاح جائز نہیں ہے تا وقتیکہ وہ ایمان لائے اور اسیطرح عورت کو بھی مشرک مرد سے نکاح جائز نہیں ہے۔ تا وقتیکہ وہ ایمان لائے۔

سنی مرد کو معتزلہ[1] یا شیعہ عورت سے نکاح جائز ہے لیکن سنی عورت کا نکاح معتزلی وغیرہ سے ناجائز ہے۔ (غایۃ الاوطار)

حرہ یعنے بی بی کی موجودگی میں لونڈی سے نکاح کرنا حرام ہے مگر لونڈی سے نکاح کرنے کے بعد پھر حرہ سے نکاح کیا تو صحیح ہے (غایۃ الاوطار)

اور جو عورت زنا سے حاملہ ہو اس سے نکاح جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے لیکن امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نکاح فاسد ہے یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ حاملہ سے غیر زانی نکاح کرے اگر زانی خود نکاح کرے تو بالاتفاق صحیح ہے اور غیر زانی نکاح کرنے کی صورت میں وضع حمل تک اُس سے وطی نہ کرے (نور الہدایہ)

کتابیہ عورت (یعنے یہودی و نصرانی) سے نکاح کرنا جائز ہے۔ (احسن المسائل)

---

۱ معتزلہ اہل اسلام کا ایک فرقہ ہے جو قیامت میں دیدار الٰہی کا منکر ہے اور قرآن کو مخلوق کہتا ہے (غایۃ الاوطار)

اگر کسی شخص نے دوسرے کسی شخص سے کہا کہ میری صغیر لڑکی کا نکاح کردے اور اس نے ایک مرد کے سامنے نکاح کر دیا اور باپ موجود تھا تو نکاح درست ہوگا۔ اور اگر باپ موجود نہ ہو تو نکاح درست نہ ہوگا اس لئے کہ باپ کے موجود ہونے سے باپ خود نکاح پڑھنے والا مانا جائیگا اور وہ مرد اجنبی اور جسکو نکاح کر دینے کہا تھا دونوں گواہ قرار پائیں گے اور اگر باپ موجود نہ ہو تو صرف ایک شخص اجنبی گواہ رہے گا اور یہ درست نہیں ہے (احسن المسائل)

ایسی عورت جس سے زنا کیا گیا ہو اور ایسی عورت جس کو شہوت سے مرد نے مساس کیا ہو یا شہوت سے اس کی شرمگاہ کو دیکھا ہو تو اس عورت کے اصول و فروع خواہ کتنے ہی درجہ کے ہوں حرام ہیں (غایۃ الاوطار)

جس عورت نے مرد کو شہوت سے مساس کیا ہو یا مرد کے آلہ تناسل کو شہوت سے دیکھا ہو تو اس عورت پر اس مرد کے اصول و فروع خواہ کتنے ہی درجہ کے ہوں۔ حرام ہیں۔ (غایۃ الاوطار)

ف حرمت مساس اور نظر کی اس وقت تک ہے جب تک کہ انزال نہ ہو اور اگر بعد مساس یا نظر کرنے کے انزال ہو جائے تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔ اس لئے کہ مساس و نظر کے بعد خواہش جماع ہوا کرتی ہے مگر انزال کے بعد مطلق خواہش جماع باقی نہیں رہتی۔ (غایۃ الاوطار)

ف حرمت مساس و نظر و زنا کے لئے ضرور ہے کہ عورت و مرد زندہ و لائق شہوت ہوں پس اگر مردہ عورت سے یا صغیرہ سے جس کی عمر نو برس سے کم ہو جماع کرے تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔ (غایۃ الاوطار)

عورت کی ماں نانی ۔ دادی ۔ سگی ہوں یا سوتیلی حرام ہیں خواہ بعد نکاح عورت سے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو ۔ کیونکہ بہ مجرد نکاح صحیح کے عورت کی ماں حرام ہو جاتی ہے لیکن نکاح فاسد[1] میں جبتک جماع یا مساس نہ ہو ۔ حرمت مصاہرت پیدا نہیں ہوتی نیز اغلام سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی ۔ (غایۃ الاوطار)

ف مسائل مساس وشہوت مذکورہ بالا میں کوئی فرق عمداً سہواً جبراً میں نہیں ہے یعنے کسی طرح پر ہو حرمت مصاہرت ثابت ہو گی اور ان مسائل میں قریب البلوغ اور دیوانہ اور مست مثل بالغ کے سمجھا جائیگا (از غایۃ الاوطار)

شوہر نے زوجہ کو یا زوجہ نے شوہر کو جماع کی غرض سے سوتے سے جگانا چاہا اور مرد کا ہاتھ زوجہ کی جوان بیٹی کو یا عورت کا ہاتھ مرد کے جوان بیٹے کو لگ گیا تو وہ عورت مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی ۔ (غایۃ الاوطار)

حرمت مصاہرت سے بدوں طلاق کے نکاح نہیں ٹوٹتا (غایۃ الاوطار)

کسی نے اپنی لڑکی کو شہوت سے مساس کیا یا اُس کی شرمگاہ کو بنظر شہوت دیکھا تو اس لڑکی کی ماں اُس کے باپ پر حرام ہو جاتی ہے (غایۃ الاوطار)

ف عورت نوسال کی عمر میں مشتہاۃ ہوتی ہے اس پر فتویٰ ہے ۔

رضاعت

شرع میں عورت کی چھاتی کا چوسنا رضاعت کہلاتا ہے ۔ عام ازینکہ عورت کنواری ہو یا مردہ یا بڈھی (غایۃ الاوطار)

ف چوسنے میں حلق میں ڈالنا اور ناک کے ذریعہ سے چڑھانا بھی داخل ہے

---

[1] نکاح فاسد وہ ہے جس میں کوئی شرط شرائط نکاح سے مفقود ہو ۔

مدت رضاعت حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دو سال اور صاحبینؒ کے پاس ڈھائی سال ہے۔ دونوں مسائل مفتیٰ بہ ہیں مگر از روئے نص صریح دو سال کی مدت مقرر ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ جز ۲ رکوع ۱۴)

ترجمہ :۔ اور مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل دودھ پلایا کریں یہ مدت اس کے لئے ہے جو کوئی شیر خوارگی کی تکمیل کرنا چاہے۔

اور پھر خداوند کریم قرآن حمید کے پارہ ۲۶ رکوع ۲ میں یوں ارشاد فرماتا ہے وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا یعنے اور بڑی شفقت کے ساتھ اس کو پیٹ میں رکھا اور جنا اور اس کا دودھ چھوڑنا تیس مہینے ہیں ۱۲

رضاعی ماں کے لئے اگرچہ وہ کافرہ حربیہ ہی کیوں نہ ہو دودھ پلانے کے بعد گو دودھ کی مقدار بالکل تھوڑی ہی ہو اور وہ دودھ منہ کے ذریعہ سے پیٹ میں گیا ہو یا ناک کے ذریعہ سے حرمت رضاعت ثابت ہے (غایۃ الاوطار)

اگر کسی لڑکے کو اکثر عورات اہل قریہ دودھ پلائیں اور اس کے نکاح کے وقت یہ نہ معلوم ہو سکے کہ کس کس عورت نے دودھ پلایا ہے اور نہ کوئی گواہ موجود ہو تو ایسی حالت میں نکاح اہل قریہ میں سے کسی کے ساتھ جائز نہ ہو گا۔ (غایۃ الاوطار)

عورتوں پر واجب ہے کہ بلا اجازت اپنے شوہر کے ہر بچہ کو دودھ نہ پلائیں مگر جبکہ اس کی ہلاکت کا خوف ہو اور پلاویں تو یاد رکھیں یا لکھ رکھیں (غایۃ الاوطار)

مرد کو مناسب نہیں کہ احمق عورت کا دودھ اپنے بچہ کو پلاوے (غایۃ الاوطار)

جو حرمت کے نسب سے واقع ہوتی ہے وہی رضاعت سے بھی واقع ہوتی ہے

مگر بعض صورتوں میں نہیں۔ مثلاً پوتے کی رضاعی ماں دادا کو حلال ہے اور مرد کو اپنے بیٹے کی رضاعی ماں یعنے بیٹے کی رضاعی ماں کی ماں حلال ہے۔ (غایتہ الاوطار)

ایک عورت کے دو شیرخوار آپس میں ایک دوسرے پر حلال نہیں۔ اگرچہ کہ ان کا زمانہ شیرخوارگی اور رضاعی باپ دونوں مختلف ہوں۔ (غایتہ الاوطار)

کسی عورت کے نسبی بیٹے اور رضاعی بیٹی میں بطور حلال نکاح نہیں ہوسکتا (غایتہ الاوطار)

نو برس کی کنواری عورت کے دودھ سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی نہ کہ اس سے کم عمر کی کنواری عورت کے دودھ سے۔ (غایتہ الاوطار)

مردہ عورت کے دودھ سے جو ایک برتن میں نکالا گیا ہو پینے والا متوفیہ کا محرم رضاعی ہو جائیگا (غایتہ الاوطار)

جس دودھ کی حیثیت بدل جائے اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی مثلاً دودھ کا پنیر بنا لیا جائے۔ یا حقنہ کے ذریعہ سے دودھ جسم میں پہونچانے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی (غایتہ الاوطار)

مرد اور خنثی کے دودھ سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی مگر جبکہ خنثی کا دودھ اس کثرت سے ہو کہ عورتیں کہیں کہ ایسا کثیر دودھ سوائے عورتوں کے نہیں ہوسکتا تو حرمت ثابت ہوگی۔ اگر عورتیں یوں نہ کہیں تو حرمت ثابت نہ ہوگی (غایتہ الاوطار)

چونکہ حرمت رضاعت جزئیت کی وجہ سے قرار دی گئی ہے اور انسان و بہائم میں کوئی جزئیت نہیں ہے اس لئے کسی قسم کے بہائم کے دودھ سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی (غایتہ الاوطار)

اگر عورت کہے کہ میرا شوہر میرا رضاعی باپ ہے اور شوہر نے تصدیق کی تو

نکاح قائم نہ رہے گا۔ اگر مرد تصدیق نہ کرے تو نکاح قائم رہے گا گو عورت اپنے قول پر مصر رہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ شریعت میں حرمت کا اختیار عورت کو نہیں دیا گیا۔ اور اسی پر فتویٰ ہے لیکن مناسب یہ ہے کہ ایسی صورت میں نکاح فسخ کردیا جائے۔ (غایۃ الاوطار)

ثبوت رضاعت دعویٰ پر موقوف نہیں ہے جس طرح کہ عورت کی طلاق کی گواہی میں دعویٰ مدعی کا ضرور نہیں ہے اسلئے کہ حق اللہ دعویٰ پر موقوف نہیں ہے (غایۃ الاوطار)

کفاءت

کفاءت سے مراد مرد کا عورت سے دینداری۔ مالداری۔ پیشہ۔ نسب۔ حریت میں برابر یا بہتر ہونا ہے۔ (غایۃ الاوطار)

کفاءت کا اعتبار مرد کی جانب سے ہے نہ کہ عورت کے۔ (غایۃ الاوطار)

حق اعتراض کفو ولی کو حاصل ہے نہ کہ عورت کو۔ (غایۃ الاوطار)

ف مثلاً عورت نے کسی مرد سے نکاح کیا اور وہ غیر کفو یا غلام نکلا تو اولیاء کو اختیار فسخ ہوگا نہ کہ خود اس کو۔ (غایۃ الاوطار)

نسب کا اعتبار فقط عرب میں ہے نہ کہ عجم میں اور عجمی (گو بادشاہ ہی کیوں نہ ہو) عرب کے برابر نہیں (غایۃ الاوطار)

عجمیوں میں سوائے نسب کے باقی امور کی برابری معتبر ہے۔ پس جو مرد کہ خود مسلمان یا آزاد ہوا ہو وہ اس عورت کے برابر نہیں جس کا باپ مسلمان یا حر تھا (غایۃ الاوطار)

چونکہ نسب کی حد دادا پر تمام ہوئی ہے اس لیئے دو پشت کی آزادی واسلام دس پشت کی آزادی واسلام کے برابر ہے۔ (غایۃ الاوطار)

مال میں برابری اس طرح ہو کہ زوج روا جا مہر معجل اور ایک مہینے کے نفقہ کی ادائی پر قادر ہو۔ اور اگر مرد پیشہ ور ہو تو بقدر نفقہ پیشہ کر سکتا ہو۔ نفقہ کی قدرت اس وقت ضرور ہے جبکہ عورت کو جماع کی برداشت ہو۔ ورنا فقط مہر معجل ہی کی قدرت کافی ہے (غایۃ الاوطار)

اور پیشہ میں برابری اس طرح پر ہے کہ جلاہا۔ درزی کے برابر نہیں اسی طرح جو لاہا و درزی بزاز کے برابر نہیں اور بزاز و سوداگر عالم و قاضی کے ہمسر نہیں (غایۃ الاوطار)

کفارت میں خوبصورتی اور عقل کا کوئی اعتبار نہیں ہے (غایۃ الاوطار)

کفاوت کا اعتبار شروع عقد میں ہے نہ کہ بعد عقد یعنے بعد عقد ہمسری کا زوال ضرر نہیں کرتا۔ (غایۃ الاوطار)

اولیائے عقد

کقولہٖ تعالیٰ۔ فَانْكِحُوهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ (۵ جز رکوع ۱) یعنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس ان سے نکاح کر لیا کرو اُن کے مالکوں کی اجازت سے۔

ولی وہ ہے جو دوسرے پر اپنا قول نافذ کر سکے (غایۃ الاوطار)

اسباب ولایت چار ہیں:۔

(۱) قرابت (جیسے باپ بیٹی کے نکاح کا مالک ہے)

(۲) ملک (جیسے مالک لونڈی یا غلام کے نکاح کا مجاز ہے)

(۳) ولا (جیسے آزاد کا نکاح سید کر سکتا ہے)

(۴) امامت (جیسے لاوارث کا نکاح بادشاہ یا قاضی کر دیکتا ہے)

ولایت نکاح دو قسم کی ہے ایک مستحب دوسری جبری۔

ولایت مستحب۔ عاقلہ بالغہ کے واسطے ہے اگرچہ کنواری ہو کیونکہ عاقلہ بالغہ پر

باپ دادا کو جبر کا حق نہیں۔ (غایۃ الاوطار)

ولایت جبری۔ صغیرہ کے لیئے ہے۔ گو وہ کنواری نہ ہو۔ اور اسی طرح بالغہ مجنونہ اور لونڈی پر بھی ولایت اجبار ہی ہے۔

ولایت اجبار۔ کے معنی یہ ہیں کہ ولی کے نکاح کر دینے سے نکاح نافذ ہو جاتا ہے چاہے وہ راضی ہوں یا نہ ہوں۔ اور بدون اولیا کے انکا نکاح ناجائز ہے (غایۃ الاوطار)

ولی نے کفو میں نکاح تجویز کیا مگر عورت نے اُسے مسترد کر کے غیر کفو میں نکاح کر لیا تو ولی کو بحکم قاضی تفریق کا اختیار ہے (بشرطیکہ عورت حاملہ نہ ہوگئی ہو) (غایۃ الاوطار)

ولی نے عاقلہ بالغہ کا نکاح کرنے کے بعد اُسے خبر کی اور اُس نے سن کے سکوت کیا۔ یا اجنبی کلام کیا یا بدون آواز کے رویا یا بدون تمسخر کے تبسم کیا تو یہ اذن لینے اجازت سمجھی جائے گی۔ اور نکاح صحیح ہوگا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ عورت نے شوہر کو جان لیا ہو مگر تمسخر سے ہنسنا اور آواز سے رونا اذن میں داخل نہیں نہ انکار نکاح ہے۔ پس اگر آواز سے رونے کے بعد پھر نکاح پر رضامند ہو جائے تو نکاح صحیح ہی (غایۃ الاوطار)

باکرہ بالغہ اور ثیبہ بالغہ میں سوائے سکوت کے اور کوئی فرق نہیں ہے۔ یعنی باکرہ کا سکوت بمنزلہ اذن کے ہے اور ثیبہ کا سکوت اذن نہیں بدون رضائے تحریری کے

ف رضائے قولی میں وہ افعال جو مثل رضا کے ہیں (جیسے اپنا مہر یا نفقہ مانگنا) داخل ہیں۔ جبکہ باپ یا دادا نے صغیر یا صغیرہ کا نکاح کر دیا تو بعد بلوغ اُن کو فسخ نکاح کا حق باقی نہیں رہتا۔ گو نقصان صریح سے (مثلاً کمی مہر) یا غیر کفو میں نکاح کر دیا ہو مگر شرط یہ ہے کہ باپ یا دادا مشہور فاسق نہ ہوں۔

جب باپ یا دادا کے سوائے کوئی اور ولی (مثلاً ماں وغیرہ) غیر کفو میں

یا نقصان صریح سے صغیرہ کا نکاح کرے تو بعد بلوغ اسکو اختیار فسخ حاصل رہتا ہے (غایۃ الاوطار)

ف خیار بلوغ مثل حق شفعہ کے ہے یعنے جس مجلس میں عورت کو بلوغ ہوا یا علم نکاح ہوا فوراً نکاح فسخ کرادے۔ اگر سکوت کریگی تو یہ حق باطل ہو جائیگا۔ (غایۃ الاوطار)

وصی کو جائز نہیں ہے کہ وصی ہونے کی حیثیت سے یتیم کا نکاح کرے گو کہ اسکو یتیم کے باپ نے نکاح کی وصیت کی ہو۔ (غایۃ الاوطار)

ولی بعید ولی قریب کے غائب[1] ہونے کی صورت میں صغیرہ کا نکاح کرسکتا ہے اور اس کے آنے کے بعد وہ تزویج باطل نہ ہوگی۔ ولی قریب کی موجودگی میں ولی بعید نے نکاح کردیا تو بہ رضامندی ولی قریب کے نافذ ہوگا۔ ورنہ باطل لیکن جبکہ ولی قریب نکاح نہ کرتا ہو تو ولی بعید نکاح کرنے کا مجاز ہوگا۔ (غایۃ الاوطار)

ایجاب و قبول میں ایک ہی شخص طرفین کا متولی ہو سکتا ہے۔

اس کی پانچ صورتیں ہیں:-

(۱) ایک ہی شخص جانبین کا ولی ہو۔

(۲) ایک ہی شخص دونوں طرف سے وکیل ہو۔

(۳) ایک طرف سے اصیل ہو اور دوسری طرف سے وکیل ہو۔

(۴) ایک طرف سے اصیل ہو دوسری طرف سے ولی ہو۔

(۵) ایک طرف سے وکیل ہو دوسرے کا ولی۔

ان سب صورتوں میں ایجاب ہی بجائے قبول کے ہے لفظ قبول کہنا غیر ضروری ہے مگر شرط یہ ہے کہ متولی فضولی[2] نہ ہو۔ (غایۃ الاوطار)

[1] غائب وہ جو تین شبانہ روز کی مسافت پر ہو [2] جو غیر کے واسطے بلا دلیل ولایت یا وکالت کے تصرف کرے

خلوت صحیحہ

خلوت مرد کی عورت کے ساتھ بدوں مانع کے خلوت صحیحہ کہلاتی ہے (غایۃ الاوطار)

موانعات خلوت صحیحہ حسب ذیل ہیں:-

حسی مرض کہ مانع وطی ہو۔ مانع شرعی جیسے روزہ رمضان۔ مانع طبعی جیسے حیض و نفاس وغیرہ۔ سوائے زوجین کے شخص ثالث کی موجودگی (اگر شخص ثالث سوتا ہوا ہو یا اندھا ہو تب بھی مانع خلوت سمجھا جائیگا) لیکن اگر صغیر جو عقل نہ رکھتا ہو یا زوجین میں سے کسی کی لونڈی ہو تو مانع خلوت صحیحہ نہیں ہے۔

عدم صلاحیت مکان جیسے مسجد یا بیابان مانع خلوت صحیحہ ہے۔

اور زوج کا زوجہ کو نہ پہچاننا بھی مانع شرعی ہے کیونکہ بدوں شناخت زوجہ وطی کی قدرت ممکن نہیں۔

ف روزہ نذر اور کفارہ اور قضا اور نفل مانع خلوت صحیحہ نہیں ہیں۔ (غایۃ الاوطار)

مفصلہ ذیل احکام میں خلوت صحیحہ مانند وطی کے ہے۔

گو شوہر نامرد یا مقطوع الذکر۔ یا خصی یا خنثیٰ ہو۔

(۱) ثبوت نسب میں (۲) نفقہ دینے میں (۳) وجوب عدت میں۔ (۴) منکوحہ کی بہن سے نکاح کرنے میں۔ زوجہ کے سوا اور چار عورتوں سے اس کی عدت کے اندر نکاح کرنے میں۔ لونڈی سے نکاح کرنے میں۔ وقت طلاق رعایت کرنے میں۔ (غایۃ الاوطار)

صور تہائے ذیل میں خلوت صحیحہ مانند وطی کے نہیں ہے:-

مثلاً غسل میں یعنی وطی سے غسل واجب ہوتا ہے خلوت سے نہیں،

بیٹیوں کی حرمت میں (یعنی جس عورت سے وطی کی گئی اسکی بیٹی حرام ہے لیکن صرف خلوت صحیحہ سے حرام نہیں ہوتی) وعلیٰ ہذا رجعت و میراث وغیرہ کے لئے خلوت صحیحہ مانند وطی کے نہیں ہے (غایۃ الاوطار)

مہر

کقولہٖ تعالیٰ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً (۵ جزء رکوع ۱)

یعنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے پھر جس طریق سے تم ان عورتوں سے مستفع ہوئے ہو سو ان کو ان کے مہر دو جو کچھ مقرر ہو چکے ہیں۔

شرع میں مہر کو صداق صدقہ۔ عطیہ اور فریضہ۔ اُجر وغیرہ کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ (غایۃ الاوطار)

مہر کی دو قسمیں ہیں ایک مہر مثل دوسرا مہر مسمّٰی

مہر مثل وہ جو برابر والی عورتوں کا مہر ہو۔

ف برابر والی عورتوں سے مراد عورت کے باپ کی طرف کی عورتیں ہیں۔ مثلاً بہنیں و پھوپھی وغیرہ۔

مہر مسمّٰی وہ جو معین کیا گیا ہو۔

ف مہر مسمّٰی ہو یا مہر مثل ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔

معجل یا موجل۔

ف مہر معجل اس کو کہتے ہیں جو بوقت طلبی فوراً ادا کر دیا جائے اور مہر موجل وہ ہے جو اجل یعنے موت کے بعد اس کی ادائی لازم آتی ہے (غایۃ الاوطار)

پورا مہر لازم ہوتا ہے بعد وطی یا خلوت صحیحہ کے یا زوج و زوجہ کے مر جانے سے

یا دوبارہ عدت میں نکاح کرنے سے (غایۃ الاوطار)

جو چیز کہ مال متقوم نہ ہو وہ مہر نہیں ہوسکتی۔ اگر متقوم یا غیر متقوم چیزیں دونوں ملاکر مہر معین کیا تو متقوم چیزیں مہر ہونگی باقی نہیں۔ اور اگر صرف غیر متقوم کو مہر قرار دیا تو مہر مثل دینا ہوگا۔ (غایۃ الاوطار)

اگر دو محارم عورتوں سے نکاح کیا ہوا ور بعد دخول تفریق کرائی جائے تو ہر ایک کو مہر کامل ملیگا اگر ایک سے وطی ہوئی ہو دوسری سے نہیں تو مدخولہ کو مہر کامل ملیگا اور غیر مدخولہ کو چوتھائی۔ (غایۃ الاوطار)

عورت کا اپنے شوہر کو مہر معاف کرنا صحیح ہے خواہ وہ قبول کرے یا نہ کرے بلکہ اگر بعد مرنے زوج کے یا بعد طلاق بائن کے بھی معاف کریگی تو بھی معاف ہوجائیگا لیکن شرط یہ ہے یہ معافی زوجہ نے اپنے مرض الموت میں نہ کی ہو (غایۃ الاوطار)

نکاح فاسد میں خلوت صحیحہ سے مہر مثل واجب نہیں ہوتا بدون وطی کے (〃)

ف جس نکاح میں کوئی شرط شرائط نکاح سے مفقود ہو وہ نکاح فاسد ہے۔ اور نکاح فاسد کا قائم رکھنا حرام ہے اسلئے لازم ہے کہ زوجین ایسے نکاح کو فسخ کرڈالیں۔ (غایۃ الاوطار)

لونڈی کا مہر مثل وہ ہے جو اس کا خواہش کرنے والا دیسکتا ہو۔ (اصول الاسلام)

طلاق سے مہر موجل معجل ہوجاتا ہے اور پھر رجعت کرنے سے موجل نہ ہوگا۔

اگر عورت اپنا مہر کسی کو ہبہ کرکے اس کو مہر لینے کا وکیل کرے تو صحیح ہے مگر بدوں توکیل صحیح نہیں (غایۃ الاوطار)۔

نکاح بدوں ذکر مہر کے بھی درست ہے۔ (احسن المسائل)

مہر کی اقل مقدار دس درہم[1] ہے اگر دس درہم سے کم مہر باندھا جائے تو دس درہم

[1] درہم چاندی کا سکہ وزنی ۳ ۱/۵ ماشہ ہوتا ہے۔ (از صراح وغیرہ)

دینا لازم ہوگا۔ مہر اور عدت کے لیئے موت بمنزلہ وطی کے ہے نہ کسی اور غرض کے لیئے۔
پس اگر کوئی عورت قبل دخول مرجائے تو اس کی بیٹی سے (جو شوہر اول سے ہو) اس کے
شوہر ثانی کو نکاح حلال ہے۔ اگر قبل وطی یا خلوت صحیحہ طلاق دی جائے تو نصف مہر کی
ادائی لازم ہوگی۔ چنانچہ قولہ تعالیٰ (وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ
لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ) ۲ جز ۱۴ رکوع

یعنے اگر طلاق دو تم عورتوں کو قبل اس کے کہ مس کرو تم ان سے یعنے جماع اور تم مقرر
کر چکے تھے اُن کے واسطے کچھ حصہ تو واجب ہے تم پر نصف اس کا جو مقرر کیا تھا تم نے۔
اور عورت کو اختیار ہے کہ اپنے مہر کے لینے کے واسطے مرد کو صحبت کرنے سے
اور دوسرے شہر میں لیجانے سے روکے اگرچہ پہلے اس سے صحبت کرچکا ہو (احسن المسایل)

قسم یعنے تسویہ منکوحات

مرد کو لازم ہے کہ منکوحات کو برابر رکھے۔ شب باشی۔ لباس۔ کھانے و موانست میں
عام اس سے کہ ان میں کوئی باکرہ ہو یا ثیبہ۔ جدیدہ ہو یا قدیمہ۔ مسلمہ ہو یا کتابیہ۔ البتہ
محبت اور جماع میں برابری شرط نہیں ہے۔ (غایۃ الاوطار)
عورت کا حق ایک بار جماع کرنے سے بہ اعتبار حکم قضا ساقط ہوجاتا ہے۔ مگر دیانتاً
مرد کو گاہ گاہ جماع کرنا واجب ہے۔ (غایۃ الاوطار)
اگر مرد اپنی ایک زوجہ کے پاس ایک مہینے تک اقامت کرے بدوں سفر کے اور
دوسری زوجہ جھگڑا کرے۔ اور خواستگار عدل ہو تو زوج کو زمانہ آیندہ میں برابر باری سے
رکھنے کا حکم دیا جائیگا۔ زمانہ گزشتہ کا معاوضہ نہ ہوسکے گا۔ کیونکہ قسمت طلب کے بعد ہوتی ہے

اگر مرد حالت سفر میں ہو تو اُسے اختیار ہے کہ جس زوجہ کو چاہے ساتھ لے۔ کیونکہ دفع حرج کے لئے سفر میں باری نہیں ہوسکتی مگر مستحب یہ ہے کہ زوجات میں سے ایک کو بذریعہ قرعہ منتخب کرلے۔ (غایۃ الاوطار)

ایسے مرد کو جس کی چند زوجات ہوں کسی زوجہ سے اس کی باری کے سوائے میں جماع نہ کرنا چاہئے۔ اور نہ قیام کرنا چاہیئے۔ اِلّا باجازت دیگر زوجہ یا زوجات اور باری یا دور کی مدت سات دن سے زیادہ نہ ہونی چاہئے۔ (غایۃ الاوطار)

مرد کو جائز ہے کہ وہ عورت کو اُس چیز کے کھانے پینے یا استعمال سے منع کرے جس کی بو سے اسے تکلیف ہوتی ہو۔ (غایۃ الاوطار)

مسائل متفرق

عورت کو بلا حاجت شوہر کے گھر سے نکلنا جائز نہیں البتہ ضرورتاً نکل سکتی ہے (غایۃ الاوطار)

عورت کو جائز ہے کہ زیارت اقربا کے لئے بغیر اجازت زوج جائے بشرطیکہ مہر معجل نہ پاچکی ہو۔ اگر مہر معجل پاچکی ہو تو بلا اجازت گھر سے نہ نکلے۔ لیکن اگر عورت پر کسی کا قرض ہو یا کسی پر عورت کا قرض ہو تو بلا اجازت بھی نکلنا جائز ہے (غایۃ الاوطار)

کتاب الطلاق

طلاق

طلاق۔ زن و شوہر کے قطع تعلقات کا نازک مسئلہ ہے۔

اگرچکہ عورتوں کو طلاق دینا جائز ہے اور اس کے متعلق قرآن شریف میں ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ لیکن طلاق کا دینا نہایت مجبوری اور لاعلاج سبب پیدا ہونے کی

صورت میں ہے چنانچہ فرمایا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "بہت ناپسند حلال چیزوں میں اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔
روایت کیا اس کو ابو داود اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اس کو حاکم نے اور کہا ابو حاتم نے کہ یہ حدیث مرسلاً صحیح ہے" (نور الہدایہ)
رفع قید نکاح کو طلاق کہتے ہیں اور لغت میں اس کے معنے بیڑی کاٹنے کے ہیں رکن طلاق الفاظ مخصوص کہنا ہے۔
شرائط طلاق یہ ہیں۔
(۱) عورت مرد کے نکاح میں ہو (۲) مرد عاقل و بالغ ہو لیکن مرد کم عقل ہو یا زبردستی یا تمسخر یا بلا ارادہ یا کم فہمی یا حالت نشہ میں دے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (غایۃ الاوطار)
ف الفاظ محرفہ سے بھی طلاق واقع ہو جاتی جیسے طلاق کو طلاغ وغیرہ کہے۔

اقسام طلاق بہ لحاظ اثر

طلاق[۱] رجعی۔ طلاق[۲] بائن۔ طلاق[۳] مغلظہ

طلاق رجعی یہ کہ ایک یا دو بار طلاق دی جائے اور پھر اندرون عدت رجوع کر لیا جائے کیونکہ طلاق رجعی میں مرد کو بلا جدید نکاح کے رجوع کرنا جائز ہے
چنانچہ قولہ تعالیٰ (وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا ج ۲ ع ۱۲)
یعنے اُن عورتوں کے شوہر (بلا تجدید نکاح) پھر لوٹا لینے کا حق رکھتے ہیں۔ اس عدت کے اندر بشرطیکہ اصلاح کا قصد رکھتے ہوں۔
(الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ (ج ۲ ع ۱۳)

یعنے یہ طلاق دوبارہ ہے خواہ رکھ لینا اچھی طرح سے یا نکال دینا خوش عنوانی کیساتھ

(وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ (۲ جز ۱۳ رکوع)

یعنے۔ اور جب تم نے عورتوں کو (رجعی) طلاق دیدی پھر وہ اپنی عدت گزرنے کے قریب پہنچ جائیں تو تم ان کو قاعدہ کے موافق رجعت کرکے نکاح میں رہنے دو یا قاعدہ کے موافق ان کو رہائی دو۔

طلاق بائن وہ ہے کہ تین بار طلاق دی جائے عدت میں یا طلاق رجعی میں عدت گزرجاوے یا طلاق دینے والا یہ کہے کہ تجھ کو طلاق بائن ہے یا سخت طلاق ہے۔

طلاق بائن میں جدید نکاح کی ضرورت ہے بغیر نکاح کے رجوع جائز نہیں ہے۔ چنانچہ قولہ تعالیٰ (وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ طا ۱۳ ج ۱۴ ع)

یعنے اور جب طلاق دو تم اپنی عورتوں کو پھر وہ عورتیں میعاد عدت کو پوری کرلیں تو پس مت منع کرو تم ان کو اس امر سے کہ وہ نکاح کرلیں اپنے شوہروں سے جب راضی ہوں آپس میں اچھی طرح۔

طلاق مغلظہ وہ ہے کہ تین بار طلاق بائن ہو جائیں اور طلاق مغلظہ کے بعد اُس عورت سے اس مرد کا نکاح جائز نہیں ہے تا وقتیکہ وہ عورت حلالہ نہ ہوجاوے حلالہ اس صورت میں ہوگی کہ وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح کرکے بعد وطی اس سے طلاق بائن حاصل کرے۔ چنانچہ قولہ تعالیٰ (فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ طا ج ۱۳ ع

یعنے پس اگر کوئی تیسری طلاق دے عورت کو پھر وہ اس کے لئے حلال نہیں رہیگی اسکے بعد یہاں تک کہ نکاح کرے اس کے سوائے اور شوہر سے پھر اگر وہ اسکو طلاق دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں بدستور مل جائیں بشرطیکہ یہ جانیں اللہ کے ضابطوں کو قایم رکھیں گے

ف ایک بار طلاق رجعی اس طہر میں دے جس میں وطی نہ ہوئی ہو اور انقضائے عدت تک سکوت کرے تو یہ طلاق احسن ہے۔

ف غیر مدخولہ کو ایک طلاق دینا گو وہ حیض میں ہو اور مدخولہ کو تین طلاق جدا جدا تین طہر میں دینا جس میں وطی نہ ہوئی ہو یہ طلاق حسن ہے۔

ف حیض میں یا طہر میں بعد وطی طلاق دینا یا ایک لفظ سے یا ایک ہی آن میں تین طلاق دینا بدعت ہے۔ طلاق بدعی کے دینے سے شرعاً گنہ گار ہوتا ہے۔

اشخاص مفصلہ ذیل کی طلاق واقع نہیں ہوتی،

(۱) اُس شخص کی جو نیند میں ہو۔

(۲) جو زبردستی سے نشہ پیکر مست ہو گیا ہو۔

(۳) جس کی عقل جائز چیزوں کے استعمال سے زایل ہوگئی ہو۔

(۴) جو پریشان کلام یا فاسد التدبیر ہو۔

(۵) جس کی عقل بوجہ اضطرار یا درد سر کے قایم نہ رہتی ہو۔

(۶) گنگے کی جو لکھنا جانتا ہو اور اشارے سے دے۔

(۷) صبی اور قریب البلوغ کی۔ (از فقہ حنفیہ۔ کتاب الطلاق)

شخص غائب کی تحریر سے طلاق بلانیت واقع ہو جاتی ہے لیکن حاضر کی تحریر سے اس وقت واقع ہو گی جبکہ وہ طلاق کی نیت کر لیا ہو اور وہ تحریر نمایاں ہو۔

ان الفاظ صریح سے طلاق بائن واقع ہوگی۔

تجھ کو طلاق بائن ہے یا تو طالق یا تجھ کو طلاق شیطان ہے۔ یا بدعت ہے یا بدتر ہے یا تجھ کو طلاق مانند پہاڑ کے ہے یا بڑی یا اکبر یا عریض یا طویل یا اعظم وغیرہ ہے یا کوئی اور لفظ مثل اس کے کہے۔ ف ح۔

زوج نے زوجہ سے کہا کہ تو طالق ہے اور تین انگلیاں اٹھا کر اشارہ کیا اور نیت بھی تین طلاق کی کرلی تو تین طلاق واقع ہونگے۔ ورنہ ایک ف ح۔

اگر زوج زوجہ مدخولہ سے (یعنے جس سے وطی ہوئی ہو) یوں کہے کہ اگر میں تجھ کو طلاق دوں تو وہ طلاق بائن ہوگی اور بعد طلاق دے تو وہ طلاق رجعی ہوگی۔ ف ح۔

زوجہ غیر مدخولہ (یعنے جس کے ساتھ وطی نہ ہوئی ہو) کو صرف ایک طلاق دینے سے طلاق بائن بلا مدت ہو جاتی ہے۔ ف ح

اگر غیر مدخولہ کو طلاق دی جائے تو بدوں حلالہ ہونے کے اس سے نکاح درست ہے

طلاق کنایہ

الفاظ کنایہ وہ ہیں جو طلاق و غیر طلاق دونوں پر محتمل ہوں الفاظ کنایہ سے بدُوں نیت طلاق واقع نہیں ہوتی بخلاف الفاظ صریح کے کہ بلا نیت بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے الفاظ کنایہ یہ ہیں۔ تو سانڈ ہی۔ تیری رسی تیری گردن پر ہے۔ اپنے لوگوں میں جا۔ تجھ کو تیرے لوگوں کو دیا۔ تجھ کو آزاد کیا۔ تیرے میرے درمیان نکاح نہیں وغیرہ لیکن یہ کہنے سے کہ میں تجھ کو تری عمر یا بھائی یا بہن کو دیا۔ میں تجھ کو نہیں جانتا۔ یا مجھ کو تیری خواہش نہیں۔ طلاق واقع نہ ہوگی۔ گو نیت طلاق کی کرلی گئی ہو (ف ح)

نکاح اس شرط سے کیا جائے کہ عورت طلاق کی مختار ہوگی تو جائز ہے (ف ح)

عورت کی طلاق دو شخصوں کے تفویض کی جائے اور ان میں سے ایک شخص طلاق دے تو واقع نہ ہوگی بجز اس کے کہ وہ دونوں دیں (ف ح)

زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر تو طلاق کو محبوب رکھتی ہے تو طالق ہے یا یہ کہا کہ اگر تو طلاق کو برا سمجھتی ہے تو طالق ہے ان صورتوں میں طلاق واقع نہ ہوگی (ف ح)

مرض الموت میں طلاق دی جائے تو اس کا اثر عدت تک نہ ہوگا یعنے عدت میں زوج مرجاوے تو زوجہ وارث ہوگی۔ (ف ح)

فار کو طلاق دینا جائز نہیں ہے اگر دے تو زوجہ وارث ہوگی۔ الا اس صورت میں کہ زوجہ طلاق کے لئے زبردستی کی ہو یا طلاق سے راضی ہو۔

(فار وہ شخص ہے جو کسی کے قصاص میں قابل دار ٹھہرایا گیا ہو۔ یا کشتی کے تختہ پر بعد طوفان رہ گیا ہو۔ یا سنگساری یا ہلاکت جنگ میں ہو یا کسی درندہ نے اسکو پکڑ لیا ہو۔

اگر بعد طلاق زوجہ عدت میں مرجائے تو زوج اس کا وارث نہ ہوگا۔

اگر طلاق کو ایسے امور پر معلق کرے جو زوجہ کے لئے ضروری ہوں تو یہ زبردستی زوج کی سمجھی جائیگی اور زوجہ وارث ہوگی (ف ح)

اگر بعد انقضائے عدت زوج مرجائے تو زوجہ مال وصیتی پاسکتی ہے جس کو زوج نے اس کے لئے از روئے وصیت چھوڑا ہو۔ ورنہ نہیں (ف ح)

زوج مرض الموت میں اور زوجہ حالت صحت میں تین طلاق اور انقضائے عدت کا اقرار کریں اور زوج زوجہ کے لئے کسی دین یا جنس کا اقرار کرے یا کسی چیز کی وصیت کرے تو زوجہ کو اقرار و وصیت و میراث میں سے جو مال کمتر ہو وہ ملے گا (ف ح)

رجعت

معتدہ (یعنی عدت میں بیٹھنے والی) کا نکاح بدستور سابق قایم رکھنے کو رجعت کہتے ہیں (ف ج)

رجعت الفاظ صریح سے بلانیت بھی صحیح ہے۔

لیکن الفاظ کنایہ سے بدوں نیت صحیح نہیں ہے (ف ح)

رجعت قولی۔ وفعلی دونوں صحیح ہیں۔ فعلی یعنے

ایسے افعال سے جو موجب حرمت مصاہرت ہوں۔ جیسے مساس وغیرہ (ف ج)

عدت کے اندر مطلقہ کی وطی سے بھی رجعت جائز ہے۔ (ف ح)

دیوانہ کی رجعت فعلی صحیح ہے۔ (ف ح)

رجعت صرف طلاق رجعی میں جائز ہے۔

طلاق بائن میں بدوں رضامندی زوجہ اور نکاح جدید کے رجعت جائز نہیں ہے (ف ح)

بعد انقضاء عدت رجعت جائز نہیں ہے (ف ح)

رجوع کے دو گواہ ہوں اور عورت بھی اس سے آگاہ کر دی جائے تو یہ رجعت سنی ہے اگر گواہ نہ ہوں تو وہ رجعت بدعی ہے۔ (ف ح)

حاملہ کا بعد طلاق حمل ساقط ہو جائے اور بچہ کے اعضا مخلوق ہو گئے ہوں تو عدت منقضی ہو گی ورنہ نہیں۔ (ف ح)

رجعت منجانب زوجہ بھی ممکن ہے بشرطیکہ زوج نے اس کو منع نہ کیا ہو اور رجوع کا فعل اس کی دانست میں واقع ہوا ہو۔ (از فقہ حنفیہ)

ایلاء

ایلاء کے معنی قسم کے ہیں مگر اصطلاح فقہ میں اسی قسم کو ایلاء کہتے ہیں جو زوج نے زوجہ کی

ترک قربت پر قسم کھائی ہو اور چار ماہ تک اپنے اقرار پر قایم رہا ہو۔ (غایۃ الاوطار)

اس طرح سے قسم کھانے والے کو مُولی (بضم میم) کہتے ہیں جو شخص طلاق دینے کے لایق ہو وہی شخص مجاز ایلاء ہے۔

ایلا کی شرط یہ ہے کہ مرد کسی ایسی عورت سے جس سے نکاح ممکن ہو یہ کہنا ایلا کی حد تک پہنچ جایگا کہ اگر میں تجھ سے نکاح کرونگا تو قسم اللہ کی تجھ سے وطی نہ کرونگا۔

ف ہر چند کہ عورت اس قول میں وقت ایلا منکوحہ نہیں ہے لیکن ایلا بعد نکاح ثابت ہوگا اس لئے کہ تعلیق بعد وجود شرط لازم آگئی اور یہ سمجھا جایگا کہ اس نے بعد نکاح ایلا کیا۔ (نمایۃ الاوطار)

ایلا کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے چار ماہ تک وطی نہ کی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر قسم توڑے تو کفارہ یا جزائے مشروط (جس کا بدل آخرت میں ہوگا) یا دونوں لازم آینگے یعنے اگر قسم بدون تعلیق تھی صرف کفارہ اور اگر تعلیق کی قسم ہے تو جزا اور کفارہ دونوں لازم ہونگے۔ (غایۃ الاوطار)

کمتر مدت ایلا کی حرہ کے لئے ۴ ماہ اور لونڈی کے لئے دو ماہ ہے پس ان مدتوں سے کم مدت کی ترک قربت پر قسم کھائی تو ایلا ثابت نہ ہوگا۔ لیکن زیادہ مدت کی کوئی قید نہیں ہے (غایۃ الاوطار)

الفاظ ایلا دو قسم کے ہیں۔ صریح۔ کنایہ

الفاظ صریح وہ ہیں جو فقط جماع کے لئے مستعمل ہوں جیسے (غیر حائضہ عورت سے یوں کہنا کہ میں تجھ سے قربت نہ کرونگا)

الفاظ کنایہ وہ ہیں جو جماع اور غیر جماع دونوں پر مستعمل ہوں جیسے یوں

۱؎ اہل عرب لفظ تعلیق کا استعمال ایسے موقع میں کرتے ہیں کہ جب کسی چیز کو لٹکانے اور اصطلاح فقہ میں تعلیق عبارت ہے ایک امر کے حصول کو دوسرے کوئی امر کے حصول پر موقوف کرے (غایۃ الاوطار)

کہنا کہ میں تیرے پاس نہ آونگا تیرے بچھونے کے پاس نہ جاونگا۔ (غایتہ الاوطار)

ایلاء، بالفاظ صریح میں نیت کی ضرورت نہیں ہے بخلاف الفاظ کنایہ کے کہ اسمیں نیت کی ضرورت ہے۔ (غایتہ الاوطار)

بعض الفاظ ایسے ہیں کہ اُن سے ایلاء دائمی واقع ہوجاتا ہے جیسے یوں کہنا کہ واللہ میں تجھ سے قربت نہ کرونگا یہاں تک کہ دجال نکلے یا آفتاب اپنے غروب گاہ سے نکلے۔ اگر اس مدت کے اندر جو ایلاء کے لئے مقرر ہے زوجہ سے وطی کی تو زوج پر کفارہ واجب ہوگا یا جزاء، اور پھر بعد چار مہینے کے طلاق واقع نہ ہوگی۔ (غایتہ الاوطار)

خلع

ملک نکاح زایل کرنے کو خلع کہتے ہیں۔

ف خلع کی شکل یہ ہے کہ زوجہ سے زوج اس کے بدلے میں وہ مال لے جو کہ مہر ہونیکی صلاحیت رکھتا ہو (غایتہ الاوطار)

شرایط خلع یہ ہیں :-

الف زوجہ نکاح میں ہو۔

ب زوج عاقل و بالغ ہو (غایتہ الاوطار)

خلع جائز ہے بلفظ مبارات وغیرہ یا ایسے الفاظ سے جو ازالہ ملکیت کے لئے بولے جاتے ہیں۔ (غایتہ الاوطار)

خلع سے حقوق زوجیت ساقط ہوجاتے ہیں اور طلاق بائن واقع ہوتی ہے (غایتہ الاوطار)

خلع بعوض مال یا بدوں مال ہر دو طرح سے ممکن ہے (غایتہ الاوطار)

جو طلاق کہ بعوض مال دی جائے خلع میں داخل نہیں کیونکہ اس سے حقوق زوجیت

ساقط نہیں ہوتے (غایۃ الاوطار)

طلاق رجعی کی عدت میں خلع درست ہے بوجہ باقی رہنے ملک نکاح کے ایام عدت تک
خلع میں مال کا ذکر نہ ہو یا ناجائز ذکر ہو تو الفاظ صریح سے طلاق بائن اور دوسرے الفاظ سے طلاق رجعی واقع ہوگی۔ (غایۃ الاوطار)

خلع کے بعد عورت کو مہر نہ ملے گا اگر قبل خلع لے چکی ہے تو واپس نہ ہوگا (غایۃ الاوطار)

عورت قبل قبول زوج خلع سے رجوع کر سکتی ہے (غایۃ الاوطار)

مرد نے کہا کہ میں نے تجھ کو خلع دیا اور عورت نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو طلاق بائن واقع ہوگی۔ مہر اور نفقہ ساقط ہوگا۔ بشرطیکہ مرد نے طلاق کی نیت کی ہو۔ ایسی صورت میں اگر زوجہ قبول نہ کرے تو بھی طلاق بائن واقع ہوگی (غایۃ الاوطار)

نکاح فاسد۔ یا طلاق بائن یا مرتد ہونے کے بعد خلع لغو ہے (غایۃ الاوطار)

صغیرہ کی طرف سے باپ خلع کیا ہو تو صغیرہ پر طلاق واقع ہوگی مگر مال واجب نہیں لیکن صغیر کے ماں باپ صغیر کے خلع کے مجاز نہیں اس لئے کہ جب صغیر طلاق کا مجاز نہیں تو اس کے ماں باپ نائب بھی نہیں ہو سکتے۔ (غایۃ الاوطار)

خلع بلا ذکر مال ہوا ہو تو عورت مطلقہ ہوگی اور زوج مہر سے بری الذمہ ہوگا اگر ادا کر دیا ہے تو واپس نہیں لے سکتا (غایۃ الاوطار)

(**نفقہ**) اصطلاح فقہ میں نفقہ عبارت ہے طعام۔ لباس اور مکان سکونت سے اور عرف میں نفقہ فقط طعام ہی کو کہتے ہیں (غایۃ الاوطار)

نفقہ تین سببوں سے واجب ہوتا ہے:۔

(۱) زوجہ ہونے سے (۲) قرابت سے (۳) مالک ہونے سے

ف زوجہ کا نفقہ نکاح صحیح سے واجب ہوتا ہے نہ کہ نکاح فاسد میں۔

ف زوجہ کا نفقہ اس وجہ سے زوج پر واجب ہے کہ زوجہ زوج کے گھر میں مقید ہوتی ہے۔ تلاش معاش کے لئے نہیں جا سکتی اس لئے زوج پر اس کا نفقہ واجب ہے یہ دلیل عقلی ہے اور دلیل نقلی یہ ہے کہ جو محبوس ہو غیر کی منفعت کے واسطے تو اس غیر پر اس محبوس کا نفقہ واجب ہوگا۔ یہاں تک کہ وصی کا نفقہ میت کے مال سے واجب ہے جب تک کہ وہ صغیر کے کاروبار میں مصروف رہے (غایۃ الاوطار)

زوج نہایت صغیر ہو تو نفقہ زوجہ کا اس کے مال سے دلایا جائیگا نہ کہ اس کے باپ سے۔ مگر جبکہ باپ نفقہ کا ضامن ہوا ہو تب اس سے دلایا جائیگا (غایۃ الاوطار)

زوجہ کا نفقہ زوج پر واجب ہے خواہ زوج محتاج ہو یا وطی پر قادر نہ ہو اور زوجہ محتاج ہو خواہ مالدار مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ۔ کافرہ کتابیہ ہو۔ خواہ مسلمہ۔ کبیرہ ہو یا ایسی صغیرہ جو لایق وطی یا لایق تقبیل و مساس کے نہو۔

ف زوجہ جو لایق تقبیل و مساس کے نہ ہو تو اس کا نفقہ واجب نہ ہوگا جیسا کہ بحالت صغیر ہونے زوج و زوجہ کے نفقہ واجب نہیں ہوتا۔ (غایۃ الاوطار)

زوجہ کا نفقہ واجب ہے اگرچہ وہ واسطے لینے کل یا جز مہر معجل کے وطی پر قادر نہ ہونے دیتی ہو۔ خواہ مدخولہ ہو چکی یا نہیں ایسے انکار سے نفقہ ساقط نہیں ہوتا (غایۃ الاوطار)

نفقہ زوجہ کا واجب ہے۔ اگر وہ اپنے باپ کے گھر میں ہو بشرطیکہ زوج نے مطالبہ نقل مکان کا نہ کیا ہو۔ اور سسرال میں استمتاع پر قادر ہو سکتا ہو۔

اگر زوجہ باوجود بلانے کے زوج کے گھر نہ آتی ہو۔ یا سسرال میں زوج کو استمتاع پر قدرت نہ ہوتی ہو تو زوج پر زوجہ کا نفقہ واجب نہ ہوگا۔ (غایۃ الاوطار)

ان عورتوں کا نفقہ زوج پر واجب نہیں ہے :-

(۱) زوجہ مرتدہ کا۔

(۲) اس عورت کا جس نے زوج کے بیٹے کا بوسہ لیا ہو۔

ف یہی حکم ہے جمیع اصول و فروع کی تفصیل کی حالت میں۔

(۳) منکوحہ نکاح فاسدہ کا۔

(۴) منکوحہ عدت فاسدہ کا۔

(۵) زوجہ صغیرہ کا جو وطی اور خدمت اور موانست کے لایق نہیں ہے۔

(۶) اس عورت کا جو بلا عذر شرعی زوج کے گھر سے نکل گئی ہو۔

(۷) اس عورت کا جو رات کو شوہر کے پاس رہتی ہو اور دن کو نہ رہتی ہو یا دن کو رہتی ہو اور رات کو نہ رہتی ہو۔

(۸) منکوحہ مریضہ کا جو بعد نکاح زوج کے ساتھ بوجہ بیماری اس کے گھر کو نہ آسکتی ہو۔

(۹) ایسی زوجہ کا جو اپنے محارم کے ساتھ حج کو جائے۔

(۱۰) ایسی زوجہ کا جس کو کسی نے جبراً چھین لیا ہو یا وہ قید میں ہو (غایۃ الاوطار)

اگر کوئی شخص زوج کا کفیل ہو اور کہے کہ ہر مہینہ میں اس قدر نقد یا جنس دیا کرونگا تو یہ ضمانت دوائی ہے۔ گو اُس نے لفظ ہمیشہ کا نہ کہا ہو۔ (غایۃ الاوطار)

اگر زوج کا دین زوجہ پر ہو تو نفقہ میں سے زوج کے دین کی مجرائی نہ ہوگی بلا رضامندی زوج کے اس لئے کہ نفقہ دین ضعیف ہے جو موت سے ساقط ہو جاتا ہے بخلاف اور دیون کے کہ وہ ساقط نہیں ہوتے۔ (غایۃ الاوطار)

زوج زوجہ کے نفقہ کی ادائی سے عاجز ہو تو ایسی صورت میں زوج سے جدائی نہیں کرائی جائیگی۔ اگر شوہر سفر میں ہو اور باوجود مقدرت زوجہ کو خرچ کو نہ بھیجتا ہو تب بھی قاضی تفریق نہیں کرا سکتا۔ (غایتہ الاوطار)

نفقہ مفروضہ زوج یا زوجہ کی موت سے یا عورت کی طلاق سے ساقط ہوتا ہے اگرچہ طلاق رجعی ہو۔ لیکن جو نفقہ کے زوج یا اُس کے باپ نے پیشگی دیا ہو وہ موت یا طلاق سے مسترد نہیں ہو سکتا۔ (غایتہ الاوطار)

اگر چند زوجات ہوں تو بہ لحاظ حیثیت زوج اور عورتوں کی حیثیت سے ایک کا نفقہ معین کیا جائیگا نہ کہ ہر عورت کا برابر۔ (غایتہ الاوطار)

غائب کے طفل اور طفل بالغ کے لئے جو لنگڑا ہوا ور بیٹیوں کے لئے جو صغیرہ ہوں یا کبیرہ نفقہ مقرر کیا جائیگا۔ اسی طرح غائب کے والدین کے لئے نفقہ مقرر کیا جائیگا اور یہ نفقہ ایسے مال سے ادا کیا جائیگا جو زوجہ یا طفل یا والدین کے حقوق کی جنس سے ہو (جیسے اناج کپڑا سونا چاندی وغیرہ) اور جو مال ان کے حقوق کے مخالف ہو (جیسے اسباب وزمین) تو چونکہ اس میں بیچنے کی ضرورت ہوگی اور غائب کا مال بیچنا بالاتفاق جائز نہیں ہے (غایتہ الاوطار)

اگر عورت حمل کا دعوےٰ کرے اور بعد طلاق دو سال تک نفقہ جاری رہے اور پھر ظاہر ہو کہ حمل نہیں تھا تو عورت سے نفقہ پھر لینا جائز نہیں ہے۔ گو شرط پھیر لینے کی ہو۔ (غایتہ الاوطار)

معتدہ موت کے لئے تینوں قسم کا نفقہ واجب نہیں ہوتا اگرچہ وہ حاملہ ہو اس لئے کہ معتدہ موت کا زوج کے گھر میں ٹھیرنا باعتبار حق زوج کے نہیں بلکہ باعتبار

حق شرعی کے ہے (غایۃ الاوطار)

اگر باپ محتاج ہو اور ماں مالدار ہو تو ماں سے طفل کو نفقہ دینے کا حکم دیا جائیگا۔ اور یہ نفقہ باپ پر دین ہوگا یعنے جب باپ کو مقدرت ہوگی اس سے دلایا جائیگا۔ (غایۃ الاوطار)

فرزند پر اپنے باپ کی زوجہ کا نفقہ دینا واجب ہے

اگر باپ کی چند زوجات ہوں تو فرزند پر واجب ہے۔ کہ ایک کا نفقہ باپ کو دیوے تاکہ وہ سب پر بقدر اُن کے استحقاق کے تقسیم کرے (غایۃ الاوطار)

مدار وجوب نفقہ کا وراثت پر ہے۔ پس نفقہ واجب نہیں ہوتا۔ ساتھ اختلاف دین کے۔ اسلئے کہ مسلم اور کافر میں وراثت نہیں۔ مگر زوجہ و اصول (یعنی باپ دادا پردادا وغیرہ) اور فروع (یعنی بٹیا پوتا پرپوتا وغیرہ) کا نفقہ باوجود اختلاف دین بھی واجب ہے۔ (غایۃ الاوطار)

عدت کا بیان

عدت اس انتظار کا نام ہے جو عورت کو بعد طلاق یا شوہر کی موت کے لازم ہے (غایۃ الاوطار)

عدت بعد موت شوہر یا طلاق یا فسخ نکاح کے فوراً شروع ہو جاتی ہے۔ اور بعد میعاد معینہ کے ختم ہو جاتی ہے۔ گو عورت کو طلاق یا موت کا علم نہ ہو اس لئے کہ عدت مدت معینہ کا نام ہے علم شرط نہیں ہے (غایۃ الاوطار)

حرہ کا شوہر مرجاوے تو عدت اس کی چار مہینے دس دن ہیں (غایۃ الاوطار)

قولہ تعالیٰ (وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا) ۲ جز ۱۴ رکوع۔

یعنے اور جو مرجاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیویاں روک رکھیں

اپنے نفسوں کو چار مہینے دس دن۔

جس حرہ عورت کو بعد خلوت طلاق دی جائے (خواہ رجعی ہو یا بائن) یا فسخ نکاح ہو۔ اگر ان کو حیض آتا ہو تو تین حیض اگر حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے تک عدت واجب ہوگی لیکن اگر حیض میں طلاق دی جاوے تو وہ حیض محسوب نہ ہوگا۔ (غایۃ الاوطار)

قولہ تعالیٰ (وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ)

یعنے مطلقات روک رکھیں اپنے نفسوں کو تین حیضوں تک۔

لونڈی کی عدت حرہ سے نصف ہے طلاق اور فسخ نکاح میں اگر وہ صاحب حیض ہو تو دو حیض اگر صاحب حیض نہ ہو تو ڈیڑھ مہینا۔ اور موت کی صورت میں دو مہینہ پانچ دن

اگر عورت آئسہ کو اسکے شوہر نے طلاق دی ہو تو اُسے تین مہینہ تک عدت کرنا لازم ہے اور اگر قبل گزرنے تین مہینہ کے حیض جاری ہو تو پھر عدت حیضوں سے شروع کرے۔ اسی طرح غیر آئسہ نے حیضوں سے عدت شروع کی تھی اور ایک یا دو حیض کے بعد آئسہ ہو جاوے تو اسے مہینوں سے عدت شروع کرنا ضرور ہے اور جو زمانہ طہر یا حیض کا گزر گیا وہ محسوب نہ ہوگا۔ (غایۃ الاوطار)

حاملہ عورت کی عدت وضع حمل تک ہے۔

قولہ تعالیٰ (وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ) ۲۸ جزء ۱۷ رکوع

یعنے جو عورتیں حاملہ ہیں تو ان کی عدت یہ ہے کہ وضع حمل کریں۔

عدت والی عورت آرایش نہ کرے (زیور وغیرہ) اور زعفرانی اور کسم کے رنگ کا کپڑا نہ پہنے مگر رنگے ہوے سوت کا اور خوشبو نہ لگائے اور خوشبو کا تیل نہ لگاوے اور مہندی نہ لگاوے اور سرمہ نہ لگاوے۔ زینت کے لئے مگر درد کے عذر سے

بطور و واکے جائز ہے۔

جس عورت پر عدت واجب ہوئی ہو اس کو چاہیئے کہ جس گھر میں فرقت یا موت یا طلاق ہوئی ہو اسی گھر میں عدت کو تمام کرے۔

قولہ تعالیٰ (وَلَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ۔ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ

یعنے نہ نکالو ان کو اپنے گھروں سے اور نہ وہ نکلیں مگر جب لاویں کسی فاحشہ صریح کو۔ لیکن جبکہ گھر سے نکالی جائے یا خوف ہو تلف مال یا گھر کے گر جانے کا یا گھر کا کرایہ اسکو نہ ملے ان صورتوں میں زوجہ کو اختیار ہے کہ اس گھر سے نکل جائے۔ (نور الہدایہ)

اگر زوجہ طلاق بائن کی عدت میں ہو تو اس کو گھر میں پردہ چاہیئے۔ اگر گھر تنگ ہو تو اولیٰ یہ ہے کہ خاوند وہاں سے نکل جائے اور زوجہ کو بھی نکل جانا جائز ہے۔ اور اسی طرح اگر خاوند فاسق ہو تو بھی نکل جاوے لیکن خاوند کا نکل جانا اولیٰ ہے۔ (نور الہدایہ)

احکام نکاح ثانی

قولہ تعالیٰ (وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (۱۸ ج ۱ ع)

یعنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور نکاح کرو تم اپنے قرابت دار بیواؤں اور اپنے نیک اخلاق غلاموں اور کنیزوں کا اگر وہ محتاج ہوں تو اللہ انھیں اپنے فضل سے غنی کر دیگا۔ اللہ توانا اور دانا ہے۔

حدیث شریف (قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْهُنَّ الْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ وَالصَّلٰوةُ إِذَا أَتَتْ وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدَتْ لَهَا كُفُوًا۔

یعنے فرمائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اے علی تین کام میں تاخیر نہ کرو۔ نماز جنازہ میں جبکہ آوے اور نماز پنجگانہ میں جبکہ وقت ہوجاوے اور بیوہ عورت کے نکاح میں جب تم اس کا کفو پاؤ۔

قولہ تعالیٰ (وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ) ۲ ج ۱۴ ع

یعنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ اور جو لوگ تم میں سے مرجاتے ہیں اور اپنی عورتوں کو چھوڑ جاتے ہیں ان عورتوں کو چاہئے کہ چار مہینے دس دن تک انتظار کریں پس جب وہ اپنی عدت کو تمام کرلیں تو کوئی گناہ نہیں ہے تم پر کہ وہ عورتیں اپنے حق میں شرع کے موافق عمل (نکاح) کرلیں تمہارے کاموں سے خدا خبردار ہے۔

قولہ تعالیٰ (وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ) - ۲ جز ۱۴ ع

یعنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جبکہ طلاق دو تم عورتوں کو اور ایام عدت تمام ہوجائیں (جو تین حیض کی مدت ہے) پس منع نہ کرو تم ان کو نکاح کرنے سے ان کے پہلے خاوندوں کے ساتھ جبکہ وہ باہم راضی ہوں یہی حکم کیا جاتا ہے ان لوگوں کے لئے جو خدا اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں یہ چیز بہت پاک ہے تمہارے لئے اور بہت ظاہر ہے خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

ف سردار دوعالم حضور انور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل اسلام کی ہدایت

کے لئے جن بیوہ بیویوں سے خود نکاح فرمایا ہے اُن کی تفصیل درج ذیل ہے :۔
(۱) حضرت ام المومنین بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد کا اسلام کے قبل ابو ہالہ سے پہلا نکاح ہوا تھا ان کے انتقال کے بعد عتیق بن عایذ سے نکاح ہوا۔ اُن کے انتقال کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح فرمایا بوقت نکاح بی بی ممدوحہ کی عمر مبارک چالیس سال کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچیس سال کی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بی بی موصوفہ کے بطن سے دو صاحبزادے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ وحضرت طاہر رضی اللہ عنہ اور چار صاحبزادیاں حضرت سیدۃ النساء بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا وحضرت زینب رضی اللہ عنہا وحضرت رقیہ رضی اللہ عنہا و حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہوئے۔ قرآن مجید کا نزول شروع ہونے پر سب سے پہلے آپ ایمان لائیں۔ اور آپ کے بہت سے فضایل مروی ہیں۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیوی تھیں آپ کی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا عقد نہیں فرمایا اور آپ پینسٹھ سال کی عمر مبارک میں دسویں رمضان شریف کو نبوت کے دسویں برس وفات پائیں اور حجون میں جو مکہ والوں کا قبرستان ہے مدفون ہوئیں۔
(۲) حضرت ام المومنین بی بی سودہ رضی اللہ عنہا بنت ربیعہ بن قیس کا پہلے سکران عمر بن عبد شمس آپ کے چچازاد بھائی سے نکاح ہوا تھا ان کے انتقال کے بعد سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے دسویں برس آپ سے نکاح فرمایا۔ اور ماہ شوال ۵۴ھ میں آپ کی وفات ہو کر بقیع میں دفن ہوئیں۔
(۳) حضرت ام المومنین بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا بنت امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کا پہلے حنیس بن خذافہ سہمی سے نکاح ہوا تھا آپ جنگ بدر میں شہید ہوئے

کے بعد سنہ ۳ ہجری میں آپ سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا۔
اور آپ ساٹھ سال کی عمر شریف میں ماہ شعبان سنہ ۴۵ ہجری وفات پا کر قبرستان بقیع میں دفن ہوئیں۔

(۴) حضرت ام المومنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا بنت ابی امیہ بن مغیرہ کا پہلے ابو سلمہ
عبداللہ بن عبدالاسد سے نکاح ہوا تھا ان کے انتقال کے بعد ماہ شوال سنہ ۴ھ میں
حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح فرمایا۔ آپ چوراسی سال کی عمر شریف
میں سنہ ۶۳ھ میں وفات پا کر بقیع میں مدفون ہوئیں۔

(۵) ام المومنین بی بی جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار آپ کا پہلا نکاح مسافع بن صفوان
سے ہوا تھا ان کے انتقال کے بعد شعبان سنہ ۵ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
آپ سے نکاح فرمایا۔ اور ربیع الاول سنہ ۵۶ھ میں آپ وفات پا کر بقیع میں دفن ہوئیں

(۶) ام المومنین بی بی زینب رضی اللہ عنہا آپ کی والدہ ماجدہ کا نام امینہ المعروف
بہ جحش تھا آپ کا پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا تھا جب انھوں نے طلاق
دیدی تو خدا تعالیٰ نے ماہ ذی قعدہ سنہ ۵ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپکا
نکاح فرما دیا چنانچہ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا
لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ
اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۲۲ جز ۲ رکوع

یعنے جبکہ تمام کیا زید نے اس سے اپنی حاجت کو تو ہم نے اس کے ساتھ تمہارا نکاح
کر دیا تاکہ مسلمانوں کو اپنے منہ بولے لڑکوں کی عورتوں سے جبکہ وہ طلاق دیویں نکاح
کر لینے میں حرج نہ ہو اور اللہ کا حکم ضرور واقع ہونے والا ہے۔
آپ بعمر مبارک ترپن سال سنہ ۲۰ ہجری میں وفات پا کر بقیع میں دفن ہوئیں

(۷) ام المومنین بی بی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیان بن حرب کا پہلا نکاح عبداللہ بن جحش سے ہوا تھا ان کے انتقال کے بعد ۶ھ ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح فرمایا اور (۷۲) سال کی عمر مبارک پر آپ نے ۴۴ھ میں وفات پاکر جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

(۸) ام المومنین بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث ہلالیہ عامریہ آپ کا پہلا نکاح مسعود بن عمرو ثقفی سے ہوا تھا ان کے طلاق دینے کے بعد ابی رہم بن عبدالعزی سے نکاح ہوا ان کے انتقال کے بعد ذی قعدہ ۷ھ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح فرمایا اور آپ کی وفات ۵۱ھ ہجری میں ہوکر بقیع میں مدفون ہوئیں۔

(۹) ام المومنین بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حی بن اخطب آپکا پہلا نکاح سلام بن مشکم القرظی سے ہوا ان کے طلاق دینے کے بعد کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں کنانہ جنگ خیبر میں مقتول ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح فرمایا اور آپ (۶۲) سال کی عمر میں بماہ رمضان شریف ۵۰ھ ہجری وفات پاکر جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ (از تاریخ الاولیاء و سیرۃ النبی از علامہ شبلی نعمانی وغیرہ)

علاوہ اس کے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادیوں کا بھی نکاح ثانی فرمایا ہے۔ چنانچہ بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کا قبل نزول قرآن مجید عتبہ بن ابولہب سے نکاح ہوا تھا بعد نزول قرآن و دعوت اسلام ابولہب نے مخالفت کی وجہ سے بی بی ممدوحہ کو اپنے فرزند سے طلاق دلادی۔ اس کے بعد حضرت ممدوحہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ثانی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا۔

اور دوسری صاحبزادی بی بی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح عتیبہ بن ابولہب سے

ہو اتھا عتبہ کے طلاق دینے کے بعد بی بی ام کلثومؓ کا بھی نکاح ثانی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا۔ چونکہ اسوقت بی بی رقیہؓ کا انتقال ہو چکا تھا ان کے سوا اور بہت ساری مقدس بیویوں کے نکاح ثانی و ثالث ہوئے ہیں ان کی تفصیل بخیال طوالت نہیں لکھی گئی اور جس قدر لکھی گئی ہے طالبان حق و عاشقان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کار خیر کے عمل کے واسطے ضرورت سے زیادہ ہے

حضانت

حق پرورش و تربیت اولاد کو حضانت کہتے ہیں۔ (غایتہ الاوطار)

حضانت ایک قسم کی ولایت سمجھی گئی ہے۔ جنکو اپنی ذات پر ولایت نہیں۔ (جیسے لونڈی وغیرہ) ان کو حق حضانت بھی نہیں۔ (غایتہ الاوطار)

شرائط حضانت حسب ذیل ہیں :۔

الف حاضنہ حرہ۔ بالغہ۔ آمینہ ہو۔

ب ۔ پرورش پر قادر ہو۔

ج زوج اجنبی کے نکاح میں نہ ہو۔

ف اگر مرد ہو تو سوائے شرط آخر کے بقیہ شرائط کا اس میں بھی ہونا ضرور ہے غایتہ الاوطار

حق پرورش نسبی ماں کو ہے اگرچہ وہ کتابیہ یا مجوسیہ ہو۔ یا زوج سے اس سے فرقت ہو گئی ہو۔ لیکن مرتدہ نہ ہو گئی ہو کیونکہ مرتدہ کو اس وقت تک حق پرورشی نہیں جب تک کہ پھر اسلام قبول نہ کرے (غایتہ الاوطار)

اگر ماں فاجرہ یا فاسقہ یا نوحہ گری یا گانے کا پیشہ کرتی ہو یا مردہ شو یا دائی ہو یا ایسی ہو کہ جس پر اطمینان نہ ہو۔ یا صغیر کے غیر محرم سے نکاح کر لیا ہو یا وہ ایسے شخص

کے پاس رہتی ہو جس کو صغیر سے بغض یا کراہت ہو تو اُسے حق حضانت نہیں (غایۃ الاوطار)

جبکہ ماں مفت پرورش نہ کرے اور باپ کو نفقہ دینے کی مقدرت نہ ہو۔ اور لڑکے کی پھوپھی مفت پرورش پر رضامند ہو تو صغیر پھوپھی کے حوالہ کیا جائیگا۔ (غایۃ الاوطار)

جس عورت کو شرعاً حق حضانت ہے اگر وہ انکار کرے تو اس پر جبر نہیں کیا جاسکتا لیکن اگر حاضنہ متعین ہو جائے اس طرح پر کہ صغیر کسی کی چھاتی نہ لیتا ہو سوا اس عورت کے یا صغیر کا باپ اور صغیر ایسے مالدار نہ ہوں کہ خادمہ نوکر رکھ سکیں تو ایسی صورت میں حاضنہ پر جبر کیا جائیگا۔ (غایۃ الاوطار)

جبکہ حاضنہ صغیر کے باپ کی منکوحہ یا معتدہ نہ ہو تو اسکو تین چیزیں اجرت حضانت۔ اجرت رضاعت۔ صغیر کا نفقہ دینا ضرور ہے اور اگر حاضنہ کے پاس مکان نہ ہو تو باپ کو ایام پرورش کے لئے مکان بھی دینا ہوگا۔ اسی طرح اگر صغیر خادم کا محتاج ہو تو خادم بھی دینا ہوگا۔ (غایۃ الاوطار)

اگر ماں مرجائے یا اپنے حق کو ساقط کردے تو حق حضانت نانی کو ہے بہ ترتیب قرابت واہلیت (اگرچہ نانی بعیدہ ہو جیسے ماں کی نانی یا نانی کی نانی وغیرہ) اور نانی کے بعد دادی کو بھی اسیطرح ہے بہ ترتیب (گو دادی بعیدہ ہو) پھر سگی بہن کو پھر مادری بہن کو پھر سوتیلی بہن کو پھر سگی بہن کی بیٹی کو پھر مادری بہن کی بیٹی کو پھر خالہ کو بہ ترتیب (یعنے پہلے سگی پھر مادری پھر سوتیلی) پھر سوتیلی بہن کی بیٹی کو پھر بھتیجیوں کو۔ پھر پھوپھی کو پھر ماں کی خالہ کو پھر باپ کی خالہ کو پھر ماں کی پھوپھی کو پھر باپ کی پھوپھی کو بہ ترتیب صدر۔ ان کے بعد عصبات رجال کو بہ ترتیب وراثت حق حضانت ہے (سوائے عصبہ فاسق وبے ہوش کے کہ وہ مستحق حضانت نہیں) اور جبکہ عورات مذکورہ بالا

اور عصبات میں سے کوئی نہ ہو تو پھر ذوی الارحام۔ بترتیب صدر مستحق ہیں (غایۃ الاوطار)

حاضنہ ماں ہو یا کوئی اور عورت احق ہے صغیر کے رکھنے میں اس وقت تک جب تک کہ اس کو حاجت نہ رہے۔ عورتوں کے پاس رہنے کی اور اس استغنا کی مدت سات سال ہے (غایۃ الاوطار)

مدت حمل

مدت حمل کی زیادہ سے زیادہ دو برس ہے اور کم سے کم چھ ماہ ہے۔ دلیل حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قول سے حضرتہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے یہ ہے کہ بچہ پیٹ میں دو برس سے زیادہ نہیں رہتا۔ لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حمل کی زیادہ مدت چار برس ہے۔ (احسن المسایل)

بچہ پیدا ہونے پر اسکے کان میں اذان کہنا

واضح ہو کہ فرزند یا دختر تولد ہو تو مولود کو غسل دینے کے بعد کسی بزرگ کی زبان سے بچہ کے سیدھے کان میں (اذان) اور بائیں کان میں (اقامت) یعنے تکبیر کہلانا سنت ہے۔ چنانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہونے پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے کان میں اذان و تکبیر فرمائی ہے۔

حدیث شریف (وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ حِیْنَ وَلَدَتْہُ فَاطِمَۃُ بِالصَّلٰوۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ)

یعنے روایت ہے ابی رافع رضی اللہ عنہ سے کہ کہا دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو کہ اذان دی کان میں حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کے اس وقت کہ جنا ان کو حضرتہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے) مانند اذان نماز کے نقل کی یہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو داؤد نے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

کتاب العقیقہ

احکام عقیقہ

لغت میں (عق) کا معنی پھاڑنا ہے اور (عقیقہ) ان بالوں کو کہتے ہیں۔ جو بچہ پیدا ہونے کے وقت اس کے سر پر ہوتے ہیں۔ ان بالوں کو منڈھوا کر بکرا ذبح کرنے کی رسم کو (عقیقہ) کہتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے واسطے دو بکرے ذبح کر کے حضرتہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے فرمائے کہ اس پسر کے سر کے بال مونڈھوا کر بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کردو۔ حضرتہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا بعد حلق راس موئے مبارک تولے تو ایک درہم چاندی کے برابر یا اس سے کچھ کم ہوئے۔

حدیث شریف (عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرِ الضَّبِّيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاَهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَاَمِيْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى رَوَاهُ الْبُخَارِیْ) یعنے روایت ہے سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے لڑکا پیدا ہونے کے ساتھ عقیقہ کرنا مسنون ہے پس ذبح کرو اس کی طرف سے جانور اور دور کرو اس سے ایذا۔

حدیث (۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ کَبْشًا کَبْشًا۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَعِنْدَ النَّسَائِیِّ کَبْشَیْنِ کَبْشَیْنِ۔ کَذَا فِی الْمِشْکٰوۃِ۔

یعنے روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ کیا حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے طرف سے ایک ایک دنبہ نقل کی یہ ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے اور نزدیک نسائی کے دو دو دنبہ بہتر یہ ہے کہ لڑکے کے لئے دو بکرے ذبح کئے جائیں اگر ایک بھی کیا جاے تو جائز ہے اور لڑکی کے لئے ایک۔ حدیث (عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِیَۃِ شَاۃٌ وَلَا یَضُرُّکُمْ ذُکْرَانًا کُنَّ اَوْ اِنَاثًا) یعنے لڑکا پیدا ہونے میں دو بکریاں اور لڑکی میں ایک اور اس میں کچھ نقصان نہیں کہ نر ہوں یا مادہ۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے (از مشکوٰۃ شریف)

ف فرزند کے عقیقہ کے لئے دو بکرے اور دختر کے لئے ایک نر ہو یا مادہ لیکن صحیح الاعضا قربانی کی شرط والا تولد سے ساتویں یا چودھویں یا اکیسویں یا اٹھائیسویں دن یا اسیطرح سات سات دن یا سات سات مہینے یا سات سات سال کے حساب سے جس وقت ہو سکے عقیقہ کرنا چاہئے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عقیقہ سنت موکدہ ہے اور ایک روایت سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس واجب ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مستحب ہے اور نیز حنفیہ کے نزدیک عقیقہ مستحب ہے اور صحیح بخاری میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جس بچہ کا عقیقہ نہ کیا گیا ہو وہ بچپن میں مرجائے تو اپنے والدین کی شفاعت نہ کریگا۔

(شرح مقدمہ) میں لکھا ہے کہ عقیقہ کا حکم اس پر ہے جس پر لڑکے کا کھانا کپڑا واجب ہے۔ اگر باپ کو عقیقہ کا مقدور نہ ہو ورمال سے ہو سکتا ہو تو ماں ہی کر

لیکن ولی کو لڑکے کے مال سے عقیقہ کرنا درست نہیں ہے۔ یعنے وہ مال کہ لڑکے کو کسی نے ہبہ کیا ہو یا اس کی میراث کا مال ہو۔ اور بہتر یہ ہے کہ عقیقے کے جانور کو لڑکے کا باپ یا دادا یا چچا ذبح کرے یا ان کا نائب یعنے جس کو وہ کہیں یا کوئی اور بھی ذبح کرے تو درست ہے اور بعد ذبح مولود کے سر کے بال مونڈھوا کر بالوں کے ہم وزن چاندی یا سونا تول کر محتاجوں کو دیدیا جائے اور بال زمین میں گاڑ دیئے جائیں یہ مضمون طیبی مشکوٰۃ کی شرح میں لکھا ہے اور عقیقہ کا دنبہ چھ مہینے سے اور بکری یا بھیڑ ایک برس سے اور گائی بھینس دو برس سے اور اونٹ پانچ برس سے کم عمر کا نہ ہو زیادہ عمر کا ہو تو مضائقہ نہیں۔ عقیقہ میں گائی اور اونٹ ذبح کرنا درست ہے ان دونوں کا ساتواں حصہ بمنزلہ ایک بکرے کے ہے۔

نیت ذبح عقیقہ

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃُ (ابنی فلانٍ) دَمُھَا بِدَمِہٖ وَلَحْمُھَا بِلَحْمِہٖ وَعَظْمُھَا بِعَظْمِہٖ وَجِلْدُھَا بِجِلْدِہٖ وَشَعْرُھَا بِشَعْرِہٖ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا فِدَاءً لِّابْنِیْ مِنَ النَّارِ۔

۲۔ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّۃِ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

یعنے یا اللہ یہ عقیقہ میرے فلاں فرزند کے طرف سے ہے اس کا خون اسکے خون کے بدلے اور اس کا گوشت اس کے گوشت کے بدلے اور اس کی ہڈی اس کی ہڈی کے بدلے اور اس کا پوست اس کے پوست کے بدلے اور اس کے بال اس کے بال کے

بنا دے یا اللہ اس عقیقہ کو میرے فرزند کے طرف سے دوزخ سے بچنے کو فدیہ بنا دے
۔۔ میں نے منہ کیا اس کی طرف جس نے زمین اور آسمان بنائے ۔ ابراہیم علیہ السلام
کے دین پر ایک سو ہو کر اور میں نہیں ہوں شریک کرنے والا بیشک میری نماز اور میری
قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے طرف ہے جو پروردگار ہے عالم کا کوئی
نہیں اس کا شریک اور یہی حکم مجھ کو ہوا اور میں حکم برداروں سے ہوں یا اللہ تجھی
سے اور تیرے ہی لئے ہے سب کچھ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اللہ بہت بڑا ہے

ف اگر لڑکی کی جانب سے عقیقہ کیا جائے تو نیت ذبح میں ضمیر مونث کی کریں۔
یعنے (دمھا بدمھا) اور نیت میں (فلاں) کی جگہ جس لڑکے یا لڑکی کا عقیقہ کیا جاتا
ہو اس کا نام لیں اور اگر باپ کے سوا کوئی اور ذبح کریں تو اس لڑکے کے باپ کا
نام بھی لیں۔

عقیقہ کا گوشت۔ پوست۔ استخواں وغیرہ للہ تقسیم کریں یا پکا کر لوگوں کو
کھلائیں۔ شرح مقدمہ میں امام عبداللہ وغیرہ نے لکھا ہے کہ عقیقہ کا گوشت قربانی کے
گوشت کے مانند فقیر وغنی اور صاحب عقیقہ اور اس کے والدین وغیرہ سب کو کھانا
جائز ہے۔

تقسیم گوشت عقیقہ

سر حجام کو۔ ایک ران جنانے والی دایہ کو۔ ایک حصہ فقرا کو دو حصے دوستوں
اور ہمسایہ کو۔

کتاب الختنہ

احکام ختنہ

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ختنہ اسی برس کی عمر میں ہوا ہے اور حضرت اسحاق علیہ السلام کا ختنہ پیدا ہونے سے ساتویں دن ہوا ہے اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کا ختنہ تیرھویں برس میں اسی طرح شرح سفر السعادت میں لکھا ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ختنہ سنت ہے اور امام احمد کی مسند میں حدیث ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے۔ (اَلْخِتَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ وَمَكْرُمَةٌ لِلنِّسَاءِ) یعنی ختنہ مردوں کے لئے سنت ہے اور عورتوں کے لئے عزت ہے۔ اور ختنہ کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں ہے بعضوں کا قول ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے ساتویں دن ختنہ کیا جائے اور بعضوں نے سات برس کے بعد اور بعضوں نے نو برس کے بعد تجویز کیا ہے اور فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے کہ "ختنہ کا وقت اس وقت سے شروع ہوتا ہے کہ لڑکا ختنہ کی تکلیف کو سہہ سکے اور بالغ ہونے تک باقی رہتا ہے اور نو برس سے کم عمر میں ختنہ کرنا بہتر ہے اور اگر کچھ تھوڑی زیادہ عمر کے بعد کریں تو مضائقہ نہیں ہے"

اور (مجمع البرکات) میں لکھا ہے کہ "صحیح مذہب یہ ہے کہ لڑکے کا حال دیکھیں اگر اس کو طاقت ہو تو تاخیر نہ کریں اور اگر ضعیف ہو تو قوت آنے تک دیر کرنا مضائقہ نہیں ہے"

مسئلہ جس لڑکے کا ختنہ ہوا اور اس کا چمڑا جتنا چاہیے اتنا سب نہ کٹا ہو اگر آدھے سے زیادہ کٹا ہو تو اس پر ختنہ کا حکم جاری ہو گیا اور سنت ادا ہو گئی۔ اور اگر آدھا یا آدھے سے کم کٹا ہو تو اس کا ختنہ نہیں ہوا۔ اور سنت کی ادائی باقی رہی۔

مسئلہ کوئی ایسا لڑکا ہو کہ بغیر ختنہ کئے اس کا بدن ختنہ کرنے کے مانند

ظاہر ہوتا ہو اوسکو جو کوئی دیکھے یہ جانے کہ اس کا ختنہ ہو گیا ہے اور اس کا ختنہ بغیر ایذا اور تکلیف کے ممکن نہ ہو تو اس کو کسی سیانے حجام کو دکھائیں اگر وہ کہے کہ اس کا ختنہ کرنے سے حد سے بڑھ جائیگا تو ختنہ نہ کریں اس پر سے ختنہ کا حکم اتر گیا

مسئلہ کوئی بڈھا کافر مسلمان ہو اور حجام کہے کہ اسکو ختنہ کی طاقت نہیں ہے تو اس کا ختنہ نہ کریں۔ اور یہی حکم ہے اس مسلمان کا جو بڈھا ہو گیا اور اس کا ختنہ نہیں ہوا۔ (از فتاوی قاضی خاں)

مسئلہ سنت یہ ہے کہ ختنہ پیر کے دن آفتاب ڈھلے بعد کریں اور اتوار کے دن مکروہ ہے (جواہر الفتاوی میں لکھا ہے کہ اَلسُّنَّةُ فِی الْخِتَانِ اَنْ یَّکُوْنَ فِیْ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ بَعْدَ الزَّوَالِ وَیُکْرَہُ یَوْمَ الْاَحَدِ لِاَنَّہٗ لِلْبِنَاءِ وَالزِّیَادَةِ وَھٰذَا لِلنُّقْصَانِ

یعنے ختنہ میں سنت یہ ہے کہ پیر کے دن بعد زوال کیا جائے۔ اور اتوار کے دن مکروہ ہے اس واسطے کہ اتوار کا دن بنانے اور زیادتی کے واسطے ہے اور ختنہ نقصان اور کم کرنے کا نام ہے۔

کتاب الذبیحہ

ذبیحہ اس جانور کو کہتے ہیں جو ذبح کیا جائے۔

ذبح گلے کی رگیں کاٹنے کو کہتے ہیں۔ ذبح کا مقام گلے اور سینہ کے اوپر کی ہڈی کے بیچ میں ہے اور ذبح میں نرخرا یعنے سانس کی رگ۔ اور مری یعنے کھانے پینے کی رگ اور دونوں شہ رگیں اور ان کے اطراف کا حصہ کاٹنا چاہیئے۔ اگر ان میں سے تین رگیں بھی کٹ جائیں تو کافی ہے۔ مسلمان اور اہل کتاب (یعنے یہودی

ونصرانی کا اور لڑکے اور عورت اور گونگے اور بے ختنہ شخص کا ذبیحہ یعنے حلال کیا ہوا۔ جانور حلال ہے۔ (احسن المسائل)

قولہ تعالیٰ (اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ) یعنے آج تمہارے لئے حلال چیزیں حلال رکھی گئیں اور جو لوگ کتاب دئے گئے ہیں (یعنے یہودی ونصاریٰ) ان کا ذبیحہ تم کو حلال ہے۔ مگر آتش پرست اور بت پرست اور مرتد اور ناسمجھ اور مجنون اور ذبح کے وقت اللہ کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام لینے والے اور ذبح کے وقت عمداً بسم اللہ نہ کہنے والے اور احرام باندھے ہوئے کا ذبیحہ یعنے ذبح کیا ہوا۔ درست نہیں حرام ہے (درمختار وغیرہ)

قولہ تعالیٰ (وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاِنَّہٗ لَفِسْقٌ) جز ۸ رکوع یعنے مت کھاؤ ان جانوروں میں سے کہ جنکے ذبح کے وقت خدا کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو اور یہ امر بے حکمی ہے)

ف لیکن اگر بھول کر بسم اللہ نہ کہے تو اس کا ذبیحہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حلال ہے۔ اس لئے کہ ارشاد فرمائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ (رُفِعَ عَنْ اُمَّتِیْ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ) یعنے میری امت سے بھول چوک معاف ہے (احسن المسائل)

طریقہ ذبح

جانور کو پانی پلاکر منہ قبلہ رخ اور سر جنوب کی طرف کرکے بائیں پہلو پر لٹا دیں اور داہنے ہاتھ سے تیز چھری لیکر (بسم اللہ اللہ اکبر) کہکر قوت اور تیزی کے ساتھ حلق پر اس طرح چلائیں کہ چاروں رگیں کٹ جائیں۔

ذبح کے وقت جانور میں کچھ نہ کچھ یقینی حیات یعنے جان رہنا شرط ہے۔ اگر بوقت ذبح جانور میں ذرا بھی جان نہ رہے تو وہ حلال نہیں ہے۔ جان رہنے کی یہ علامت ہے کہ خون جاری ہو یا ذبیحہ کچھ حرکت کرے۔ بعد ذبح خون جاری نہ ہو یا ذبیحہ کچھ حرکت نہ کرے تو اس کا کھانا درست نہیں حرام ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جانور کے زندہ یا مردہ ہونے میں شبہ ہو اگر بوقت ذبح جانور یقینی زندہ ہو۔ اور بعد ذبح اس سے خون جاری نہ ہو یا کچھ حرکت نہ کرے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے (احسن المسائل)

گائے یا بکری وغیرہ ذبح کرکے اس کا پیٹ چاک کرنے کے بعد پیٹ میں سے زندہ بچہ نکلے تو اس کو ذبح کرنا چاہیئے۔ اگر پیٹ میں سے مردہ بچہ نکلے یا زندہ نکل کر مرجائے تو وہ حلال نہیں مردار ہے۔ اس کو کھانا درست نہیں ہے (احسن المسائل)

قولہ تعالیٰ (وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا ۖ وَإِن يَكُن مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ) (پ ۸ ع ۵)

یعنے اور کہا انھوں نے جو کچھ ان جانوروں کے پیٹوں میں ہے خالص ہے واسطے ہمارے مردوں کے اور حرام ہے ہماری بیبیوں پر اور اگر ہوے مردہ پس وہ اس میں شریک ہیں البتہ جزا دیگا ان کو ان کے کہنے کی تحقیق وہ حکمت والا جاننے والا ہے

ف یہ مسئلہ بنایا گیا تھا کہ جانور ذبح کرنے پر اس کے پیٹ میں سے بچہ نکلا اگر زندہ نکلے تو مرد کھائیں اور عورتیں نہ کھائیں اور اگر مردہ نکلے تو سب کھائیں اسکی نسبت یہ حکم ہوا کہ اس میں مرد اور عورت کا کچھ فرق نہیں ہے۔ اگر زندہ نکلے تو ذبح کرکے سب کھائیں بغیر ذبح کے مردار ہے اور اگر مردہ نکلے اور معلوم ہو کہ جان پڑی تھی تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حلال نہیں۔ (موضح القرآن)

سینگ یا ہڈی یا تیز پتھر۔ یا دھار والی ایسی چیز سے جو خون جاری کر دے ذبح کرنا درست ہے جو پلا ہوا چوپایہ وحشی ہو کر بھاگ جاوے یا کوئیں میں گر پڑے اور اس کا ذبح کرنا ممکن نہ ہو تو اس کو زخم لگا دینا چاہئیے (پھر ذبح کی حاجت نہ ہوگی) (احسن المسائل)

مستحبات یا آداب ذبح

ذبح سے پہلے چھری کو تیز کر لینا۔ ذبح سے پہلے جانور کو پانی پلانا۔ بڑے جانور کے ہاتھ پاؤں باندھنا۔ اور اس کو نرمی سے بائیں پہلو پر لٹانا۔ ذبح کے وقت جانور کا منہ قبلہ کی طرف کرنا۔ ذابح کا منہ قبلہ کی طرف ہونا۔ ذابح باطہارت ہونا۔ داہنے ہاتھ سے ذبح کرنا۔ حلق پر چھری چلانے میں جلدی کرنا۔ دن کے وقت ذبح کرنا۔

مکروہات ذبح

چھری کند رہنا۔ جانور کا پاؤں پکڑ کر مقام ذبح تک کھینچ لانا۔ ایک جانور کو دوسرے جانور کے روبرو ذبح کرنا۔ جانور کو لٹا کر اس کے روبرو چھری تیز کرنا۔ جانور کا منہ قبلہ کی طرف نہ ہونا۔ ذبیحہ کے گلے کو حرام مغز تک کاٹنا یا سر کو دھڑ سے جدا کر دینا۔ گردن کے پیچھے سے ذبح کرنا۔ ذبیحہ ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کا چمڑا چھیلنا یا گوشت کاٹنا۔ حاملہ قریب الوضع جانور کو ذبح کرنا۔ رات کے وقت ذبح کرنا۔ (در مختار وغیرہ)

شکار

حلال جانور کو تیز چیز یعنے تیر وغیرہ یا سدھے ہوئے شکاری جانور سے شکار کیا جائے۔ بشرطیکہ تیر یا شکاری جانور کو بسم اللہ پڑھکر چھوڑیں۔ ایسے شکار شدہ جانور کو

بغیر ذبح کئے کھانا درست ہے۔ اگر تیر یا شکاری جانور کو چھوڑتے وقت بسم اللہ نہ پڑھیں یا سدھے ہوئے جانور کے ساتھ کوئی اور ایسا جانور مل جائے جو سدھا ہوا نہ ہو یا سدھا ہوا جانور شکار کرکے خود بھی کھالے یا تیز چیز کا زخم اس کی دھار کی طرف سے نہ لگے تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے

ذبیحہ کے مندرجہ ذیل چیزیں کھانا مکروہ تحریمی ہے

پتّا۔ غدود۔ پھکنا۔ شرمگاہ۔ خصیتین۔ عضو تناسل۔ حرام مغز (درمختار کذافی سراج الوہاج)
خون جاری کی حرمت نص صریح سے ثابت ہے۔ (درالمختار)

مردار جانور جن کا کھانا جائز نہیں

تیڑھے دانت کے کوچلیوں والے درندے۔ پنجے سے شکار کرنے والے پرندے۔ حشرات الارض یعنے سانپ۔ بچھو۔ گھونس۔ چچوندر۔ چیونٹی۔ چیونٹا۔ دیمک۔ کیچوا۔ چھپکلی۔ گرگٹ وغیرہ۔ اور دیسی کوا جو مردار کھاتا ہے۔ بستی کا گدھا۔ خچر۔ سؤر۔ بجو بھڑ۔ کچوا۔ گدہ۔ ہاتھی۔ نیولا وغیرہ (احسن المسائل وغیرہ)

کقولہ تعالیٰ (اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ؕ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۲ جزء ۵ رکوع

یعنے سوائے اس کے نہیں کہ حرام کیا تمہارے پر مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ پکارا جائے اوپر اس کے واسطے غیر اللہ کے۔ پس جو کوئی بے بس ہو نہ حد سے نکل جانے والا اور نہ زیادتی کرنے والا پس نہیں گناہ اس پر تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے

ف بھوک سے مضطر کو جبکہ ہلاکت کی نوبت پہونچے اسکو حرام یعنے مردار بھی حلال ہو جاتا ہے۔ بلکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس حالت میں اس کا کھانا فرض ہے اگر نہ کھا کر مر جائیگا تو گنہگار ہو گا۔ لیکن جان بچانے کی مقدار تک کھانا نہ کہ شکم سیر (مالابد)

ف پانی کے جانوروں میں صرف مچھلی بغیر ذبح کیے حلال ہے لیکن جو خود مر کر پانی پر تیر آئی ہو اس کا کھانا حرام ہے۔ مچھلی کے سوا پانی کا کوئی جانور حلال نہیں ہے (احسن المسائل)

حلال جانور بغیر ذبح کئے کسی صدمہ سے یا بلندی سے گر کر یا گلا گھوٹنے سے مر جائے۔ یا اسکو کسی کافر نے ذبح کیا ہو یا جس جانور کے ذبح کے وقت عمداً بسم اللہ کہنا ترک کیا گیا ہو اس کا کھانا حرام ہے۔ (احسن المسائل)

چنانچہ قولہ تعالیٰ (حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ)

یعنے تم پر حرام کئے گئے ہیں مردار جانور اور خون (جو بہتا ہو) اور گوشت سور کا اور جو جانور غیر اللہ کے نام زد کر دیا گیا ہو اور جو گلا گھوٹنے سے مر جائے اور جو کسی ضرب سے مر جاوے اور جو اونچے سے گر کر مر جائے اور جو لاٹھی مارنے سے مر جائے اور جو سینگ مارے سے مر جائے اور جس کو کوئی درندہ کھانے لگے۔ (جزء ۶ رکوع ۵)

طوطا اور طاؤس وغیرہ حلال ہیں۔ (سراج المنیر و عالمگیری)

جنگلی کوا جو کھیتی کھاتا ہو اور نجاست نہیں کھاتا اور جنگلی گدہا یعنے گورخر حلال ہے

اونٹ بیل گائے بھینس بکرے ہرن نیلگاو وغیرہ گھاس پتے کھانے والے چوپائے حلال ہیں۔ کقولہ تعالیٰ (أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ) ۶ جزء رکوع

یعنے حلال کیے گئے تمہارے واسطے چارپائے چگنے والے۔

(امام اعظم)

ف اگر کوئی ہندو مشرک یا مجوسی وغیرہ گوشت بیچتا ہو اور وہ یہ کہے کہ میں نے اس جانور کو مسلمان سے ذبح کرایا ہے تو اس معاملہ میں اس کے کہنے کا اعتبار نہ ہوگا۔ اور اس گوشت کو خریدنا اور کھانا درست نہیں ہے

اگر مشرک نے مسلمان سے جانور ذبح کرایا اور اس مسلمان کے روبرو اپنی بہو بیٹی یا کسی اور مشرک کے ہاتھ سے اس ذبیحہ جانور کے گوشت میں سے اس مسلمان کے گھر میں گوشت روانہ کرے تو اس کا لینا اور کھانا بھی درست نہیں ہے۔

بعد ذبح مسلمان کی نظر سے ایک لحظہ بھی گوشت غائب ہو جائے تو مشرک کے پاس سے اس گوشت کا خریدنا اور کھانا جائز نہیں ہے۔ لیکن بعد ذبح اسکو اپنی نظر سے غائب نہ ہونے دیں تو اس میں سے خریدنا اور کھانا جائز ہے

(مالابد مطبوعہ ۱۳۰۸ھ کے آخر میں اسکے متعلق فتویٰ بھی درج ہے)

کتاب التقویٰ

طعام اس قدر کھانا فرض ہے کہ جس سے زندگی باقی رہے (مالابد)

آدھے پیٹ تک کھانا سنت ہے۔ (مالابد)

اس قدر کھانا جس سے نماز کھڑے ہو کر پڑھ سکے اور روزہ رکھنے کی طاقت حاصل ہو اور جہاد میں طاقت ہونے اور علم دینی میں محنت کرنے کی نیت سے پیٹ بھر کھانا مستحب ہے اور پیٹ بھر کھانا مباح بھی ہے۔ (مالابد)

پیٹ بھر سے زیادہ کھانا حرام ہے لیکن روزہ رکھنے کے قصد سے یا مہمان کی خاطر سے جائز ہے۔ (مالابد)

اقسام کے میوے اور طرح طرح کی لطیف غذائیں کھانا جائز ہے لیکن اسمیں حد سے

زاید خرچ کرنا اسراف ہے اور وہ منع ہے۔ (مالابد)

سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا پینا مرد اور عورت دونوں کے لئے حرام ہے

ف ظروف سونا اور چاندی میں۔ کفگیر۔ چمچہ۔ آئینہ۔ قلم۔ دوات اور وہ ظرف جس میں خوشبودار تیل وغیرہ ڈال کر استعمال کیا جاتا ہے داخل ہے۔ (درالمختار وغیرہ)

تانبے اور پیتل کے برتن میں کھانا اور پینا مکروہ ہے (درالمختار وغیرہ)

استعمال کے لئے مٹی کے برتن افضل ہیں کیونکہ فرمائے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی مٹی کے برتن اپنے گھر میں رکھے ملائکہ اس کی زیارت کو آتے ہیں (درالمختار)

کھانا کھانے کے وقت اول بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہنا سنت ہے۔ (مالابد)

اور پانی تین بار کر کے پیوے اور ہر بار اول بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہے (مالابد)

مرض میں دوا کھانی واجب نہیں بلکہ جائز ہے اگر دوا نہ کھائے اور مر جاوے تو گنہگار نہ ہوگا۔ (مالابد)

ظالم امیر اور ناچنے اور گانے اور چلا چلا کر رونے والی عورتوں کی ضیافت اور ان کا ہدیہ قبول کرنا منع ہے اس صورت میں جبکہ ان کا اکثر مال حرام ہو اور اگر یہ معلوم ہو کہ ان کا اکثر مال حلال ہے تو درست ہے (مالابد)

لباس۔ ستر عورت کے چھپانے کے موافق اور جو گرمی و سردی ہلاکت کا موجب ہوتی ہو اسکے دفع کے موافق کپڑا پہننا فرض ہے (مالابد)

سنت یہ ہے کہ لباس ٹخنوں تک نہ پہنے اور دامن اور ازار آدھی پنڈلی تک ہو اور ٹخنے تک بھی جائز ہے لیکن اس سے زیادہ دراز حرام ہے اور یہ نیت سنت شملہ ایک بالشت چھوڑنا مستحب ہے اور اس سے زیادہ کپڑا زینت اور خدا نعم

کی نعمت کا شکریہ ادا کرنے کی نیت سے پہننا مستحب ہے۔ اور اظہار فخر کے خیال سے لباس میں زیادہ تکلف اور اسراف کرنا مکروہ اور حرام ہے اگر ایسی نیت نہ ہو تو مباح ہے (مالابد)

مردوں کے لئے زرد اور زعفرانی اور سرخ رنگ کا کپڑا اور ریشمی وہ کپڑا جس کا تانا اور باناریشم ہو جائز نہیں مکروہ ہے اور جس کپڑے کا باناسوت اور تانا ریشمی ہو وہ مشروع ہے اور اس کا پہننا درست ہے اور ریشمی کپڑے کا بچھونا اور تکیہ بنانا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہے لیکن صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک منع ہے (مالابد)

عورتوں کو رنگین اور ریشمی کپڑے پہننا اور چاندی اور سونے کا زیور پہننا درست ہے (مالابد)

مردوں کو سونے اور چاندی کا زیور پہننا حرام ہے لیکن چاندی کی انگوٹھی اور اسکے نگینے کے اطراف سونا لگا ہوا پہننا درست ہے (مالابد)

بادشاہ اور قاضی کو مہر کی انگوٹھی رکھنا سنت ہے (مالابد)

لوہے اور پیتل وغیرہ کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں ہے (مالابد)

اپنی عورت یا لونڈی یا کسی مرد کی پیچھے کی شرمگاہ میں وطی کرنا حرام ہے۔ اور اس کو حرام نہ جاننا کفر ہے۔ (مالابد)

قولہ تعالیٰ (وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۔ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ) (۸ جز اعراف)

ترجمہ۔ اور بھیجا لوط کو جس وقت کہا اس نے اپنی قوم کے واسطے کیا کرتے ہو تم بے حیائی کہ نہیں کیا پہلے تم سے اس کو کسی نے عالموں میں سے تحقیق تم آتے ہو مردوں کے پاس شہوت سے سوائے عورتوں کے بلکہ تم قوم ہو حد سے نکل جانے والے۔

قولہ تعالیٰ (اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ) (۱۹ جز نمل)

(یعنے کیا آتے ہو تم مردوں کے پاس شہوت سے سوائے عورتوں کے بلکہ تم ایک قوم ہو جہل کرتے ہو) اجنبی عورت اور مرد کو شہوت سے دیکھنا اور اس پر ہاتھ ڈالنا۔ اور حرامکاری کی کوشش میں چلنا پھرنا حرام ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنکھ کا زنا دیکھنا۔ ہاتھ کا زنا پکڑنا۔ پاؤں کا زنا چلنا۔ زبان کا زنا بات کرنا ہے (مالابد)

مرد کو دوسرے مرد کا بدن دیکھنا جائز ہے لیکن ستر یعنے ناف سے زانو تک دیکھنا حرام ہے مگر طبیب یا ختنہ کرنے والے یا حقنہ کرنے والے وغیرہ کو ضرورت کے وقت اور ضرورت کی حد تک دیکھنا درست ہے۔ اور عورت کو دوسری عورت کا بدن دیکھنے کے نسبت بھی یہی حکم ہے۔ اور عورت کو مرد کے ستر کے سوا باقی بدن دیکھنا درست ہے اس صورت میں کہ شہوت نہ ہو اور شہوت کی حالت میں ہرگز درست نہیں ہے اور مرد کو اجنبی عورت کا بدن دیکھنا بالکل درست نہیں ہے۔ (مالابد)

چنانچہ قولہ تعالیٰ (قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ

ترجمہ۔ آپ مسلمان مردوں سے کہدیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ ونیز عورتوں کے لئے ایسا ہی حکم ہے چنانچہ قولہ تعالیٰ (وَقُلْ لِلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ) ۱۸ جز۔ ۱ رکوع

ترجمہ۔ اور اسی طرح مسلمان عورتوں سے بھی کہدیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے اجنبی عورت کی طرف شہوت سے نظر کی۔ قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ اس کی آنکھوں میں ڈالا جائیگا۔

اپنی عورت اور لونڈی کا تمام بدن دیکھنا درست ہے لیکن شرمگاہ کا نہ دیکھنا مستحب ہے

ماں۔ بہن۔ بیٹی۔ پوتی۔ محرم عورتوں کے منہ اور پنڈلی اور بازو کو دیکھنا اور
ان کو ہاتھ لگانا درست ہے لیکن شہوت سے امن ہونے کی صورت میں اور پیٹ اور
پیٹھ اور ران دیکھنا درست نہیں ہے (مالابد)

کتاب اللقیط

لقیط انسان کے اس بچہ کو کہتے ہیں جسکو لوگوں نے اخفائے زنا یا مفلسی کے سبب
کسی جگہ پھینکدیا ہو۔ (غایۃ الاوطار)

لقیط کا کہیں مال ہو یا لقیط کی کہیں قرابت ثابت ہو تو لقیط کے جمیع ضروریات
اس مال یا قرابت دار سے متعلق ہونگے۔ (غایۃ الاوطار)

لقیط کو ملتقط سے بجبر لینا کسی طرح درست نہیں اگر ملتقط حفاظت کرنے کے ناقابل
پایا جائے تو سلطان کو اختیار ہے۔ کہ لقیط کو ملتقط سے لے لے۔ (غایۃ الاوطار)

اگر ملتقط متعدد ہوں اور وہ آپس میں اسلام وکفر کا فرق رکھتے ہوں تو لقیط
مسلمان کے حوالہ کیا جائیگا۔ (غایۃ الاوطار)

دو ملتقط میں سے ایک یہ دعوےٰ کرے کہ لقیط میرے ساتھ نسبی علاقہ رکھتا ہے
تو اس سے لقیط کا نسب ثابت ہوگا۔ بشرطیکہ لقیط زندہ ہو ورنہ بدوں گواہوں کے
ثابت نہ ہوگا۔ (غایۃ الاوطار)

اگر کوئی شوہر والی عورت لقیط کے نسب کا دعویٰ کرے اور اس کا شوہر یا دائی
جنائی یا گواہ (ایک مرد اور دو عورتیں ہی کیوں نہ ہوں) اس امر کی تصدیق کردیں تو اس
کا دعویٰ صحیح ہوگا۔ اگر زوج وغیرہ نے تصدیق نہ کی ہو تو صحیح نہ ہوگا اس وجہ سے کہ

نسب کا ثبوت منجانب زوج معتبر ہے (غایۃ الاوطار)

لقیط دارالاسلام میں پایا جائے تو مسلمان اور دارالکفر میں پایا جانے کی صورت میں کافر سمجھا جائیگا۔ (غایۃ الاوطار)

اگر دو حر لقیط کے نسب کا دعوی کریں ایک اس کا حرہ سے ہونا بیان کرے اور دوسرا لونڈی سے تو لقیط کا نسب اول الذکر سے ثابت ہوگا۔ (غایۃ الاوطار)

لقیط کے اوپر اور نیچے جو مال ہو اور جس جانور پر لقیط سوار ہو وہ سب لقیط ہی کا سمجھا جائیگا۔ ملتقط یا کوئی اور بغیر حکم قاضی لقیط پر بھی اسکو صرف نہیں کرسکتا۔ (غایۃ الاوطار)

لقیط کا نسب ذمی سے ثابت ہوسکتا ہے لیکن اس سے لقیط چھین لیا جائیگا (〃)

ملتقط پر لازم ہے کہ جو ہبہ یا خیرات وغیرہ لقیط کے نام یا اس کے حق میں کیگئی ہو اس کی بخوبی حفاظت کرے۔ (غایۃ الاوطار)

ملتقط کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے لقیط کو ساتھ لیجائے (غایۃ الاوطار)

ملتقط لقیط کا نکاح نہیں کرسکتا۔ اور نہ منجانب لقیط ہبہ یا بیع کا مجاز ہے۔ کیونکہ اس کا ولی سلطان ہے۔ (غایۃ الاوطار)

مجہول النسب مثل لقیط کے ہے اس سے بھی احکام لقیط متعلق ہونگے (غایۃ الاوطار)

کتاب اللقطہ

لقطہ سے مراد وہ مال غیر محفوظ ہے جس کا مالک معلوم نہ ہو (غایۃ الاوطار)

لقطہ کا مالک کو دینے کی نیت سے اٹھانا افضل و بہتر ہے مگر اپنے واسطے اٹھانا حرام ہے (غایۃ ۲/۱۱۶)

لقطہ کا پانے والا اپنی ذات پر اس بات کا اعتماد نہ رکھتا ہو کہ وہ لقطہ کی تعریف

نہ کر سکیگا تو اس کا نہ اٹھانا بہتر ہے (غایۃ الاوطار)

ف لقطہ پانے والے کو تعریف کرتے رہنے کے یہ معنے ہیں کہ وہ لوگوں سے کہے کہ "جبکو تم سنو کہ وہ اس مال کا مالک ہے تو اس کو میرے پاس بھیجدو"۔ اور اسی طرح اسکو علی الاعلان لوگوں کے مجمع۔ مساجد۔ بازاروں اور راستوں میں پکارتے رہنا چاہیئے کہ میں نے کسی کی چیز پائی ہے اور اس کے مالک کو نہیں جانتا ہوں۔ اس کے مالک کو چاہیئے کہ میرے پاس آکر پتہ بتادے اور اگر وہ ایسا کرنے سے عاجز ہو تو لقطہ دوسرے کو دیدے تاکہ وہ ایسا کرے۔ اس طرح پکارنے اور مالک کو تلاش کرنے کی میعادیں حسب ذیل ہیں:-

اگر لقطہ ایک درہم کی مالیت کا ہو تو ایک دن۔ تین درہم کی مالیت کی صورت میں تین دن۔ اور دس درہم کی حالت میں سات دن۔ دس درہم سے دوسو درہم یا اس سے زاید مالیت کی صورت میں ایک سال۔ (غایۃ الاوطار)

اگر بعد تلاش کے بھی لقطہ کا مالک نہ ملے اور ملتقط محتاج ہو تو اسکو اپنی ذات کیلئے صرف کر سکتا ہے۔ اگر وہ بعدہٗ غنی ہو جائے تو اس پر لازم ہے کہ مثل اس کے یا اسی مقدار میں خیرات کرے۔ اور اگر ملتقط محتاج نہ ہو تو فقیروں کو خیرات کردے خواہ فقیر اس کے اصول (جیسے باپ دادا وغیرہ) یا فروع (جیسے اولاد) یا زوجہ ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ لقطہ ذمی کا ہے تو وہ بیت المال میں رکھا جائیگا۔ اگر وجود مالک کی امید ہو تو پانے والے پر اس کی وصیت کرنا واجب ہے (غایۃ الاوطار)

بعد خیرات لقطہ کا مالک آوے تو مالک کو اختیار ہے کہ خیرات کو جائز رکھے۔ یا ملتقط سے ضمان (عوض) لے یا ان فقراء سے جنھوں نے اسکو خیرات میں پایا ہے۔ بصورت موجود ہونے کے واپس حاصل کرلے۔ (غایۃ الاوطار)

صغیر یا غلام لقطہ پائے تو اس کی تعریف ولی یا مولیٰ پر لازم ہو گی۔ (غایۃ الاوطار)

اگر ملتقط لقطہ کو بحکم قاضی خیرات کیا ہو تو لقطہ کے مالک کو اختیار ہے کہ قاضی یا بادشاہ سے ضمان لے۔ اس لئے کہ بغیر اجازت مالک کے دوسرے کسی کو غیر کی ملکیت کے خیرات کرنے کا حق نہیں ہے (غایۃ الاوطار)

اگر ملتقط لقیط یا لقطہ پر جو کچھ صرف کرے تو اس کا اسی طرح احسان ہے جیسے غیر کا دین بدون اجازت غیر کے ادا کیا اس کا تقاضہ مالک سے نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر بحکم قاضی بشرط واپسی صرف کیا ہو تو اس کے پانے کا مستحق ہے (غایۃ الاوطار)

اگر لقطہ جانور لایق تصرف ہو مثلاً گھوڑا تو بہ اجازت حاکم اُسے اجارہ پر دینا اور اس کی اجرت سے اس کے اخراجات پورے کرنا جائز ہے۔ اگر جانور کے رکھنے میں نفع اجارہ کا نہ ہو جیسے بھیڑ بکری تو حاکم کو چاہئے کہ اسکو فروخت کر کے اس کی قیمت رکھ چھوڑے۔ اور اگر اس پر خرچ کرنا مناسب ہو تو حاکم دو تین دن مالک کے ظاہر ہونے کی امید پر ملتقط کو خرچ کرنے کا حکم دے۔ (غایۃ الاوطار)

ملتقط کو جائز ہے کہ لقطہ کا نفقہ حاصل کرنے کے واسطے اسکو روک رکھے اور مالک کو نہ دے۔ علیٰ ہذا بدون گواہی زبردستی لقطہ اس کے مدعی کو نہ دینا چاہیے۔ در صورت تصدیق ملتقط کو دینے کا اختیار ہے (غایۃ الاوطار)

لقطہ ملتقط کے پاس سے گم ہو جائے اور وہ کسی اور شخص کے پاس پایا جائے تو ملتقط اول کو بقول بعض فقہا مطالبہ کا حق نہیں ہے۔ بخلاف ودیعت کے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ بہ سبب سبقت کے زیادہ حقدار ہے اس لئے مطالبہ کر سکتا ہے (غایۃ الاوطار)

اگر کوئی شخص ایسے جنگل میں جو وطن سے دور ہو مر جائے تو اس کے رفیق کو

اس کا اسباب اور سواری کا بیچنا اور قیمت اس کی اس کے لوگوں کو پہونچانا جائز ہے۔ اگر جنگل وطن سے قریب ہو تو اسباب وغیرہ کا بجنسہ پہونچا دینا مناسب ہے (غایۃ الاوطار)

اگر کوئی مسافر کسی کے گھر میں مرجائے اور اس کے ورثاء کا پتہ نہ معلوم ہو اگر اس کا مال زیادہ مقدار میں نہ ہو تو وہ مثل لقطہ کے ہے۔ اگر زیادہ ہو تو وہ بیت المال میں بھیجدیا جائے گا۔ (غایۃ الاوطار)

دیہات میں ایسے پڑے ہوئے پھلوں کا کھانا جنکے متعلق صراحتًا یا کنایۃً ممانعت مالک نے نہ کی ہو جائز ہے۔ بخلاف شہروں کے کہ وہاں تا وقتیکہ یہ نہ معلوم ہو کہ مالک نے صراحتًا یا کنایتًا ان کا کھانا مباح کر دیا ہے۔ کھانا جائز نہیں ہے اس لئے کہ شہروں میں مباح کرنے کی عادت نہیں ہے۔ اگر پھل ایسے ہوں جو سڑتے گلتے نہیں۔ جیسا بادام و اخروٹ وغیرہ اُن کا لینا درست نہیں ہے۔ علیٰ ہذا ایسے پھلوں کا جو درخت پر ہوں بلا اجازت مالک کے لینا ناجائز ہے۔ بجز اس کے کہ اس مقام پر پھل اس قدر کثرت سے ہوتے ہوں کہ اس قسم کے پھلوں کے کھانے دینے میں بخل نہ کیا جاتا ہو (غایۃ الاوطار)

کتاب المفقود

لغت میں مفقود کے معنے معدوم کے ہیں اور اصطلاح شرع میں مفقود اس شخص غائب کو کہتے ہیں جس کے جینے یا مرنے کی خبر نہ ہو۔ (غایۃ الاوطار)

مفقود الخبر کو متوفیٰ قرار دیئے جانے کی مدت یہ ہے کہ اس کی تاریخ ولادت سے نوّے سال کا عرصہ گزر جائے (اسی پر فتویٰ ہے) بعضوں نے تاریخ گمشدگی سے ۳۰ سال اور بعضوں نے تاریخ ولادت سے ۶۰۔ ۷۰ اور ۸۰ سال بھی بیان کئے ہیں مگر

اکثر علمائے معتبرین نے یہ قرار دیا ہے کہ ۹۰ سال کی مدت مرجح ہے کیونکہ اس زمانہ میں اس عمر تک آدمی بہت کم جیتا ہے۔ اس لئے اس کی موت کا حکم دیا جائیگا۔ اور نیز ایسی صورت میں بھی جب کہ اس کے ہم عمر مر جائیں۔ تو مفقود کی موت کا حکم دیا جائیگا (غایۃ الاوطار)

مفقود اپنے ذات کے حق میں زندہ ہے پس اس کی عورت دوسرے سے نکاح نہیں کرسکتی اور نہ اس کا مال تقسیم کیا جائیگا تاوقتیکہ اس کی مدت مفقود الخبری قرار دئیے جانیکی پوری ہو جائے۔ (غایۃ الاوطار)

مفقود الخبر غیر کی ذات کے لئے مثل مردہ کے ہے۔ یعنے غیر اس کے واسطے وارث نہ ہوگا۔ جیسے کوئی شخص ایک پسر مفقود اور دو دختر چھوڑ مرے اور پسر مفقود کی اولاد موجود ہو تو وہ دادا کے مال کی وارث نہوگی۔ (غایۃ الاوطار)

مفقود کا مال بعد اس کے مردہ قرار دئیے جانے کے تقسیم کیا جائیگا۔ اور اسکی زوجہ موت کی عدت پوری کرکے جس سے چاہے نکاح کرسکتی ہے۔ اگر بعد مدت معینہ مفقود زندہ واپس آجائے تو زوجہ کا وہی مستحق ہوگا۔ بشرطیکہ عورت کسی سے نکاح نہ کرلی ہو اگر نکاح کرلی ہو تو یہ اس کا مستحق نہیں ہوگا۔ (غایۃ الاوطار)

مفقود الخبر کا حصہ قبل مردہ قرار دئیے جانے کے محفوظ رکھا جائیگا۔ اگر وہ اندرون مدت زندہ آگیا تو اپنا حصہ پائیگا اور اگر بعد مدت آئے تو جو مال کے ورثا کے قبضہ میں ہو وہ اسکو ملیگا۔ اور جو مال کے خرچ ہو چکا ہو وہ اس کا مطالبہ نہ کرسکے گا۔ (غایۃ الاوطار)

اگر مفقود کے ساتھ کوئی ایسا وارث ہو جو مفقود کی وجہ سے بالکل محجوب ہوتا ہو تو ایسے وارث کو کچھ نہ دیا جائیگا۔ اور اگر اس کا حصہ مفقود کی وجہ سے کم ہوتا ہو تو اُسے کمتر حصہ دیا جائیگا اور باقی امانت رکھا جائیگا (غایۃ الاوطار)

کتاب الوقف

کسی شئے کو اللہ تعالیٰ کی ملک میں روک رکھنے اور اس کی منفعت خیرات کرنے کو وقف کہتے ہیں۔

وقف کرنے والے کو واقف اور جو شئے وقف کیجائے اسے موقوف یا موقوفہ یا وقف اور جس کے واسطے وقف کی جائے اُسے موقوف علیہ کہتے ہیں (غایۃ الاوطار)

وقف کے شرائط یہ ہیں :-

(۱) واقف۔ عاقل۔ بالغ۔ اور آزاد ہو۔

(۲) اس کو فی ذات قربت ہو اس لئے کہ مسلم یا ذمی کا وقف نصاریٰ یا یہود کے معبد یا فقراء یا اہل حرب کے لئے جائز نہیں (غایۃ الاوطار)

(۳) وقف معلوم ہو نہ کہ مجہول

(۴) وقف کسی شرط غیر موجود پر معلق نہ ہو۔

(۵) موقوف مضاف نہ ہو۔

(۶) موقوف موقت نہ ہو۔

(۷) موقوف خیار شرط نہ ہو۔

(۸) موقوف کی بیع اور اس کی قیمت اپنی حاجت پر صرف کرنے کو واقف ذکر نکیا ہو

رکن وقف الفاظ مخصوص کہنا ہیں جیسا یوں کہنا کہ میری فلاں زمین مساکین کے لئے صدقہ موقوفہ موالی ہے یا فلاں زمین خدا کے واسطے موقوف ہے یا علی وجہ الخیر یا علی وجہ البر موقوف ہے اور بقول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ صرف اس قدر کہنا

بھی کہ یہ زمین یا باغ وقف ہے بلا ذکر محتاجین و بلا قید دوام کافی ہے (غایۃ الاوطار)

موقوف سے واقف کی ملکیت زائل ہو جاتی ہے:۔

۱۔ مسجد و عیدگاہ کی صورت میں اس کے جدا کر دینے سے۔

۲۔ اس قاضی کے حکم سے جو بادشاہ کی طرف سے مقرر ہو۔ (یعنے بصورت رجوع واقف قاضی حکم دے) (غایۃ الاوطار)

۳۔ واقف کی موت سے جب وہ اپنی موت پر وقف کو معلق کرے۔

۴۔ واقف کے یوں کہنے سے کہ میں نے فلاں زمین وقف کی اپنی زندگی میں اور بعد وفات اپنے ہمیشہ کے لئے (غایۃ الاوطار)

وقف تمام نہیں ہوتا جب تک کہ جائداد موقوفہ پر متولی کا قبضہ نہ ہو جائے بجز مسجد کے کہ صرف واقف کے قبضہ سے علیحدہ ہو جانے سے اس کا وقف تمام ہو جاتا ہے

جب وقف تمام ہو جائے تو وہ مملوک نہیں رہتا۔ اور نہ اس میں عاریت یا رہن جائز ہے۔ (غایۃ الاوطار)

جب وقف کو کوئی اپنی موت پر محول کرے تو صحیح ہے۔

اور اس سے احکام وصیت متعلق ہونگے (غایۃ الاوطار)

وقف اس طرح سے کہ مستحقین یکے بعد دیگرے اس سے فایدہ اٹھائیں جائز ہے

موقوف۔ اصلاح مساجد۔ تیاری پل۔ درستی راستہ۔ تیاری قبور کے لئے اور مسلمانوں کے واسطے سرائیں بنانے یا کفن خریدنے کے لئے بھی ہو تو جائز ہے۔

وقف ان اشیائے منقولہ کا بھی جنکا وقف کیا جانا رائج ہو جائز ہے۔

جیسے۔ قرآن مجید و ہتیار وغیرہ (غایۃ الاوطار)

صرف اہل محلہ کا مسجد کو توڑ کر زیادہ مستحکم بنانا جائز ہے۔

اگر مسجد گھر میں بنائی جائے اور اس کی راہ علیحدہ نہ کی جائے تو اس سے حکم مسجد متعلق نہ ہوگا۔ (غایۃ الاوطار)

آمدنی وقف سے پہلے موقوف کی مرمت کی جائے اس کے بعد امام و مدرس پھر چراغی و فراش موذن پھر تیل و چٹائی وغیرہ میں صرف کی جائے (غایۃ الاوطار)

ناظر وقف باوجود تعمیر موقوف کے اس کی آمدنی مستحقین پر خرچ کرے تو اس پر ضمان لازم ہوگا۔ اور ناظر یہ مستحقین سے واپس نہیں پاسکتا۔ (غایۃ الاوطار)

مسجد کا گردوپیش منہدم ہوجائے اور اس کی کوئی حاجت نہ رہے تو بھی وہ مسجد ہی رہے گی نہ کہ واقف یا اس کے ورثار کی طرف عود کریگی۔ اور نہ دوسری مسجد کی طرف اس کا نقل کرنا جائز ہوگا (غایۃ الاوطار)

موقوف کی بیع جائز نہیں لیکن دوسرے موقوفہ کی ضروریات کے لئے اس کے بیع کی ضرورت ہو اور اس کی سبیل کرایہ مکانات یا کسی اور طریق سے ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کی بیع بہ حکم حاکم جائز ہے۔ (غایۃ الاوطار)

واقف اس امر کی صراحت نہ کیا ہو کہ بعد متولی مقررہ تولیت کس کو سپرد کیجائیگی اور اسکے لئے کسی کو وصی بھی نہ مقرر کیا ہو تو متولی قبل از موت کسی کو اپنا قایم مقام بہ منظوری حاکم مقرر کرے (غایۃ الاوطار)

مکان موقوفہ کی مرمت اس میں رہنے والے سے متعلق ہوگی نہ کہ کرایہ مکان سے گھر کی آمدنی اس شرط سے وقف کی جائے کہ موقوف علیہ اس کو خرچ کرے تو جائز ہے اور وہ تعمیر کے لئے مجبور نہ کیا جائیگا۔ (غایۃ الاوطار)

جس پر مکان کا کرایہ وقف ہو اس پر مرمت مکان لازم نہیں اگر خود موقوف علیہ اس میں رہتا ہو تو اس پر مرمت لازم ہوگی۔ اگر وہ مرمت نہ کرے تو قاضی دوسرا متولی مقرر کریگا۔ (غایۃ الاوطار)

واقف اپنے لئے وقف کی ولایت رکھ سکتا ہے (غایۃ الاوطار)

اگر واقف کسی کے لئے ولایت شرط نہ کرے تو خود اس کے لئے ولایت ثابت ہوگی۔ بعد اس کے اس کے وصی کے لئے ولایت ہوگی۔ وصی نہ ہو تو حاکم کے واسطے۔ (غایۃ الاوطار)

وقف کو دوسری زمین پر بدلنے کی شرط کرنا جائز ہے (غایۃ الاوطار)

صورت ہائے ذیل میں متولی معزول کر دیا جائیگا۔

الف۔ جبکہ وہ خائن یا عاجز ہو۔ (خواہ خود واقف ہو یا نہ ہو)

ب۔ جبکہ اس کا فسق ظاہر ہو جائے۔

ج۔ جبکہ وہ اپنا مال کیمیا میں صرف کرتا ہو (غایۃ الاوطار)

ایسی عمارت کا وقف جو عاریت یا اجارہ کی زمین پر ہو جائز نہیں (غایۃ الاوطار)

وقف مرض الموت بشرط قبضہ ہبہ کے مانند ہے اور ثلث مال سے نافذ ہوگا۔ اگر ثلث سے زاید نہ ہوا ور ورثاء جائز رکھیں۔ تو نافذ ہوگا۔ ورنہ نہیں بعض راضی اور بعض ناراض ہوں تو رضامند ورثاء کے حصص کے موافق نافذ ہوگا (غایۃ الاوطار)

راہن مفلس اور ایسے مریض کا جو دین محیط کا مدیون ہو وقف باطل ہے (غایۃ الاوطار)

اگر اجرت مثل پر موقوف اجارہ پر دیا جائے تو بدوں مصلحت اس سے کم پر اجارہ دینا درست نہیں (غایۃ الاوطار)

ایسا موقوف علیہ جس کے لئے محصول وسکونت وقف ہو وہ موقوف کو اجارہ پر نہیں دیسکتا۔ (غایۃ الاوطار)

سنی سنائی شہادت اور عورتوں کی شہادت مردوں کے ساتھ ثبوت وقف کے لئے قابل قبول ہے (غایۃ الاوطار)

اقربائے واقف لایق تولیت ہوں تو ان کا حق دوسروں پر مرجح ہوگا (غایۃ الاوطار)

متولی کا مرض الموت کی حالت میں غیر کو تولیت سپرد کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

موقوف علیہ غیر موجود کے لئے وقف کرنا درست ہے مگر آمدنی تا وجود موقوف علیہ فقرا پر صرف ہوگی۔ (غایۃ الاوطار)

شرایط مقرر کردہ واقف پوری طرح واجب التعمیل ہونگے۔ لیکن صورت ہائے ذیل میں ان کی تعمیل حسبہ ضرور نہیں۔

۱۔ جبکہ عدم معزولی ناظر کی شرط ہو اور وہ نالایق ہو جائے

۲۔ جبکہ ایک سال سے زیادہ اجارہ پر نہ دینے کی شرط ہو اور اس طرح دینا مصلحت ہو۔

۳۔ جبکہ مستحقین کو معینہ روٹی اور گوشت دینے کی شرط ہو تو بجائے اسکے نقد دینا جائز ہو۔

۴۔ جبکہ آمدنی خاص مسجد کے سائلوں میں صرف کرنے کی شرط ہو۔

۵۔ جبکہ ماہوار امام مقرر کردی گئی ہو اور وہ غیر کافی ہو۔

۶۔ جبکہ وقف نہ بدلنے کی شرط ہو اور بدلنا مناسب ہو۔

۷۔ جبکہ ناظر کا کوئی شریک نہ کرنے کی شرط ہو لیکن شرکت مصلحت ہو (غایۃ الاوطار)

ف صورت ادوم و دو ۲ میں قاضی واقف کی شرط کے خلاف عمل کرسکتا ہے اور بقیہ صورتوں میں متولی بھی (غایۃ الاوطار)

وقف اس طرح کرنا کہ واقف محصول موقوف ایام حیات میں اپنی ذات کیلئے صرف کرسکے گا۔ اور بعد اس کے اس کی اولاد در جہ بدرجہ مستحق ہوگی تو جائز ہے (غایۃ الاوطار)

ف اولاد میں اولاد ذکور و اناث دونوں داخل ہیں۔ تاوقتیکہ صراحت نہ ہو (غایۃ الاوطار)

واقف اپنے بیٹے یا پوتے پر وقف کرے تو وقف انھیں تک مخصوص رہیگا۔ پر وتے کو نہ ملے گا۔ اگر پروتے پر بھی ہو تو تا قیام سلسلۂ نسب وقف برابر جاری رہیگا۔ (غایۃ الاوطار)

اگر کوئی شئے واقف کے فقیر قرابتداروں کے لئے وقف کی جائے تو وہ قرابتدار مستحق ہونگے۔ جو بروقت تکمیل وقف محتاج ہوں (غایۃ الاوطار)

ف فقیر وہ ہے جس کے پاس دوسو درہم سے کم قیمت کا اسباب ہو اور ایسے شخص کو زکوٰۃ لینا درست ہے (غایۃ الاوطار)

تخصیص موقوف علیہ اور ان کے حصہ کے لئے واقف کی قید قابل تعمیل ہوگی کوئی شئے پسماندوں کے لئے وقف ہو تو اس کی نسل ذکور مستحق ہوگی نہ کہ اناث۔ نسل اناث اس وقت مستحق ہوگی جبکہ ان کا ازدواج واقف کے پوتوں کے ساتھ ہوا ہو (غایۃ الاوطار)

کتاب الهبہ

شرایط واحکام ہبہ

ہبہ لغت میں فضیلت حاصل کرنے کو کہتے ہیں۔ لیکن اصطلاح فقہ میں

بلا شرط عوض کسی کو عین کا مالک کر دینا ہبہ کہلاتا ہے (غایۃ الاوطار)

ف ہبہ کرنے والے کو واہب جسکو ہبہ کیا جائے اسکو موہوب لہٗ اور جو چیز ہبہ کی جائے اُسے موہوب کہتے ہیں

رکن ہبہ ایجاب و قبول ہے۔

یعنے ایجاب و قبول سے ہبہ منعقد و قایم ہوتا ہے۔ اور دست برداری واہب و قبضہ کامل موہوب لہٗ سے مکمل ہوتا ہے (غایۃ الاوطار)

ف موہوب قبضۂ موہوب لہٗ میں پہلے سے ہو تو جدید قبضہ کی ضرورت نہیں

اس اون کا جو بکری پر اور ان پھلوں کا جو درخت پر ہوں اور اس دودھ کا جو تھن میں ہو تا علیحدگی ہبہ ناجائز ہے۔ (غایۃ الاوطار)

گیہوں موجودہ میں کا آٹا یا تلوں میں کا تیل یا دودھ میں کا گھی ہبہ کیا جائے تو جائز نہیں اس لئے کہ موہوب ہبہ کے وقت موجود نہیں ہے (غایۃ الاوطار)

ولی صغیر کو کوئی شئے ہبہ کرے تو صرف ایجاب سے بلا قبول قبضہ ہبہ مکمل ہو جائیگا۔ اگر شخص غیر صغیر کو ہبہ کرے قبول و قبضہ ولی سے ہبہ پورا ہو جائیگا

بہ حالت صحت باپ تمام مال ایک بیٹے کو ہبہ کرے اور باقی کو بالکل محروم کرے تو ہبہ صحیح ہے مگر باپ گنہ گار ہوگا۔ (غایۃ الاوطار)

ہبہ صحیح میں قبضہ موہوب لہٗ کا موہوب پر مجلس عقد ہبہ میں (یا با جازت واہب بعد انقضائے مجلس بھی) ہونا ضرور ہے۔ اگر واہب نے قبضہ سے منع کیا ہو تو قبضہ نہ مجلس میں صحیح ہوگا نہ بعد انقضائے مجلس اور اگر اذن قبضہ کا دیا ہو تو مجلس میں اور بعد مجلس ہر طرح پر قبضہ کرنا صحیح ہے (غایۃ الاوطار)

شرائط ہبہ حسب ذیل ہیں :-

(۱) واہب عاقل و بالغ و حُر ہو۔

(۲) موہوب بوقت ہبہ موجود ہو۔

(۳) موہوب واہب کی ملک غیر مشاع[1] ہو۔

(۴) موہوب مال متقوم ہو۔

(۵) موہوب لہٗ کی طرف سے قبول و قبضہ موہوب ہو۔ (غایۃ الاوطار)

فاسد شرط سے ہبہ باطل نہیں ہوتا بلکہ فاسد شرط باطل ہوجاتی ہے۔ جیسے یوں کہنا کہ تاحیات میری تو مالک ہے۔

ہبہ کو معلق رکھنا کسی شرط پر یا زمانہ آئندہ پر محول کرنا صحیح نہیں۔

جن الفاظ سے تملیک عین ثابت ہو وہ ہبہ ہے اور جن سے تملیک منفعت ثابت ہو وہ عاریت ہے۔ (غایۃ الاوطار)

ہبہ ملک غیر مشاع کا قابل قسمت نہ ہو تو جائز ہے۔ جیسے چکی و حمام و چھوٹی کوٹھری وغیرہ لیکن مشاع قابل قسمت کا ہبہ قبل تقسیم صحیح نہیں۔ (غایۃ الاوطار)

ف مشاع کا اعتبار وقت ہبہ ہے نہ کہ بعد ہبہ (غایۃ الاوطار)

حیلہ ہبہ مشغول یہ ہے کہ پہلے شاغل کو موہوب لہٗ کے پاس ودیعت رکھے پھر مشغول کو ہبہ کرے۔ اس لئے کہ ظرف کا ہبہ بدوں مظروف صحیح نہیں (غایۃ الاوطار)

دو مالک مشترک مال ایک کو ہبہ کرسکتے ہیں لیکن ایک چیز دو آدمیوں کو ہبہ نہیں ہوسکتی (غایۃ الاوطار)

---

(۱) مشترکہ جائداد

رجوع از ہبہ

واہب کو ہبہ سے رجوع کرنا یا اس عقد کو فسخ کرنا جائز ہے بشرطیکہ ہبہ بعوض نہ ہو (غایۃ الاوطار)

صورتہائے ذیل میں ہبہ سے رجوع جائز نہیں۔

۱۔ جبکہ افزایش ہو نفس موہوب میں جو قابل علیحدگی نہ ہو۔

۲۔ جبکہ واہب یا موہوب لہ میں سے کوئی مرجائے۔

۳۔ جبکہ وہ ہبہ بعوض ہو۔

۴۔ جبکہ موہوب موہوب لہ کے قبضہ سے نکل جائے (جزو باقی ہو تو بقدر اس کے رجوع جائز ہے)

۵۔ جبکہ بوقت ہبہ واہب و موہوب لہ میں رشتہ زوجیت ہو۔

۶۔ جبکہ واہب و موہوب لہ میں قرابت محرمیت ہو۔

۷۔ جبکہ موہوب یا اس کا منافع تلف ہوجائے (غایۃ الاوطار)

ف تسہیل ضبط کے لئے امام نسفی نے ان سات موانعات کو سات حروف میں جمع کیا ہے جس کا مجموعہ دمع خزقہ ہے۔ اس طرح پر کہ حرف د سے مراد زیادتی یعنے افزایش موہوب ہے اور م سے موت موہوب لہ اور ع سے عوض ہبہ خ سے خارج ہونا موہوب کا ملک واہب سے ز سے زوجیت ق سے قرابت ہ سے ہلاکت شئے موہوبہ مراد ہے ۱۲

واہب اور موہوب لہ راضی ہوں تو رجوع باوجود موانعات کے بھی جائز ہے۔ (غایۃ الاوطار)

ہبہ بہ عوض میں حق شفعہ و خیار رویت حاصل ہے بشرطیکہ عوض

معین ہو (غایت الاوطار)

رجوع میں قبضہ واہب شرط نہیں (غایۃ الاوطار)

دین کا ہبہ مدیون کو بدوں قبول کے بھی صحیح ہے اگر انکار کر یگا تو رد ہو جائیگا

ف احکام ہبہ و صدقہ ایک ہیں فرق یہ ہے کہ ہبہ میں رجوع جائز ہے صدقہ میں نہیں (غایۃ الاوطار)

ف تملیک و ہبہ میں فرق یہ ہے کہ ہبہ ملک مشاع کا جائز نہیں۔ تملیک جائز ہے ہبہ میں قبضہ شرط ہے۔ تملیک میں نہیں۔ (غایۃ الاوطار)

موہوب موہوب لہٗ کے پاس تلف ہو جائے اور واہب سے بوجہ ملک غیر ہونیکے ضمان لیا جائے تو وہ ضمان واہب موہوب لہ سے نہیں پا سکتا۔ اس لئے کہ ہبہ ایک احسان ہے نہ کہ معاوضہ عقد۔

ہبہ بعیوض میں نصف موہوب غیر کی نکلی تو عیوض بقدر نصف واپس ہو سکتا ہے۔ اگر نصف عیوض غیر کا نکلے تو واہب باقی نصف نہیں مانگ سکتا پس اختیار ہے کہ ہبہ بقیہ نصف عیوض میں قبول کرے یا نہ کرے (غایۃ الاوطار)

واہب و موہوب لہ میں بحث صدقہ اور ہبہ کی ہو تو واہب کا قول مقبول ہوگا۔ (غایۃ الاوطار)

ہبہ مشغول اس گھر میں جائز ہے جسکو زوجہ نے اپنے زوج کو ہبہ کیا ہے اس لئے کہ عورت اور اس کا اسباب زوج کے ہاتھ میں ہے (غایۃ الاوطار)

صغیر کا موہوبہ مال اس کے والدین کو صرف کرنا مباح ہے۔ اس پر بعضوں نے شرط افلاس زیادہ کیا ہے۔ (غایۃ الاوطار)

کتاب الشفعہ

احکام شفعہ

شئے مبیعہ کو جبراً مشتری سے بعوض اس ہی زرِ ثمن کے جو اس نے ادا کیا ہو لینے کو شفعہ کہتے ہیں (غایۃ الاوطار)

ف شفعہ اس لئے لازم ہے کہ آدمی اجنبی شخص کی ہمسایگی سے تکلیف نہ پائے اور وہ بہ سبب اتصال حاصل ہوتا ہے۔ وہ اتصال بوجہ شرکت کے ہو۔ یا ہمسایگی کے ہو یا حقوق کے ہو (غایۃ الاوطار)

شرط شفعہ یہ ہے کہ محل عقار ہو۔ یعنے جس پر حق شفعہ عاید کیا جا رہا ہے وہ جائداد غیر منقولہ ہو۔ (غایۃ الاوطار)

قبل بیع انکار کرنے سے حق شفعہ باطل نہیں ہوتا اس لئے کہ شفعہ بعد بیع واجب ہے۔ گو وہ بیع فاسد ہو۔ جس میں بائع کا حق مبیع سے بوجہ وصیت یا وقف یا رہن منقطع ہو گیا ہو۔ (غایۃ الاوطار)

طلب مواثبت میں گواہ قایم کرنے کے بعد قاضی کے پاس رجوع ہونے میں دیر ہو تو حق شفعہ باطل نہیں ہوتا۔ (غایۃ الاوطار)

ترتیب شفعین

جب کئی شفیع ہوں تو شفعہ بہ لحاظ تعداد شفعین کے واجب ہے نہ کہ

بہ لحاظ ان کے حصص کے ۔ (غایۃ الاوطار)

اقسام شفیعین یہ ہیں :-

الف ۔ خلیط فی نفس المبیع ۔ یعنے جو ذات مبیع میں شریک ہو ۔

ب شریک فی حق المبیع ۔ یعنے جو حقوق مبیع میں شریک ہو ۔

ج ۔ جار ملاصق ۔ یعنے جو ہمسایگی سے پیدا ہو ۔ (غایۃ الاوطار)

ف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہمسایہ کو حق شفعہ نہیں پہونچتا لیکن حضرت امام اعظم رح ہمسایہ کو حق شفعہ کا ہونا آنحضرت صلعم کے فرمان سے (جار الدار احق الدار) بتلاتے ہیں (احسن المسائل)

ف شفیعین صدر میں قسم اول کو دوم پر اور دوم کو سوم پر ترجیح ہے ۔

ہمسایہ ملاصق وہ ہے جس کے گھر کی پشت خانہ مبیع سے ملی ہوئی ہو ۔ گو اسکا دروازہ دوسرے کوچہ میں ہو ۔ اگر دروازہ اسی کوچہ میں ہو اور وہ کوچہ غیر نافذہ ہو تو وہ شریک فی حق المبیع ہو جائیگا ۔ (غایۃ الاوطار)

شفیع کے مکان کی لکڑیاں مکان مبیعہ کی دیوار پر ہوں تو وہ ہمسایہ ملاصق ہے نہ کہ شفیع قسم دوم ۔ اگر مکان مبیع کی دیوار کی ذات میں شفیع شریک ہو تو وہ شریک ہے نہ کہ شفیع قسم سوم (غایۃ الاوطار)

شفیع بعد حکم حاکم اپنا حق ساقط کرے تو باقی شفیع اس کا حق نہیں پا سکتے اگر قبل حکم حاکم ساقط کیا ہو تو باقی شفیع تمام مبیع پا سکتے ہیں (غایۃ الاوطار)

ایک شفیع غائب اور دوسرا حاضر ہو تو حاضر شفعہ کا دعوی کر سکتا ہے لیکن شفیع غائب آنے کے بعد وہ حاضر سے زیادہ مستحق نکلے تو وہ کل جائداد پائیگا اگر دونو مساوی ہوں تو تقسیم ہو جائیگی (ہدایہ ج ۱۱۲)

شفیع کو کل مبیع لینا ہوگا ۔ اگر وہ اپنا حصہ دوسرے کیواسطے مقرر کرے تو اس کا

حق ساقط ہوگا اور وہ بقیہ شفعین میں علی التساوی تقسیم ہو جائیگا۔ (نہایۃ الاوطار)
وقف میں یا وقف کے واسطے حق شفعہ نہیں۔ اگر وقف کی بیع شرعاً جائز ہو
تو اس میں حق شفعہ بھی جائز ہے (غایۃ الاوطار)

طلب شفعہ

اقسام طلب شفعہ یہ ہیں:۔
طلب مواثبت۔ یعنے بعد خبر بیع لینے کی خواہش فوراً ظاہر کرنا۔
طلب اشہاد۔ یعنے ممکن ہو تو ایسی خواہش کے گواہ مقرر کرنا۔
طلب خصومت۔ یعنے حاکم کے پاس شفعہ کا دعویٰ رجوع کرنا۔ (غایۃ الاوطار)
باوجود قدرت طلب اشہاد نہ کی جائے تو حق شفعہ باطل ہو جائیگا (غایۃ الاوطار)
شفیع کو قبل حکم قاضی زرثمن حاضر کرنا لازم ہوگا اور مشتری کو تاوصول
زرثمن مبیع روک رکھنا درست ہے۔ (غایۃ الاوطار)
دعویٰ شفعہ ہر حالت میں مشتری پر کیا جائیگا۔ اگر بائع مبیع پر قابض ہو تو
اس پر بھی۔ (غایۃ الاوطار)
شفیع کو خیار رویت وخیار عیب حاصل ہے مگر خیار شرط حاصل نہیں (غایۃ الاوطار)
بصورت اختلاف زرثمن مشتری کا قول قسم کے ساتھ مقبول ہوگا۔ دونوں
گواہ لائیں تو مشتری کے گواہ مقدم ہونگے (غایۃ الاوطار)
اگر بائع نے مشتری کو کل زرثمن معاف کر دیا ہو تو شفیع اس سے فائدہ نہیں
اٹھا سکتا۔ اور اس کو پورا زرثمن دینا ہوگا۔ ہاں البتہ بائع نے مشتری کو زرثمن کا کچھ
جزو معاف کیا ہو یا زیادہ کیا ہو تو اس کی ادائی شفیع پر لازم نہیں (غایۃ الاوطار)

حق شفعہ سے دست بردار ہونے کے بعد بائع نے قیمت بیع کم کردی تو پھر حق شفعہ عود کرے گا۔ (غایۃ الاوطار)

بیع میں افزائش غیر قابل علیحدگی ہوگئی ہو تو شفیع پر واجب ہے کہ اسکی قیمت بھی مشتری کو ادا کرے (غایۃ الاوطار)

شفیع پر وہی قیمت لازم آئیگی جو خریدار بیع نے ادا کی ہے گو بعد فروخت بیع ضائع ہوگئی ہو۔ اگر وہ خرابی ذات بیع میں خریدار کے فعل سے ہوئی ہو تو بقدر اس کے زرثمن ساقط ہوگا۔ (غایۃ الاوطار)

بیع فاسد میں انقطاع حق بائع کے وقت طلب شفع ضرور ہے (غایۃ الاوطار)

مافیہ الشفعۃ

صرف ایسی جائداد غیر منقولہ میں حق شفعہ ثابت ہے جو بعوض مال مملوک ہوئی ہو۔ (غایۃ الاوطار)

ف عمارت یا باغ بلا زمین فروخت ہو تو اسمیں حق شفعہ نہیں۔ اور وراثت صدقہ ہبہ بلاعوض۔ اجرت۔ بدل خلع۔ بدل صلح اور مہر میں حق شفعہ نہیں اور نیز ایسے گھر میں حق شفعہ نہیں جس کو شرکاء باہم تقسیم کرلیں۔ (غایۃ الاوطار)

قاعدہ کلیہ ثبوت یا عدم ثبوت شفعہ کا یہ ہے کہ حق شفعہ بے اعتنائی کرنے سے باطل ہوجاتا ہے ورنہ نہیں۔ (غایۃ الاوطار)

مرتد کو حق شفعہ نہیں۔ (غایۃ الاوطار)

اسباب بطلان شفعہ

صورتہائے ذیل میں حق شفعہ باطل ہو جاتا ہے:-

(۱) جبکہ طلب مواثبت یا طلب اشہاد باوجود قدرت ترک کی جائے۔

(۲) جبکہ بعد بیع حق شفعہ چھوڑا یا اس کے طلب سے سکوت کیا جائے۔

(۳) جبکہ قبل اثبات شفعہ شفیع مرجائے یا اپنی جائداد جس کی وجہ سے حق متعلق ہے بیع کر ڈالے۔

(۴) جبکہ شفیع مکان مشفوعہ کو خرید ے یا اپنے مکان کو وقف کرے۔ یا اُسے مسجد یا قبرستان بنادے۔ (غایۃ الاوطار)

شفیع بعد اثبات حق مرجائے تو اس کے وارث مستحق ہیں۔

بعد خریداری جائداد مشتری مرجائے تو حق شفعہ باطل نہیں ہوتا۔

بعد بیع جائداد مبیعہ کسی شفیع کا حق شفعہ کسی سبب سے جاتا رہا ہو تو بصورت تبدیل مشتری حق شفعہ پھر عود کریگا۔

وہ حیلے جن کی وجہ سے حق شفعہ ساقط ہو جاتا ہے یہ ہیں:-

(۱) بائع زمین جانب شفعہ کو جہانتک کہ جائداد شفیع سے ملصق ہے ایک گز یا انگل بھر چھوڑ کر مکان کو بیع کرے۔

(۲) بائع اپنی زمین کے اس قطعہ کو جو جائداد شفیع سے ملصق ہو۔ اولاً قدرے مشتری کو ہبہ بلا عوض کر کے قبضہ دے اور بعدہٗ باقی زمین بیع کرے۔

(۳) جائداد کا ایک نہایت قلیل حصہ زیادہ قیمت پر خرید کرے۔ اور بعد باقی جائداد صرف بقیہ زرثمن میں لے لے۔ (غایۃ الاوطار)

(۴) مکان جس کو سو روپیہ میں خریدنا ہے ہزار روپیہ میں خریدے

[illegible] شفیع اگر چاہے تو ہزار روپیہ ادا کر کے جائداد لے سکتا ہے [illegible]

اور بعوض زر ثمن کپڑا یا اور کوئی جنس مالیتی سو روپیہ دلا وے۔

(۵) بعوض قیمت معینہ مکان خریدے اور اس کے ساتھ ایک مٹھی بھر فلوس بھی دے۔ جنکے طرف اشارہ کر دیا گیا ہو اور ان کی تعداد مجہول ہو۔ اور وہ بایع بعد قبضہ اسی مجلس میں تلف کر دے۔

چند مشتری ہوں تو شفیع ایک کا حصہ لے سکتا ہے۔ لیکن چند بائع ہوں تو ایک کا حصہ نہیں لے سکتا۔ (غایۃ الاوطار)

جس لڑکے کا ولی نہ ہو اس کا حق شفعہ باطل نہیں ہوتا اور جو زمین صغیر کے لئے خریدی جائے اس میں حق شفعہ جائز ہے لیکن شفیع پر تا بلوغ تاخیر طلب خصومت جائز ہے (غایۃ الاوطار)

کتاب الجنایات

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَ لَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ع ۲ جز ۲ رکوع

یعنے اے ایمان والو تم پر (قانون) قصاص فرض کیا جاتا ہے۔ مقتولین (بقتل عمد) کے بارہ میں آزاد آدمی آزاد آدمی کے عوض میں اور غلام غلام کے عوض میں اور عورت عورت کے عوض میں ہاں جس کو اس کے فریق کی طرف سے کچھ معافی ہو جائے (مگر پوری معافی نہ ہو) تو (مدعی کے ذمہ معقول طور پر (خونبہا کا) مطالبہ کرنا

اور قاتل کے ذمہ خوبی کے ساتھ اس کے پاس پہنچا دینا یہ (قانون دیت و عفو) تمہارے پروردگار کی طرف سے (سزا میں) تخفیف اور (شایانِ شان) ترحم ہے پھر جو شخص اس کے بعد تعدی کا مرتکب ہو تو اس شخص کو بڑا دردناک عذاب ہوگا۔ اور اے فہیم لوگو (اس قانون) قصاص میں تمہاری جانوں کا بڑا بچاؤ ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ تم لوگ (ایسے قانون امن کی خلاف ورزی سے) پرہیز رکھو گے۔

وہ فعل حرام جو جان اور مال میں واقع ہو جنایت ہے (غایۃ الاوطار)

جو جنایت جان پر واقع ہو وہ قتل ہے اور جو اطراف پر واقع ہو وہ جراحت ہے۔

اقسام قتل یہ ہیں:۔ قتل عمد۔ قتل شبہ عمد۔ قتل خطا۔ قتل جاری مجرائے خطا۔ قتل بالسبب (غایۃ الاوطار)

سزائیں جو مرتکب قتل حرام کو دئیے جاتے ہیں وہ یہ ہیں:۔

قصاص۔ دیت۔ کفارہ۔ گناہ۔ حرمان ارث۔

جو قتل ایسی چیز سے واقع ہو جو جسم کے پھاڑنے یا اس کے اجزا جدا کرنے میں ہتیار کا کام دے سکے وہ قتل قتل عمد ہے۔ بشرطیکہ اس کا وقوع قاتل کی نیت میں ہو (غایۃ الاوطار)

ف قتل عمد اس وقت سمجھا جائیگا جبکہ مقتول زخمی ہو (غایۃ الاوطار)

قاتل قتل عمد کو قصاص اور حرمان ارث کی سزا دی جائیگی (غایۃ الاوطار)

ف قصاص سے سزائے موت مراد ہے جو تلوار سے دینا لازم ہے۔

حرمان ارث سے مراد مقتول کے ترکہ سے محروم ہونا ہے (غایۃ الاوطار)

قولہ تعالیٰ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَاءً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاءً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا (۵ ج ۱۰ ر)

یعنے اور کسی مومن کی شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو (ابتداءً) قتل کرے لیکن غلطی سے (ہو جائے تو اور بات ہے) اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کرے تو اس پر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا (واجب ہے) اور خون بہا (بھی واجب) ہے۔ جو اس کے خاندان والوں کو حوالہ کر دیا جائے مگر یہ کہ وہ لوگ معاف کر دیں اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو جو تمہارے مخالف ہیں اور وہ شخص خود مومن ہے تو (صرف) ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا (پڑیگا) اور اگر وہ (مقتول خطاءً) ایسی قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہو تو خونبہا (بھی واجب) ہے جو اس (مقتول) کے خاندان والوں کو حوالہ کر دیا جائے۔ اور ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا پڑیگا) پھر جس شخص کو (غلام لونڈی) نہ ملے تو (اس کے ذمہ) متواتر دو ماہ کے روزے ہیں بطریق توبہ کے جو اللہ کی طرف سے مقرر ہوئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے علم اور حکمت والے ہیں۔

جو قتل ایسی چیز سے واقع ہو جس سے جسم نہ پھٹے اور نہ اس کا کوئی جزو علیحدہ ہو سکے تو وہ قتل قتل شبہ عمد ہے۔

قاتل قتل شبہ عمد۔ کفارہ۔ دیت مغلظہ۔ حرمان ارث گناہ کا مستوجب ہوگا

(ہدایہ ج ۲ ص ۱۱۱)

ف کفارہ سے مراد غلام کا آزاد کرنا یا متواتر دو مہینے کے روزہ رکھنا ہے۔ دیت مغلظہ سے مراد سو اونٹنیاں ۲۵ ایک سالہ ۲۵ دو سالہ (۲۵) ۳ سالہ ۲۵ چار سالہ ادا کرنا ہے اس کے عوض قیمت دینا جائز نہیں۔ گناہ سے عذاب آخروی مراد ہے۔ (غایۃ الاوطار)

جو قتل کہ غلط فہمی بالنفس یا فعل کی خطا کی وجہ سے واقع ہو اور جائز فعل بطریق جائز بعد احتیاط و ہوشیاری مناسب کے کیا جائے تو وہ قتل قتل خطا ہے (غایۃ الاوطار)

قاتل قتل خطا کو یہ سزائیں دی جائینگی :۔ کفارہ۔ گناہ۔ حرمان ارث دیت غیر مغلظہ (غایۃ الاوطار)

ف دیت غیر مغلظہ سے دس ہزار درہم یا ہزار دینا مراد ہے (غایۃ الاوطار)

جو قتل کہ کسی شخص کے ایسے فعل سے جو نیند یا بے ہوشی یا بے اختیاری میں سرزد ہو تو وہ قتل قتل جاری مجرائے خطا ہے۔ (شبہہ قتل خطا) (غایۃ الاوطار)

جاری مجرائے خطا کا فاعل انہی سزاؤں کا مستوجب ہے جو قتل خطا کیلئے مقرر ہیں (غایۃ الاوطار)

جو شخص کسی دوسرے کی ملک میں بلا اجازت مالک یا حاکم کے ایسا فعل کرے جس کے کرنے کا وہ شرعاً مجاز نہ ہو۔ اور وہ اس فعل کی وجہ سے کسی شخص کی ہلاکت کا باعث ہو تو وہ قتل بالسبب کا فاعل سمجھا جائیگا۔ اور اسکو صرف سزائے دیت غیر مغلظہ دی جائیگی (غایۃ الاوطار)

قود

قود یعنے قصاص سے مراد۔ مرد فاعل کے ساتھ وہ فعل کرنا ہے جو اس نے مفعول کے ساتھ کیا ہو۔ (غایۃ الاوطار)

قصاص واجب ہوتا ہے ہر محفوظ الدم دائمی کے قتل عمد سے (غایۃ الاوطار)
آزاد بدل آزاد غلام بدل غلام۔ اور مسلمان بدل ذمی قتل کیا جا سکتا ہے
لیکن مسلمان اور ذمی کے بدلے مستامن قتل نہیں ہوگا (غایۃ الاوطار)
ان صورتوں میں قاتل مستوجب قصاص نہیں۔
(۱) جبکہ اپنے اصول یا فروع کو کوئی عمداً قتل کیا ہو۔
(۲) جبکہ اپنے داماد کو کوئی قتل کیا ہو بشرطیکہ وقت قتل اسکی بیٹی مقتول کے نکاح میں ہو۔
(۳) جبکہ ورثائے مقتول قصاص معاف کردیں۔
(۴) جبکہ مقتول کے ورثا، قاتل کے فروع ہوں۔
(۵) جبکہ قتل ایسی تلوار سے واقع ہو جو نیام میں ہو۔
(۶) جبکہ کوئی عبد وقف کو قتل کرے۔
(۷) جبکہ حُر اپنے ذاتی غلام کو یا مجنون یا نابالغ اس حالت میں کسی کو قتل کیا ہو۔
(۸) جبکہ قاتل مقتول کو اس کی صریح رضامندی سے قتل کیا ہو۔
(۹) جبکہ قتل کے بعد قاتل مجنون دائمی ہو جائے۔
(۱۰) جبکہ مالکان مشترک میں سے کسی نے غلام مشترک کو قتل کیا ہو (غایۃ الاوطار)

قصاص غیر قود

قولہ تعالیٰ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ

كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (۶ ج ۱۱ ر)

یعنے اور ہم نے ان (یہود) پر اس میں یہ بات فرض کی تھی کہ جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے آنکھ کے اور ناک بدلے ناک کے اور کان بدلے کان کے اور دانت بدلے دانت کے (اور اسی طرح دوسرے خاص خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے پھر جو شخص اس کو معاف کر دے تو وہ اس کے لئے (گناہوں کا) کفارہ ہو جائے گا اور جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے سو ایسے لوگ بالکل ستم ڈھا رہے ہیں۔

قصاص غیر قود سے مراد یہ ہے کہ بجز قصاص جان کے اطراف انسانی کا بدلہ لینا جہاں ظالم و مظلوم کے اعضا کی برابری ثابت ہو وہیں بدلا لینا جائز ہے۔ اور جہاں حفظ مماثلت متصور نہو وہاں قصاص نہیں بلکہ دیت ہے (غایۃ الاوطار)

ف قصاص میں دایاں ہاتھ بائیں کے بدل یا اس کے برعکس یا تندرست ہاتھ لنج کے بدل اور عورت کا ہاتھ مرد کے ہاتھ کے بدل یا اس کے برعکس یا حر کا ہاتھ غلام کے ہاتھ کے بدل یا اس کے برعکس یا غلام کا ہاتھ دوسرے غلام کے ہاتھ کے بدل نہیں ہوسکتا (غایۃ الاوطار)

بال اور سر کی کھال اور رخسارہ اور پشت و شکم اور ذقن کے گوشت میں اور طمانچہ مارنے میں قاطع کے اعضا کا قصاص نہوگا۔ اور نیز قطع زبان میں قصاص نہیں پیٹ میں کے اس بچہ کا جس کا صرف سر نکلا ہو کان کاٹا جائے تو نصف دیت دینا ہوگا۔ اگر سر کاٹا جاوے تو دیت کا (دو ثلث) حصہ واجب ہے (غایۃ الاوطار)

کافر کی طرف تیر مارا۔ تیر لگنے کے قبل وہ مسلمان ہوگیا تو دیت واجب نہیں

اگر مسلمان کی طرف تیر مارا جائے اور وہ مرتد ہو جائے تو دیت واجب ہے (غایۃ الاوطار)
دو گواہ یہ گواہی دیں کہ اس نے اس کو زخمی کرنے والی چیز سے مارا اور وہ
ہمیشہ بستر پر پڑا رہا یہاں تک کہ مر گیا تو زخم لگانے والے سے قصاص لیا جائیگا
(غایۃ الاوطار)

کتاب الوصایا

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۔ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۔ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (۲ جز ۶ رکوع)

یعنے تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب کسی کو موت نزدیک معلوم ہونے لگے بشرطیکہ کچھ مال بھی ترکہ میں چھوڑا ہو تو والدین اور اقارب کے لیئے معقول طور پر (کہ مجموعہ ایک ثلث سے زیادہ نہ ہو) کچھ کچھ تبلایا جاوے (اس کا نام وصیت ہے) جن کو خدا کا خوف ہے ان کے ذمہ یہ ضروری ہے پھر جو شخص (اس وصیت کے) سن لینے کے بعد اس کو تبدیل کریگا تو اس کا گناہ ان ہی لوگوں کو ہوگا جو اسکو تبدیل کرینگے ۔ اللہ تعالیٰ تو یقیناً سنتے جانتے ہیں ہاں جس شخص کو وصیت کرنے والے کی جانب سے کسی بدعنوانی کی یا کسی جرم کے ارتکاب کی تحقیق ہوئی ہو پھر یہ شخص ان میں باہم مصالحت کرادے تو اس پر کوئی گناہ نہیں واقعی اللہ تعالیٰ تو (خود گناہوں کے) معاف فرمانے والے ہیں ۔ اور (گنہگاروں پر) رحم کرنے والے ہیں ۔

تملیک بعد الموت کو وصیت کہتے ہیں۔ وصیت کرنے والے کو موصی
جس کو وصیت کی جائے اس کو وصی اور جس کے لئے وصیت کی جائے اس کو
موصی لہٗ اور جس چیز کے لئے وصیت کی جائے اس کو موصی بہٖ کہتے ہیں (غایۃ الاوطار)
رکن وصیت ایجاب و قبول ہے۔ یعنی موصی کا یہ قول کہ میں نے وصیت
کی اس چیز کی یا اس کے ہم معانی الفاظ۔ بقول بعض قبول رکن نہیں۔ صرف ایجاب
کافی ہے۔ (غایۃ الاوطار)

شرائط وصیت یہ ہیں:۔

(۱) موصی مالک کرنے کے قابل ہو۔

(۲) موصی بہ کسی دین میں مستغرق نہ ہو۔

(۳) وقت وصیت موصی لہٗ زندہ ہو (حقیقۃً یا مجازاً)

(۴) وقت وفات موصی موصی لہٗ وارث نہ ہو۔

(۵) موصی لہٗ موصی کا قاتل نہ ہو۔

(۶) موصی لہٗ معلوم ہو۔

(۷) بعد موت موصی موصی بہ قابل تملیک ہو۔

(۸) موصی بہ بقدر ثلث مال کے ہو۔

وصیت کے اقسام یہ ہیں۔

الف واجب۔ جیسے ادائی امانت و دین مجہول کے لئے۔

ب۔ مستحب جیسے کفارات فدیہ وصیام صلوٰۃ کے لئے۔

ج۔ مباح جیسے اغنیا اجانب و اقارب کے لئے۔

(د) مکروہ جیسے اہل فسوق و معاصی کے لئے۔ (غایۃ الاوطار)

اجنبی کے لئے ثلث مال کی وصیت جائز ہے گو ورثاء راضی نہ ہوں لیکن ثلث مال سے زاید کی وصیت بلا رضامندی ورثاء جائز نہیں (غایۃ الاوطار)

دین وصیت پر مقدم مانا گیا ہے اس لئے ادائی دین کے بعد وصیت نافذ ہوگی

مسلمان کی وصیت ذمی کے لئے یا ذمی کی مسلمان کے لئے جائز ہے۔ لیکن اس کافر حربی کے لئے جو دار الحرب میں رہتا ہو وصیت جائز نہیں (غایۃ الاوطار)

اپنے قاتل کے حق میں جو بطریق مباشرت قتل کیا ہو وصیت جائز نہیں

وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں۔ اگر دیگر ورثاء راضی ہوں تو جائز ہے بعض راضی اور بعض ناراض ہوں تو بقدر حصص رضامند ورثاء کے وصیت جائز ہوگی

وصیت حمل کے واسطے اور وصیت حمل کی غیر کے واسطے بھی صحیح ہے۔ بشرطیکہ بچہ چھ ماہ سے کمتر مدت میں پیدا ہوا ہو (غایۃ الاوطار)

گونگے کی وصیت اشارے سے جائز نہیں الا اس حال میں کہ وہ مدت دراز سے گونگا ہو اور اس کے اشارے سمجھ میں آسکتے ہوں۔ (غایۃ الاوطار)

موصی کی موت سے پہلے وصیت کا قبول یا رد کرنا باطل ہے۔ (غایۃ الاوطار)

موصی وصیت سے رجوع کر سکتا ہے خواہ وہ الفاظ صریح سے ہو یا ایسے الفاظ سے جو انقطاع حقیت کے لئے کافی ہوں۔

ف یہ کہنے سے کہ میں نے جو وصیت کیا وہ حرام ہے موصی راجع نہ ہوگا لیکن اس قول سے کہ جو وصیت میں نے کیا وہ باطل ہے یا جو وصیت میں زید کے واسطے کیا تھا وہ خالد کے واسطے ہے موصی راجع ہوگا۔ اگر خالد اس وقت مردہ ہو تو وصیت

اول بحالت خود قایم رہے گی۔ اگر اس وقت زندہ ہو لیکن بوقت وفات موصی زندہ نہ ہو تو وصیت اول بوجہ رجوع اور دوم بوجہ موت موصی لہٗ قبل موت موصی باطل ہے (غایۃ الاوطار)

تفصیل مرض الموت

مریض سالہا سال اگر اس کا مرض ایک سال سے بڑھ جائے اور اس کی موت کا خوف نہ ہو تو اس کے کل مال سے نافذ ہوگا ورنہ ثلث مال سے (غایۃ الاوطار)

وصیت مختلف اقسام کے ہوں تو اس کی ادائی مثل ترتیب اقسام کے ہوگی جیسے واجب کے بعد مستحب قس علی ہذا البواقی۔ سب وصایا برابر ہوں تو وہ مقدم ہوگی جس کو موصی نے مقدم کیا ہو (غایۃ الاوطار)

صورت ہائے ذیل میں وصیت باطل ہو جاتی ہے۔

الف۔ جبکہ موصی بہ تلف ہو جائے۔

ب۔ جبکہ بعد وصیت موصی مجنون ہو جائے اور اس حالت میں چھ ماہ سے زاید مدت تک رہے۔

ج۔ جبکہ موصی لہٗ موصی سے پہلے مرجائے۔ (غایۃ الاوطار)

موصی بہ موصی اور وارثوں میں بجائے امانت کے ہے اگر تلف ہو جائے تو ان کو ضمان دینا لازم نہ ہوگا (غایۃ الاوطار)

وصیت بہ ثلث مال

اگر ورثاء ناراض ہوں تو خواہ کسی قدر موصی لہٗ ہوں وصیت صرف ثلث مال سے

ہی نافذ ہوگی۔ اگر وہ برابر حصے کے مستحق ہوں تو برابر حصہ پائینگے ورنہ بحساب رسدی ثلث مال ان میں تقسیم کیا جائیگا (غایۃ الاوطار)

ف ثلث مال سے مراد اس مال کا ثلث ہے جو بروقت وفات موصی موجود ہو نہ کہ وہ جو بروقت وصیت موجود ہو۔ (غایۃ الاوطار)

دو شخصوں کو وصیت کرنے کے بعد موصی تیسرے کو ان دونوں کا شریک کردے تو ہر ایک موصی بہ سے مساوی حصہ پائیگا۔ (غایۃ الاوطار)

اپنے وارث یا قاتل کے ساتھ اجنبی کے لئے وصیت کی جائے۔ تو اجنبی کو نصف مال ملیگا وارث اور قاتل کے حق میں وصیت باطل ہے اسلئے انکو کچھ نہ ملیگا

وارث ثلث سے زاید یا وارث کے حق میں وصیت کی اجرائی پر راضی ہو جانے کے بعد پھر اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ (غایۃ الاوطار)

وصی اپنے ہمسایہ یا صہر (سسرا) یا ختن (داماد) یا اہل یا آل کے لئے وصیت کیا ہو تو ان کے الفاظ کی تعبیر اس طرح کی جائے گی:۔

ہمسایہ سے موصی کے گھر کے ملاصقین مراد ہے۔ خواہ ان کے دروازے قریب ہوں یا بعید۔ صہر سے مراد خسر و خوشدامن ہے۔ ختن سے مراد ہر محرم عورت کا شوہر جیسے داماد اہل سے زوجہ اور آل سے اس کی اہلبیت اور وہ قبیلہ جس کے طرف وہ منسوب ہے اس میں اس کا بیٹا داخل نہ ہوگا۔ اگر موصی کا شوہر اس کے باپ کی قوم سے ہو تو اس وقت داخل سمجھا جائیگا (غایۃ الاوطار)

اقارب کے لئے وصیت کرنا جائز ہے ماں باپ بیٹا و دیگر ورثائے موصی اقارب میں داخل نہیں (غایۃ الاوطار)

وصیت اقارب میں مرد عورت برابر حصہ دار ہیں۔ اور اس میں چار امور قابل لحاظ ہیں:۔

الف۔ دو یا زیادہ کے حق میں وصیت کی جائے۔

ب۔ موصی لہٗ موصی کے قرابت دار ہوں۔

ج۔ اقرب فالاقرب معتبر ہے۔

د۔ موصی لہٗ موصی کے وارث نہ ہوں (غایۃ الاوطار)

اگر خاص شخص کے یتیم فرزندوں کے لئے وصیت ہو تو اندھے۔ لنگڑے اور محتاج برابر ہیں۔ (غایۃ الاوطار)

کسی شخص کے ورثاء کے حق میں وصیت کرنا جائز ہے اور اس میں مثل وراثت کے مرد اور عورت حصہ پائینگے۔ (غایۃ الاوطار)

اپنے غلام کی خدمت یا گھر کی سکونت یا منافعہ یا کرایہ وغیرہ کا مدت معین یا ہمیشہ کے لئے وصیت کرنا صحیح ہے (غایۃ الاوطار)

غلام یا کافر یا فاسق یا صغیر وصی مقرر کیا گیا ہو تو حاکم بجائے اس کے دوسرا وصی مقرر کردیگا قبل اس کے کہ وہ تصرف کرے۔ اگر اس نے تصرف کیا ہے تو وہ تصرف ناجائز نہ ہوگا۔ (غایۃ الاوطار)

وصی یتیم کے باپ کا مقرر کردہ ہو تو صورت ہائے ذیل میں مال غیر منقولہ بیع کر سکتا ہے۔

(۱) غیر کو اس کے دو چند قیمت پر۔

(۲) میت کی ادائی دین و وصیت مطلقہ کے نفاذ کے لئے۔

(۳۳) جبکہ اس مال کے ناقص یا ویران ہونے کا اندیشہ ہو (غایۃ الاوطار)

یتیم کے مال سے اس کے فائدہ کے لئے وصی کو تجارت کرنا جائز ہے (غایۃ الاوطار)

شہادت اوصیا

دو وصی وارث صغیر کے مال کی گواہی دیں تو وہ باطل ہے۔ خواہ مال صغیر کو میراث سے ملا ہو یا ہبہ سے۔ (غایۃ الاوطار)

میت کے دو بیٹے جب یہ گواہی دیں کہ ان کے باپ نے ایک مرد کو وصی کیا ہے تو گواہی لغو ہے اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ میت نے زید کو وصی کیا ہے۔ پھر زید کے بیٹوں نے گواہی دی کہ میت نے ہمارے باپ کو وصیت سے معزول کر دیا ہے اور فلاں شخص کو وصی مقرر کیا ہے تو دونوں کی گواہی جائز ہے (غایۃ الاوطار)

وصی مقررہ کردہ حاکم اور متوفی میں یہ فرق ہے کہ وصی مقرر کردہ حاکم اسکے زیر نگرانی کام کریگا اور دوسرے کو وصی مقرر نہ کر سکے گا اور نہ اپنے سے کوئی شے خرید سکے گا۔ لیکن وصی مقرر کردہ متوفی تمام امور کو اپنے اختیار سے انجام دیسکتا ہے۔

وصی کو یتیم کے مال سے جب تک کہ وہ اس کے کام میں مصروف رہے کھانا اور اس کی سواری سے سواری لینا جائز ہے۔ (غایۃ الاوطار)

کتاب الفرائض

احکام تقسیم میراث

قولہ تعالیٰ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ

مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۔ ۵ ۴ جز ۲ ا رکوع

ترجمہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مردوں کے لئے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابتدار چھوڑ جائیں۔ اور عورتوں کے لئے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابتدار چھوڑ جائیں۔ خواہ وہ چیز تھوڑی ہو یا بہت حصہ قطعی۔

فرایض علم فقہ اور حساب کے اُن قواعد کا نام ہے جن سے وارث کے حصہ کی متعلق متروکہ مورث سے معلوم ہو جائے۔ (غایۃ الاوطار)

ترکہ میت کے اس مال کو کہتے ہیں جس سے غیر کا حق متعلق ہو گیا ہو (غایۃ الاوطار)

مال کا انتقال دوسرے کی طرف بطریق خلافت ارث کہلاتا ہے۔ (غایۃ الاوطار)

ارکان فرایض یہ ہیں :-

وارث ۔ مورث موروث یعنے ترکہ۔

شرایط وراثت حسب ذیل ہیں :-

(۱) موت مورث

(۲) وجود وارث (وجود حقیقی ہو یا تقدیری)

(۳) علم وجہ ارث

حقوق متعلق بہ ترکہ یکے بعد دیگر یہ ہیں :-

اول ۔ ادائی دین جس میں مال مستغرق ہو۔

دوم تجہیز و تکفین میت حسب حیثیت

سوم ۔ ادائی قرضہ ذمگی میت۔

چہارم - اجرائی وصیت بقدر ثلث متروکہ
پنجم - تقسیم ترکہ مابین ورثاء (غایۃ الاوطار)
وارث وہ ہیں - جن کا حصہ کلام اللہ یا حدیث یا اجماع امت سے ثابت ہے
اسباب وراثت تین ہیں:-
الف - نسب جیسے قرابت
ب - سبب جیسے زوجیت
ج - ولا جیسے باہم مددگاری - (غایۃ الاوطار)
عموماً وارث تین قسم کے ہوتے ہیں - مگر مستحق ترکہ کئی اصناف حسب ذیل ہیں
(۱) ذوی الفروض (۲) عصبہ (۳) ذوی الارحام
ان کے بعد (۴) مولائے موالات (۵) مقرلہ بالنسب علی الغیر
(۶) موصی لہٗ جس کے لئے ثلث مال سے زاید کی وصیت ہو - (۷) بیت المال
ف - چونکہ بیت المال کا انتظام نہیں ہے اسلئے اہل فروض نسبی پر رد جائز ہے
موانع ارث حسب ذیل ہیں:-
(۱) رقیت یعنے مملوک ہو جزءاً یا کلاً (بقول صاحبین وارث ہوگا)
(۲) اختلاف دین یعنے وارث و مورث میں اسلام و کفر کا اختلاف ہو -
(۳) قتل ناحق یعنے مورث کو قتل کرے جو موجب قصاص و کفارہ ہے -
(۴) اختلاف دار - یعنے ملک کا اختلاف جیسے دار الاسلام و دار الکفر -
(۵) وارث کا مجہول ہونا یعنے یہ نہ معلوم ہونا کہ کون وارث ہے - (غایۃ الاوطار)
جو شخص مرتد ہو جائے وہ مسلمان کا وارث نہیں لیکن جو مال وہ حالت

اسلام میں پیدا کیا تھا وہ اس کے مسلمان ورثا ہیں میراث ہوگا (غایۃ الاوطار)

عورت بھر وارتداد شوہر سے بائنہ ہو جاتی ہے۔ اور رشتہ زوجیت منقطع ہو جاتا ہے۔ ایک دوسرے کی وراثت کا مستحق نہیں رہتا (غایۃ الاوطار)

اختلاف دار صرف کفار کے لئے مانع ارث ہے مسلمان کے لئے نہیں۔ مسلمان دار الکفر میں مرجائے تو اس کا وارث جو دار الاسلام میں ہو مستحق وراثت ہے (غایۃ الاوطار)

ذوی الفروض

ذوی الفروض وہ ورثا ہیں جنکا حصہ شرعاً معین ہے۔ (غایۃ الاوطار)

ذوی الفروض مرد و عورت جملہ ۱۲ ہیں۔

الف۔ مرد چار ہیں:۔ باپ[۱] - دادا[۲] - برادر اخیافی[۳] - زوج[۴]

ب۔ عورت آٹھ ہیں۔ ماں[۱] - بیٹی[۲] - پوتی[۳] - سگی بہن[۴] - سوتیلی بہن[۵] اخیافی بہن[۶] - جدہ صحیحہ[۷] - زوجہ[۸]

سہام مقررہ چھ ہیں:۔ نصف ($\frac{1}{2}$) ربع ($\frac{1}{4}$) ثمن ($\frac{1}{8}$) ثلث ($\frac{1}{3}$) ثلثان ($\frac{2}{3}$) سدس ($\frac{1}{6}$) (غایۃ الاوطار)

ف پہلے تین قسموں کو نوع اول اور دوسرے تین قسموں کو نوع ثانی کہتے ہیں

سہام مقررہ میں سے $\frac{1}{2}$ (نصف) کے مستحق یہ پانچ ذی فرض ہیں۔

(۱) دختر صلبی جبکہ ایک ہو۔ قولہ تعالیٰ (وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ) س ع

(۲) دختر نہ ہو تو پوتی جبکہ ایک ہو۔

(۳) بیٹی پوتی نہ ہو تو سگی بہن جبکہ ایک ہو۔ قولہ تعالیٰ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ

وَلَدٌ وَلَهٗ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ (۴ جزء ۱۴ رکوع)

(۴) بیٹی پوتی سگی بہن نہ ہو تو علاتی بہن جبکہ ایک ہو۔

(۵) زوج جبکہ متوفیہ کی اولاد نہ ہو۔ قولہ تعالیٰ (وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ (۴ جزء ۱۳ رکوع)

سہام مقررہ سے ¼ (ربع) کے مستحق یہ دو ذوی فرض ہیں۔

(۱) زوج جبکہ اولاد متوفیہ ہو۔ قولہ تعالیٰ (فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ (۴ جزء ۱۳)

(۲) زوجہ جبکہ اولاد متوفی نہ ہو۔ قولہ تعالیٰ (وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ (۴ جزء ۱۳ رکوع)

سہام مقررہ میں سے ⅛ (ثمن) کی مستحق صرف زوجہ ہے جبکہ اولاد متوفی ہو۔ قولہ تعالیٰ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ (۴ جزء ۱۳ رکوع)

سہام مقررہ میں سے ⅓ (ثلث) کے مستحق یہ دو ذوی فرض ہیں۔

(۱) ماں جبکہ متوفی کی اولاد یا اولاد کی اولاد یا اس کے دو بھائی یا دو بہن کے ساتھ نہ ہو۔ قولہ تعالیٰ (فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ (۴ جزء ۱۳ رکوع)

(۲) بہن و بھائی اخیافی جبکہ ایک سے زاید ہوں۔ قولہ تعالیٰ (فَاِنْ كَانُوْا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ (۴ جزء ۱۳ رکوع) لیکن متوفی کا بیٹا یا پوتا یا باپ یا دادا ہو تو محروم ہونگے۔

سہام مقررہ میں سے ⅔ کے مستحق یہ چار ذی فرض ہیں۔

(۱) دختر جبکہ ایک سے زاید ہوں۔ قولہ تعالیٰ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ (۴ جزء ۱۳ رکوع)

(۲) دختر نہ ہو تو پوتیاں جبکہ ایک سے زاید ہوں۔

(۳) دختر اور پوتی نہ ہو تو سگی بہن جبکہ ایک سے زاید ہوں۔

(۴) دختر۔ پوتی۔ سگی بہن نہ ہو تو علاتی بہنیں جبکہ ایک سے زاید ہوں۔

قولہ تعالیٰ (فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ) (۴ جز ۴ رکوع)

سہام مقررہ میں سے ۱/۶ (سدس) کے مستحق یہ سات ذوی الفروض ہیں۔

(۱) باپ جبکہ متوفی کی اولاد یا اولاد کی اولاد کے ساتھ ہو۔ قولہ تعالیٰ (وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ) وَقولہ تعالیٰ (فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ) (۴ جز ۱۳ رکوع)

(۲) ماں جبکہ متوفی کی اولاد یا اولاد کی اولاد یا دو بھائی یا دو بہن کے ساتھ ہو۔

(۳) باپ نہ ہو تو دادا بہ لحاظ امور مذکورہ

(۴) جدہ صحیحہ (دادی)

(۵) پوتی یا پوتیاں جبکہ متوفی کی ایک دختر کے ساتھ ہوں۔

(۶) علاتی بہن جبکہ حقیقی بہن کے ساتھ ہو۔

(۷) اخیافی بہن یا بھائی جبکہ ایک ہو۔ قولہ تعالیٰ (وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ) لیکن متوفی کا بیٹا پوتا باپ دادا ہو تو محروم ہوگا۔

عصبات

قولہ (وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ) (۵ جز رکوع ۲)

ف (وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ) الآیۃ۔ اکلیل میں۔ حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے کہ یہاں موالی سے مراد عصبہ ہیں (از احمدی)

(وہ وارث جن کا حصہ معین نہیں بلکہ ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو بچے

وہ لے لیتے ہیں وہ عصبات کہلاتے ہیں (غایۃ الاوطار)

ذوی الفروض نہ ہوں تو عصبہ کل مال کے مستحق ہیں (غایۃ الاوطار)

عصبہ کی دو قسمیں ہیں:۔ (۱) عصبہ نسبی (۲) عصبہ سببی

عصبہ نسبی کے تین قسم ہیں۔ (۱) عصبہ بنفسہ (۲) عصبہ بغیرہ (۳) عصبہ مع غیرہ

عصبہ بنفسہ سے ہر ایسا مرد مراد ہے جس کا نسب میت کی جانب بیان کرنے میں کوئی عورت بیچ میں نہ آئے یعنے وہ جو بلا واسطہ عورت کے رشتہ دار ہو۔ اُس کے چار قسم ہیں:۔

(۱) میت کا جز مثلاً بیٹا (۲) میت کا اصل مثلاً باپ دادا وغیرہ (۳) میت کے باپ کا جز جیسا بھائی وغیرہ (۴) میت کے دادا کا جز مثلاً چچا وغیرہ۔

ف عصبہ بنفسہ میں قسم اول کو دوم پر اور دوم کو سوم پر اور سوم کو چہارم پر ترجیح ہے۔ اسی طرح ہر قسم میں قریب کو بعید پر ترجیح ہے۔ وارث قریب کی موجودگی میں بعید محروم ہوتا ہے۔ اگر سب مساوی درجہ کے ہوں تو ان میں تقسیم علی الرؤس ہوگی

عصبہ بغیرہ ہر ایسی عورت کو کہتے ہیں جو اپنے بھائی کی وجہ سے عصبہ ہو جائے

وہ عورتیں چار ہیں:۔ بیٹی۔ پوتی۔ سگی بہن۔ علاتی بہن۔

ف سوائے پوتیوں کے باقی عورتیں صرف حقیقی بھائیوں کے ساتھ عصبہ ہوتی ہیں لیکن پوتی حکمی بھائی کے ساتھ بھی عصبہ ہو جاتی ہے (غایۃ الاوطار)

عصبہ مع غیرہ وہ عورت ہے جو دوسری عورت کے ساتھ عصبہ ہو جائے۔ اور وہ صرف بہنیں ہیں جو پوتیوں یا بیٹیوں کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں مگر حقیقی بہنیں ہوں تو علاتی محروم ہو جاتی ہیں۔ (غایۃ الاوطار)

عصبہ سببی سے مراد مولیٰ ہے غلام کا آزاد کرنے والا۔ بلا واسطہ یا بالواسطہ عورت ہو یا مرد اگر مولیٰ زندہ نہ ہو تو اس کے عصبہ بنفسہ حسب ترتیب وارث ہونگے۔ (غایۃ الاوطار)

ولد الزنا اپنے ماں کے مال کا مستحق ہوگا اور اس کا اخیافی بھائی زنا سے ہو خواہ نکاح سے اس کا عصبہ نہ ہوگا۔ (غایۃ الاوطار)

حجب سے مراد ایک وارث کا دوسرے کی وجہ سے کلاً یا جزاً محروم ہو جانا ہے اس کے دو قسم ہیں :-

۱۔ حجب حرمان۔ یعنے کلاً محروم ہو جانا۔

۲۔ حجب نقصان یعنے حصہ کا کم ہونا (غایۃ الاوطار)

چھ وارث ہیں جو کسی حال میں کلیتاً محروم نہیں ہو سکتے جیسے ابوئین یعنے (۱) ماں (۲) باپ۔ ابنین یعنے (۳) بیٹا (۴) بیٹی زوجین یعنے (۵) زوج (۶) زوجہ (غایۃ الاوطار)

ذوی الارحام

قولہ تعالیٰ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ (۱۰ ج ۶ ر)

ذی رحم وہ قرابتدار ہیں جو ذی الفروض اور عصبات سے نہوں اور ذی رحم بہ موجودگی ذوی الفروض اور عصبات کے وارث نہ ہوگا۔ لیکن بموجودگی زوجین کے گو کہ وہ ذی فرض ہیں وارث ہوگا کیونکہ ذی رحم کی موجودگی میں زوجین پر رد جائز نہیں (غایۃ الاوطار جلد چہارم)

ذوی الارحام مثل عصبات چار قسم پر منقسم ہیں :-

(۱) میت کا جز یعنے بیٹیوں اور پوتیوں کی اولاد (گو وہ درجہ میں کتنی ہی نیچی ہوں)
(۲) میت کی اصل یعنے اجداد فاسدین وجدات فاسدہ یعنے نانا اور دادی کے باپ کی ماں وغیرہ خواہ وہ درجہ میں کتنے ہی اونچے ہوں۔
(۳) میت کے والدین کا جز یعنے بھانجے بھانجیاں۔ بھتیجیاں وغیرہ
(۴) میت کے جدین کا جز یعنے پھوپھی۔ ماموں۔ خالہ وغیرہ

ف ترتیب بھی ان کی مثل عصبات کے ہے (غایۃ الاوطار جلد چہارم)

ف جب قسم اول کے کل ذی رحم جمع ہوں تو ان سب میں زیادہ مستحق میراث وہ ہوگا جو سب سے زیادہ میت سے قریب ہو۔ چنانچہ نواسی کے ہوتے ہوئے نواسہ کا بیٹا بیٹی محروم ہونگے۔ جب ایسے دو وارث جمع ہوں جو قرابت میں بھی میت سے برابر ہوں ان میں جو وارث کی اولاد میں ہو (خواہ عصبہ کی ہو خواہ ذوی الفرض کی)، وہ غیر وارث کی اولاد پر مقدم ہوگا۔ چنانچہ پوتی کی اولاد نواسی کی اولاد پر مقدم ہو گی۔ (غایۃ الاوطار جلد چہارم)

ف قسم دوم یعنے اجداد فاسدین وجدات فاسدہ میں مستحق میراث وہ ہوگا جو میت سے زیادہ قریب ہو۔

ف قسم سوم یعنے میت کے والدین کے جز کی تین قسمیں ہیں۔

الف۔ حقیقی بھتیجیاں اور حقیقی بہنوں کی اولاد

ب۔ علاتی بھتیجیاں اور علاتی بھانجیاں۔

ج۔ اخیافی بھتیجیاں اور اخیافی بھانجیاں

ف صنف اول اور دوم کی حالت بالکل قسم اول کی سی ہے اور ترکہ للذکر

مثل خط الانثیین تقسیم ہوگا۔ لیکن صنف سوم میں مرد عورت کو یکساں برابر حصہ ملتا ہے مگر جب تینوں طرح کے بھائی بہنوں کی اولاد ہو تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صرف حقیقی وارث ہونگے۔ لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ترکہ کو ان کے اصول پر تقسیم کر کے ہر ایک کا حصہ ان کے وارثوں کو دیتے ہیں (غایۃ الاوطار جلد چہارم)

ف قسم چہارم یعنے میت کے جدین کے جزء کے احکام مثل قسم اول کے ہیں پس اگر وہ فقط ماں کے طرف کے یا فقط باپ کے طرف کے ہوں تو متروکہ للذکر مثل خط الانثیین تقسیم ہوگا۔ اگر کچھ ماں کی طرف کے اور کچھ باپ کی طرف کے ہوں تو باپ کی طرف والوں کو دو ثلث اور ماں کی طرف والوں کو ایک ثلث ملیگا۔ اور یہی قاعدہ مذکورہ اقسام میں بھی برتا جائیگا (غایۃ الاوطار جلد چہارم)

ف دو طرفہ قرابت والا ایک طرفہ قرابت والے پر مقدم ہوگا (غایۃ الاوطار)

(ڈوبے اور جلے اور دبے ہوئے لوگوں کی اور حمل کی توریث)

جب چند اشخاص کشتی میں ہوں اور کشتی ڈوب جائے یا گھر میں ہوں اور گھر گر جائے یا جل جائے یا وہ ایک ہی ساتھ کسی لڑائی میں مقتول ہوں اور ان کی موت کا تقدم و تاخر معلوم نہ ہو تو وہ باہم وارث نہ ہونگے۔ لیکن اگر یقین ہو جائے کہ کون پہلا مرا اور کون بعد تو وہ باہم ایک دوسرے کے وارث ہونگے اور اس کی پانچ شکلیں ہونگی:-

اول یہ کہ میت سابق بالیقین معلوم ہو تو پہلے مردہ کا پچھلا وارث ہوگا

دوم یہ کہ میت سابق پہلے علی الیقین معلوم تھی۔ لیکن بعد شبہہ پڑ گیا تو اس کی میراث موقوف رہے گی تا وقتیکہ شبہہ رفع ہو کر یقین نہ ہو جائے

یا وارث باہم صلح کریں۔ (غایۃ الاوطار)

سوم یہ کہ میت سابق بلا یقین معلوم ہو تو اس میں کوئی کسی کا وارث نہ ہوگا۔ (غایۃ الاوطار)

چہارم یہ کہ سب کی موت ایک ساتھ ہی ہو تو بھی کوئی کسی کا وارث نہ ہوگا

پنجم۔ جبکہ اموات کی تقدیم تاخیر کچھ معلوم نہ ہو تب بھی باہم ایک دوسرے کا وارث نہ ہوگا۔ لیکن ہر ایک میت کا ترکہ اس کے زندہ وارث کو ملیگا

اگر میت کے جملہ ورثاء میں ایک حاملہ بھی ہو (خواہ وہ حاملہ میت کی زوجہ ہو یا ماں بہن وغیرہ) تو حمل کے واسطے صرف ایک لڑکی یا صرف ایک لڑکے کا حصہ اس طرح بچا رکھا جائیگا کہ اگر لڑکی کا حصہ زیادہ ہوتا ہو تو وہ یا لڑکے کا حصہ زاید نکلتا ہو تو وہ حمل کے لئے چھوڑا جائے۔ تاکہ بعد ولادت دقت نہ ہو (غایۃ الاوطار)

موالئے موالات

قولہ تعالیٰ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ (پ ج ۲ ر)

لغت میں ولا کے معنے محبت اور قریب کے ہیں لیکن اصطلاح شرع میں ولاء باہم مددگاری کرنے کو کہتے ہیں۔ اور موالات یہ ہے کہ مرد مسافر دوسرے شخص سے یہ کہتا ہے کہ میری کوئی برادری ہے اور نہ کوئی مددگار تو مجھے اپنی قوم و برادری میں ملالے۔ اور میرے مصائب کا متحمل ہو اور میں مر جاؤں تو تو میرے مال کا وارث ہے۔ اگر دوسرا شخص اس بات کو قبول کرلے تو یہ عقد موالات ہے (غایۃ الاوطار)

عقد موالات کے لئے اسلام شرط نہیں مگر حسب ذیل شرائط ضروری ہیں:

الف۔ عاقد اسفل آزاد مجہول النسب ہو۔ اس کی طرف غیر کا منسوب ہونا۔ مجہولیت نسب کا مانع نہیں ہے

ب۔ عاقد۔ عاقل و بالغ ہو۔

ج۔ عاقد کے لئے بیت المال سے دیت نہ دی گئی ہو۔

د۔ عاقد اسفل عربی نہ ہو عجمی ہو۔

ہ۔ بوقت ولا اس کا کوئی وارث نسبی نہ ہو۔

و۔ اس کے واسطے ولائے عتاقہ اور ولائے موالات کسی شخص سے نہ ہو عقد موالات میں عاقد عاقد لہٗ کے ترکہ کا مستحق نہ ہوگا۔ اگر شرط کر لی گئی ہو تو مستحق ہوگا۔ (غایۃ الاوطار)

مُقِرلَهٗ بِالنَّسَبِ عَلَی الغَیر

مقرلہ بالنسب علی الغیر ایسے شخص کو کہتے ہیں جو اپنا نسب کسی شخص سے بواسطہ کسی غیر شخص کے منسوب کرے اور وہ غیر اس سے منکر ہو مثلاً رشید قدیر کو اپنا بھائی بیان کرے تو رشید کو مقر اور قدیر کو مقرلہٗ اور رشید کا باپ شخص غیر اور مقر علیہ ٹھیرا یعنے جب رشید نے قدیر کو بھائی کہا تو رشید کا باپ قدیر کا بھی باپ ہوا۔ پس اگر رشید کا کوئی وارث نہ ہو تو قدیر اس کا وارث ہوگا لیکن قدیر کا نسب رشید کے باپ سے ثابت نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اقرار ذات پر حجت ہے نہ کہ غیر پر۔ (غایۃ الاوطار)

مخارج

مخارج جمع مخرج کی ہے اور ہر مخرج کسر منفرد کا وہ اقل عدد ہے جس عدد سے وہ کسر صحیح ہو یعنے بلا ٹوٹے ہوئے حصہ پورا نکل آئے جیسے ۴ سے رُبع اور ۳ سے ثلث بلا کسر نکل آتا ہے اس لئے مخرج نصف کا (۲) اور ربع کا (۴) اور ثمن کا (۸) ثلث کا (۳) اور سدس کا (۶) ہوا۔

ف سوائے دو کے باقی سب کا مخرج ان کا ہم نام عدد ہے۔

اگر مسئلہ میں ایک ہی حصہ ہو تو اسی حصہ کا ہمنام عدد مخرج ہوگا۔ پس اگر ایک شخص ایک دختر اور ایک عصبہ چھوڑ مرے تو مسئلہ (۲) سے ہوگا اور وہ اس طرح لکھا جائیگا:۔

میت مسئلہ ۲

بیٹی	بھائی
(۱/۲) نصف ۱	عصبہ ۱

اگر کسی مسئلہ میں ایک سے زاید حصے ہوں اور وہ سب ایک ہی نوع کے ہوں تو ان میں سب سے چھوٹے حصہ کا ہم نام عدد مخرج ہوگا مثلاً ہندہ شوہر اور دختر اور بھائی چھوڑ کر مرجائے تو مسئلہ ۴ سے لکھا جائیگا:۔

میت مسئلہ ۴ ہندہ

زوج	دختر	بھائی
ربع ۱	نصف ۲	عصبہ ۱

اگر مسئلہ میں چند حصص نوع اول کے اور کچھ نوع ثانی کے ہوں تو ان کا مخرج حسب ذیل ہوگا:۔

الف۔ اگر نصف نوع ثانی کے ساتھ جمع ہو تو مخرج ۶ ہوگا مثلاً زید نے یہ ورثاء چھوڑ مرا۔ بیٹی۔ ماں۔بہن اخیافی جو سب ذی فرض مختلف النوع ہیں اور نصف نوع ثانی کے ساتھ آیا ہے اس لئے مسئلہ ۶ سے ہوا۔

میت زید — مسئلہ ۶ ردر ۳ — مسئلہ مضمر ہیں

بیٹی	ماں	بہن اخیافی محروم
نصف	سدس	ثلث
۳	۱	۲

ب۔ اگر ربع نوع ثانی کے ساتھ جمع ہو تو مخرج ۱۲ ہوگا جیسے اس مسئلہ میں

میت خالد — مسئلہ ۱۲

شوہر	دو بیٹیاں	چچا
ربع	دو ثلث	عصبہ
۳	۸	۱

ج۔ اگر ثمن نوع ثانی کے ساتھ ہو تو مسئلہ ۲۴ سے ہوگا جیسے اس شکل میں

میت فرید — مسئلہ ۲۴

زوجہ	دو بیٹیاں	بھائی
ثمن	دو ثلث	عصبہ
۳	۱۶	۵

مسائل فرائض کے تین قسم ہیں:۔

۱۔ فریضۂ عادلہ:۔ وہ ہے جس میں سہام ورثاء عدد مسئلہ کے برابر ہوں جیسا کہ مسائل بالا میں حصص ورثاء اور عدد مسئلہ دو تو برابر برابر ہیں۔

۲۔ فریضۂ عائلہ وہ ہے جس میں سہام ورثاء عدد مسئلہ سے زائد ہوں۔ جیسا کہ مسئلہ ہذا میں:۔

نوٹ (۱) چونکہ ربع نوع ثانی کے ساتھ جمع ہے اس لئے مسئلہ ہوا ۱۲ سے لیکن کل حصص تقسیم شدہ ۱۵ ہوئے اس لئے جائداد کو ۱۵ حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ مفصل قواعد مسائل عائلہ کے بعدہٗ بیان کئے جاتے ہیں

(۱) مسئلہ ۱۲ عول ۱۵

زوجہ	۲ حقیقی بہنیں	۲ اخیافی بہنیں
ربع	دو ثلث	ثلث
۳	۸	۴

(۲) مسئلہ ۶ عول ۸

شوہر	جدہ	بہن حقیقی
نصف	سدس	دو ثلث
۳	۱	۴

نوٹ (۲) مسئلہ ہذا میں نصف نوع ثانی کے ساتھ ہے اس لئے مسئلہ ہوا ۶ سے لیکن ۶ سے جائداد بلا کسر تقسیم نہیں ہو سکتی اس لئے جائداد کے (۸) حصے کر دئے جس سے بلا کسر تقسیم ہو جاتی ہے۔ یہاں بھی حصص اپنے عدد مسئلہ سے زاید ہو گئے۔

(۳) فریضۂ قاصرہ۔ وہ ہے جس میں سہام ورثاء عدد مسئلہ سے کم ہوں اسی کو رد بھی کہتے ہیں ملاحظہ ہو مسئلہ ہذا

مسئلہ ۶ رد ا مسئلہ (۵)

ماں	۲ بنت
سدس	دو ثلث
۱	۴

نوٹ۔ چونکہ اس مسئلہ میں سب سہام ایک ہی نوع کے ہیں لہذا عدد مسئلہ اپنے سے ہمنام چھوٹا عدد ۶ ہوا لیکن سہام ورثاء ۵ ہیں جو عدد مسئلہ سے کم ہیں اس لئے مسئلہ ۵ ہوا۔ رد کا قاعدہ آیندہ بیان کیا جاتا ہے۔

فریضۂ عائلہ (احکام عول)

لغت میں غلبہ اور زیادتی کو اور شرع میں سہام ورثاء (جبکہ مجموعہ سہام مخرج سے زاید ہو) زیادہ کر دینے کو عول کہتے ہیں اور عول کی غرض یہ ہوتی ہے

اسباب ردی کل ورثار کے حصے بلاکم وبیش تقسیم ہو جائیں، کسی کے حصہ میں کمی ہو اور نہ کسی خاص وارث کو نقصان پہونچے (غایۃ الاوطار)

کل مخرج سات ہیں:۔ ۲-۳-۴-۶-۸-۱۲-۲۴- ان میں سے ۲-۳-۴ اور ۸ تو عول نہیں کرتا۔ مگر ۶-۱۲-۲۴ حسب قاعدۂ ذیل عول کرتا ہے۔

۶ کا عول طاق وجفت ۱۰ تک

۱۲ کا عول صرف طاق ۱۷ تک

۲۴ کا عول صرف ۲۷ تک

ف اعداد مذکورہ کا عول حسب صراحت بالا نہ آوے تو یہ سمجھنا چاہئے کہ مسئلہ یا اس کی ترتیب ضرور غلط ہے (غایۃ الاوطار)

فریضہ قاصر (احکام رد)

رد فرائض کے اس قاعدہ کا نام ہے جس میں درصورت نہ ہونے عصبات کے ذوی الفروض کے حصص دیدینے کے بعد جو کچھ بچے وہ پھر حسب قواعد رد ذوی الفروض ہی کو دیدیا جاتا ہے (غایۃ الاوطار)

ف رد ضد ہے عول کا

ف مذہب حنفیہ میں ذوی الفروض پر سوائے زوجین کے رد جائز ہے لیکن مذہب شافعی میں اس وقت رد جائز ہے جبکہ بیت المال کا انتظام نہ ہو اور مذہب مالکی میں ذوالفروض پر کسی حالت میں رد جائز نہیں۔ (غایۃ الاوطار)

مسایل رد دو قسم کے ہیں۔

اول یہ کہ ذوی الفروض نسبی اور سببی ساتھ ہوں یعنے احدالزوجین دیگر ذوی الفروض کے ساتھ ہوں۔

دوم یہ کہ صرف ذوی الفروض نسبی ہی ہوں یعنے ورثا میں زوجین میں سے کوئی نہ ہو۔

یہ دونوں قسم دو حال سے خالی نہ ہونگے۔

۱۔ یہ کہ مستحق رد صرف ایک ہی فریق ہونگے۔

۲۔ یہ کہ مستحق رد کئی فریق ہونگے۔

جب ذوی الفروض نسبی اور سببی ساتھ ہوں اور مستحق رد صرف ایک ہی فریق ہو مثلاً صرف بیٹیاں یا صرف بہنیں یا صرف جدات وغیرہ تو زوجین کو ان کے اقل مخرج سے حصہ دینے کے بعد جو کچھ بچے گا وہ ذوی الفروض کو دینگے جیسا مسئلہ ہذا میں۔

نوٹ یہاں اس قاعدہ کے عمل کی ضرورت باقی نہیں ہی کہ جب ربع نوع ثانی کے ساتھ جمع ہے تو مسئلہ ۱۲ سے کیا جائے کیونکہ زوج مستحق رد نہیں تو جو باقی مال رہے گا اسکی مستحق بھی تینوں بیٹیاں ہی ہونگی۔ (غایتہ الاوطار)

	مسئلہ ۴	
	زوج	دختر دو ثلث
	ربع	۳

اگر احدالزوجین کے ساتھ مستحق رد کئی فریق ہوں تو بعد دینے حصہ فرض احدالزوجین کے یہ تصور کیا جائیگا متوفی کے صرف یہی لوگ وارث ہیں اور مابقی مال کو کل متروکہ قرار دیکر حسب حصص ان وارثوں پر تقسیم کیا جائیگا۔

(ملاحظہ ہو مسئلہ ہذا)

مسئلہ ۴ - یعنی کل جائداد کے تین حصے کئے گئے
میت

زوجہ ربع ۱ جدہ ۱ ۲ اخیافی بہنیں ۲

جب مستحق رد صرف ذوی الفروض نسبی ہوں - اور وہ ایک ہی فریق ہوں تو مسئلہ اُن کے عدد رؤس سے ہوگا مثلاً ملاحظہ ہو مسئلہ ہذا

مسئلہ ۳ رد ا مسئلہ ۲
میت

۲ بیٹیاں -
دو ثلث

اصل مسئلہ ۳ سے ہے چونکہ لڑکیاں ایک سے زاید ہیں اسلئے کل متروکہ کا ⅔ حصہ انھیں دیا جائیگا اسلئے مسئلہ ۳ سے کرکے دو انھیں دیں تو باقی ایک رہتا ہے لہذا اُن کے عدد رؤس یعنے ۲ سے مسئلہ کیا گیا اور ہر ایک بیٹی کو ایک ایک حصہ دیا گیا - (غایۃ الاوطار)

اگر مستحق رد صرف ذوی الفروض نسبی کے کئی فریق ہوں تو مسئلہ اُن سب کے مجموعہ حصص سے ہوگا - ملاحظہ ہو مسئلہ ہذا :-

مسئلہ ۶ رد ا مسئلہ ۵
میت

ماں سدس ۱ ۲ دختر دو ثلث ۴

اصل مسئلہ ۶ سے کرکے ایک حصہ ماں کو دیا گیا ۲ دختروں کو ۴ حصے یعنے فی دختر دو حصے دئے گئے تو باقی ایک بچا لہذا قاعدہ رد جاری کیا گیا یعنے بیٹیوں کے حصے ۴ اور ماں کا ایک حصہ یعنے سب کے مجموعہ (۵) سے مسئلہ کیا گیا

تصحیح

جب کبھی وارثوں کے سہام میں کسر ہوتی ہے تو اس کسر کو صحیح بنا ڈالتے ہیں اور اس صحیح بنا ڈالنے کو تصحیح کہتے ہیں (غایۃ الاوطار)

ف تصحیح کے لئے تعداد ورثاء (رؤس) اور ان کے حصہ میں جو مخرج سے ملا ہو (سہام) نسبت کا معلوم کرنا ضروری ہے بغیر اس کے معلوم کرنے کے تصحیح نہیں ہوسکتی۔

ف عول و تصحیح دونوں میں مخرج زیادہ کیا جاتا ہے مگر صرف انکے اغراض میں فرق ہے

نسبتیں جن کے علم پر قواعد تصحیح منحصر ہیں وہ چار ہیں :-

الف تداخل - یعنے ایک چھوٹا عدد دوسرے بڑے عدد میں بلا کسر تقسیم ہو جائے مثلاً ۳ و ۶ اور ۲ و ۸ ان کی باہم نسبت تداخل ہے۔

ب :- تماثل یعنے دو یا زیادہ عدد باہم مساوی ہوں جیسے ۳ و ۳ اور ۴ و ۴ - ان کے باہم نسبت تماثل کی ہے۔

ج - توافق - یعنے دو عددیں سے ایک دوسرے کو بلا کسر تقسیم نہ کر سکے لیکن ایک تیسرا عدد ان دونو کو بلا کسر تقسیم کر دے جیسے ۹ و ۶ کہ آپس میں ایک دوسرے کو بلا کسر تقسیم نہیں کر سکتے مگر ایک تیسرا عدد ۳ دونو کا تقسیم کنندہ ہے پس انمیں نسبت توافق کی ہے

د تباین :- یعنے دو ایسے عدد ہوں جنہیں نسبت تداخل ہو نہ تماثل اور نہ توافق ہو جیسے ۳ و ۴ - اور ۱۲ و ۱۳ - ان میں نسبت تباین کی ہے - (غایۃ الاوطار)

ف (۱) نسبت توافق میں اگر تقسیم کنندہ عدد ۲ ہو تو وہ توافق بالنصف ہے اگر تقسیم کنندہ عدد ۴ ہو تو وہ توافق بالربع ہے - علی ہذا القیاس (یعنے تقسیم کنندہ عدد کے نام سے وہ عدد توافق موسوم ہوگا۔

(۲) توافق بالنصف میں ہر عدد کے نصف اور ثلث میں ہر عدد کے ثلث کو اور ربع میں ہر عدد کے ربع کو (وفق کہتے ہیں (غایۃ الاوطار)

تصحیح کے چھ قاعدے حسب ذیل ہیں :-

جبکہ کسر صرف ایک فریق پر واقع ہو تو اس کے رؤس و سہام میں نسبت دریافت کرو
الف :- اگر نسبت تباین ہو تو کل رؤس کو مسئلہ میں اگر عول ہو تو عول میں
ضرب دو۔ برائے تفہیم ملاحظہ ہو شکل ہذا :-

میت — مسئلہ ۶ عول ۷ تصحیح ۷×۵=۳۵

زوج	۵ حقیقی بہنیں
۱/۲	۲/۳
۳	۴
۱۵	۲۰

یہ مسئلہ ۶ سے کیا گیا اور عول ۷ ہوا جسمیں ۳ تین حصہ زوج کو اور ۴ حصہ ۵ حقیقی بہنوں کو ملے
کسر صرف ایک فریق یعنے بہنوں پر واقع ہوی کیونکہ
۴ حصہ ۵ روس میں بلا کسر تقسیم نہو سکے اسلئے ان کی تعداد اور حصص میں نسبت دریافت
کی گئی تو معلوم ہوا کہ ۴ اور ۵ میں نسبت تباین کی ہے اسلئے کل روس یعنے ۵ کو عول ۷
میں دعول نہ ہو تو مسئلہ میں ضرب دیا حاصل ضرب ۵×۷=۳۵ ہوا جس میں سے (۳×۵)
۱۵ حصے زوج کو ملے اور (۴×۵) ۲۰ حصے ۵ بہنوں کو یعنے ہر ایک کو ۴ حصے کے حساب سے
ب :- اگر نسبت توافق ہو تو رؤس کو اصل مسئلہ میں اگر عول ہو تو عول میں
ضرب دو مثال شکل ہذا سے بخوبی سمجھ میں آجائیگی۔

میت — مسئلہ ۶ (۶×۵) تصحیح ۳۰

باپ	ماں	بیٹیاں ۱۰
۱/۶	۱/۶	۲/۳
۱	۱	۴
۵	۵	۲۰

اس مسئلہ میں باپ کو ایک حصہ اور
ماں کو ایک حصہ ملا۔ لیکن دس دختر کو ۴ حصے
ملے۔ ۱۰ میں ۴ کی تقسیم بلا کسر ناممکن اس لئے انکی
تصحیح کرنی پڑی نسبت دریافت کی گئی ۔ ۱۰ اور ۴ میں نسبت توافق بالنصف کی ہے
یعنے تقسیم کنندہ عدد ۲ ہے دس کو دو سے تقسیم کیا تو حاصل قسمت ۵ آئے اس لئے
۵ کو مسئلہ کے ساتھ ضرب دیا۔ (۶×۵)=۳۰ ہوے (۱×۵)=۵ حصہ باپ کو
(۱×۵)=۵ حصے ماں کو (۴×۵)=۲۰ حصے ۱۰ بیٹیوں کو یعنے ہر بیٹی کو ۲ حصے ملے

ب۔ جب کسر دو یا زیادہ فریق پر واقع ہو تو اولاً ان میں جس پر کسر واقع ہوئی ہے حسب صراحت بالا نسبت دریافت کرو اگر توافق ہو تو وفق رؤس کو تباین ہو تو کل رؤس کو محفوظ رکھ کر ان کی باہمی نسبت معلوم کرو۔

ج۔ اگر نسبت تماثل ہو تو ان میں سے کسی ایک کو اصل مسئلہ میں اگر عول ہو تو عول میں ضرب دو۔ جیسا کہ تمثیل ہذا سے ظاہر ہے۔

یہ مسئلہ ۶ سے ہوا ۶ بنت کو ۴ حصے اور ۳ جدہ کو ۱ حصہ اور ۳ عم کو ۱ حصہ۔ جو بلا کسر کسی فریق کو نہیں مل سکتا۔ اسلئے ہر ایک کے رؤس اور سہام میں نسبت دریافت کی گئی تو معلوم ہوا کہ بنت کے محصلہ سہام اور رؤس میں نسبت توافق بالنصف کی ہے لہذا اس کا نصف ۳ ہوا۔ رؤس جدہ اور عم کے سہام محصلہ میں نسبت تباین کی ہے۔ ان تینوں میں نسبت دریافت کرنے سے اب موجودہ حالت یہ ہوئی ۳ و ۳ و ۳۔ ان سب میں نسبت تماثل کی ہے اس لئے کسی ایک عدد سے مسئلہ میں ضرب دیا تو (۶×۳) ۱۸ ہوئے جن میں سے (۴×۳) = ۱۲ چھ بنت کو تین جدہ کو ۳ اور تین عم کو ۳ بلا کسر تقسیم ہو گئی۔

مسئلہ ۶ تصحیح ۶×۳=۱۸

میت

بنت ۶	جدہ ۳	عم ۳
۲/۳	۱/۶	عصبہ
۴	۱	۱
۱۲	۳	۳

د۔ اگر نسبت تداخل ہو تو اس میں سے بڑے عدد کو اصل مسئلہ میں اور اگر عول ہو تو عول میں ضرب دو تمثیلاً شکل مسئلہ اور عمل لکھ دیا گیا ہے۔

اس مسئلہ میں ورثاء کے رؤس اور سہام میں نسبت تباین کی ہے اور ان کے باہمی رؤس میں نسبت تداخل کی ہے یعنے ۳ و ۴ ہر ایک

مسئلہ ۱۲ تصحیح ۱۲×۱۲=۱۴۴

میت

زوجہ ۴	جدہ ۳	عم ۱۲
۱/۴	۱/۶	عصبہ
۳	۲	۷
۳۶	۲۴	۸۴

۱۳ میں جو روس ہیں وہ داخل ہو جاتا ہے اسلئے ۱۲ سب سے بڑا عدد ہے اس لئے اس مسئلہ کو (بصورت عول عول کو) اس بڑی عدد سے ضرب دیا تو (۱۲×۱۲) ۱۴۴ ہوگئے اس میں سے (۱۲×۳) = ۳۶ چار زوجہ کو (۱۲×۲) = ۲۴ تین جدہ کو اور (۱۲×۷) = ۸۴ بارہ عم کو دیا جو بلا کسر تقسیم ہوئی۔

ھ۔ اگر نسبت تباین ہو تو ان کو آپس میں ایک دوسرے سے ضرب دو اور حاصل ضرب کو اصل میں اور اگر عول ہو تو عول میں ضرب دو جیسا کہ مثال ذیل سے واضح ہے:-

اس مسئلہ میں روس زوجہ و سہام محصلہ میں نسبت تباین کی ہے اور بنت اور جدہ کے روس و سہام محصلہ میں نسبت توافق بالنصف کی ہے اور عم کے سہام و رُوس میں نسبت تباین کی ہے۔

مسئلہ ۲۴　　مصححہ ۲۴×۲۱۰ = ۵۰۴۰

۲ زوجہ	۶ جدہ	بنت ۱۰	عم ۷ عصبہ
۱/۸	۱/۶	۲/۳	۱
۳	۴	۱۶	
۶۳۰	۸۴۰	۳۳۶۰	۲۱۰

اب حالت مسئلہ کی یہ ہوئی (۲-۵-۳-۷) ان میں بھی نسبت تباین کی ہے اس لئے ان کو آپس میں ضرب دیا تو (۲×۵×۳×۷) ۲۱۰ حاصل ضرب نکلا۔ تو اسکو حسب قاعدہ اصل مسئلہ میں (۲۴×۲۱۰) ضرب دیا تو حاصل ۵۰۴۰ ہوئے اب اس کو تقسیم کیا تو دو زوجہ کو (۳×۲۱۰) ۶۳۰ اور بنت ۱۰ کو (۱۶×۲۱۰) ۳۳۶۰ اور ۶ جدہ کو (۴×۲۱۰) = ۸۴۰ اور ۷ عم کو (۱×۲۱۰) = ۲۱۰ حصے حاصل ہوئے جو بلا کسر ہیں

و۔ اگر اعداد محفوظ میں سے کسی دو عدد میں نسبت توافق کی ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دیں پھر اس کے حاصل اور تیسرے میں نسبت دریافت کریں۔ اگر توافق ہو تو بدستور دونوں کے وفق کو آپس میں ضرب دیں اگر تباین ہو تو ایک کے کل کو دوسرے کے کل میں ضرب دیں (علیٰ ہذا القیاس) پھر حاصل آخر

کو اصل مسئلہ میں درصورت عول کے عول میں ضرب دیں چنانچہ عمل اور شکل سے آپ کی سمجھ میں بخوبی آجائے گا۔

عمل :۔ اس مسئلہ میں اولاً سہام و رؤس کی | مسئلہ ۲۴ (۲۴ × ۱۸۰) مصححہ ۴۳۲۰

نسبت دریافت کیا تو یہ عدد حاصل ہوئے | زوجہ ۴ چچا ۶ دختر ۱۸ جدہ ۱۵

(۴ و ۶ و ۹ و ۱۵) ان میں نسبتیں دریافت کی | ۱/۸ ۳ — عصبہ ۱ — ۲/۳ ۱۶ — ۱/۶ ۴

تو معلوم ہوا کہ ۴ و ۶ میں نسبت توافق بالنصف | ۵۴۰ ۱۸۰ ۲۸۸۰ ۷۲۰

کی ہے تو ۶ کے نصف ۳ کو ۴ میں ضرب دیا تو ۱۲ حاصل ہوئے ۱۲ میں اور ۹ میں نسبت دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس میں بھی نسبت توافق بالثلث کی ہے اس لئے ۹ کے ثلث ۳ کو ۱۲ میں ضرب دیا تو ۳۶ حاصل ہوئے اس عدد میں اور ۱۵ میں نسبت دریافت کیا تو اس میں بھی نسبت توافق بالثلث کی ہے اسلئے ۱۵ کے ثلث ۵ کو ۳۶ میں ضرب دیا تو ۱۸۰ حاصل ہوئے اسکو اصل مسئلہ ۲۴ میں ضرب دیا (۲۴ × ۱۸۰) = ۴۳۲۰ حاصل ہوئے جسکی تقسیم حسب صراحت مسئلہ مندرجہ حاشیہ کر دی گئی۔

اگر کبھی اعداد محفوظہ میں کئی نسبتیں جمع ہو جائیں تو اعداد متماثلہ میں سے کسی ایک کو اور اعداد متداخلہ میں سے بڑے عدد کو لے لیں۔ اور باقی اعداد میں حسب قواعد سابقہ عمل کریں۔

مناسخہ

• مناسخہ فرائض کے اس قاعدہ کو کہتے ہیں جسمیں اگر کوئی وارث قبل تقسیم ترکہ مر جائے تو اس کا حصہ اس کے ورثا کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ (غایۃ الاوطار)

ترکہ کئی پشت کے بعد تقسیم ہو تو پہلے میت اول کے ترکہ کی تقسیم ہوگی۔ اس کے

بعد میت ثانی کے ترکہ کی علی ہذا القیاس۔ (از غایۃ الاوطار)

جب میت ثانی کے اور کوئی ورثا سوائے ورثا میت اول کے نہ ہوں تو وقت تقسیم میت ثانی کو تقسیم میں شامل کرنا ضروری نہیں صرف کان لم یکن لکھدینا کافی ہے جیسا کہ مثال سے ظاہر ہے۔

مسئلہ ۴ میت زید

حمیدہ بیٹی	ہندہ بیٹی	بکر بیٹا	عمر و بیٹا
۱	۱	۲	کان لم یکن

عمل:۔ زید دو بیٹے عمر و بکر اور دو بیٹیاں ہندہ و حمیدہ چھوڑ کر مرا قبل تقسیم ترکہ عمر مر گیا اور اس کا سوائے ان بھائی اور بہنوں کے اور کوئی وارث نہیں ہے تو اس صورت میں اس کا وجود معدوم خیال کر کے بکر و ہندہ اور حمیدہ پر للذکر مثل حظ الانثیین یعنے ہر مرد کو ہر عورت سے دو چند حسب معمول تقسیم کر دی جائیگی۔

تخارج

جب کوئی وارث اپنے حصہ کے عوض کوئی خاص شئے ترکہ سے لیکر اپنے حصہ سے دست بردار ہو جائے تو اس کو تخارج کہتے ہیں

جب کوئی وارث اس طرح صلح کرے تو گو اسے اسکے بعد میراث سے حصہ نہیں ملیگا مگر تصحیح مسئلہ کی بشمول اسکے کیجائیگی تاکہ کسی اور وارث کے حصہ میں نقصان واقع نہ ہو لیکن بعد تصحیح اسکے حصہ کو خارج کر کے ترکہ کو مابقی سہام پر تقسیم کرینگے مثلاً

مسئلہ ۱۲ میت

زوجہ	ماں	چچا
$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{3}$	عصبہ
۳	۴	۵

اس مسئلہ میں زوجہ نے اپنے حصہ کی بابت بجائے ترکہ مفروضہ کے صرف ایک مکان لیکر صلح کر لی چونکہ یہ مسئلہ ۱۲ سے ہوتا ہے تو اسمیں سے زوجہ کے ۳ سہام کے بدلے متروکہ سے مکان نکالکر باقی جائداد کے ۹ سہام بناکر ماں کو ۴ اور چچا کو ۵ سہام تقسیم کروائے۔

تمت

مولف
سید محمد
ساکن عقب مسجد افضل گنج
حیدرآباد دکن

اعلان

حمایت الاسلام الموسوم باسم تاریخی چشمۂ فیض محمدی

۱۳ھ

اے شتاقان علم فقہ و مڈل و میاٹرک و ایف اے بی اے عثمانیہ کے طالب علموں!! کتاب صدر کے متعلق کچھ عرض کرنا بے سود ہے کیونکہ عطر آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید کتاب اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے آپ خود غور و خوض کر کے فرما دیجئے کہ کس قدر محنت شاقہ کے بعد بڑے بڑے زخار بحار کو جناب مولف صاحب نے اس مختصر سے کوزہ میں نہایت آسان و سلیس زبان میں کتب معتبرہ کے حوالہ کے ساتھ بند فرمایا ہے۔

وہ عربی و فارسی و اردو معتبر و مفتی بہ کتب فقہ جن کا یہ رسالہ عطر ہے یہ ہیں:۔

عقاید نسفی۔ کنز الدقائق۔ فتح القدیر۔ غایۃ الاوطار۔ بحر الرائق۔ شرح وقایہ۔ تاتارخانیہ۔ سراج الوہاج۔ عالمگیری۔ فتاوی قاضی خاں۔ در مختار۔ نہر الفائق۔ بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ فتح الباری۔ نور الہدایہ۔ احسن المسائل۔ منیۃ المصلی۔ معجم طبرانی۔ الحاکم فی المستدرک۔ البرہان۔ مجتبی۔ طحطاوی۔ موطا۔ مسند احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی۔ تاریخ الاولیاء۔ سیرۃ النبی وغیرہ۔

قیمت صرف [illegible]

ملنے کا پتہ

بہ مکان مولوی سید پیر محمد صاحب مولف رسالہ ہذا و صیغہ دار معتمدی مالگزاری سرکار عالی صیغہ عطیات ساکن عقب مسجد افضل گنج حیدرآباد

از دوکان محمد عبد الرحمن صاحب سوداگر پارچہ ۵۹۵ علی میاں بازار

از دکان خاکسار